عمران سیریز

جلد نمبر
9

خطرناک لاشیں

28 - خطرناک لاشیں

29 - گیند کی تباہ کاری

30 - چار لکیریں

ابن صفی

پیشرس

عمران اٹھائیسویں بار آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے! اپنی روایات کے مطابق وہ اس بار بھی ایک حیرت انگیز اچھوتی اور نئے انداز کی کہانی لایا ہے۔

یہ ایسی لاشوں کی کہانی ہے، جو دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتی تھیں اور اگر ان کے قریب کوئی آدمی موجود ہوتا تو اس کے بھی چیتھڑے اڑ جاتے ہیں!

اس بار تو رحمان صاحب بھی کسی حد تک عمران سے مدد کے طالب ہوئے ہیں!.... کیپٹن فیاض تو جوتیاں چٹخاہی رہا تھا....! اس سے ایک زبردست غلطی سرزد ہوتی ہے اور عمران کے نظریہ کے مطابق کیس بگڑ جاتا ہے۔

پھر....؟ کیا عمران کو ناکامی ہوتی ہے؟

اس کا جواب تو کیپٹن فیاض ہی دے سکے گا، جو رسیوں سے جکڑا ہوا ایک صوفے پر پڑا تھا۔ کمرے میں موسیقی کی لہریں منتشر ہو رہی تھیں! ایک اندھی رقاصہ ناچ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں

چمکتا ہوا خنجر تھا....! کیا وہ موت کا ناچ نہیں تھا؟ کیپٹن فیاض جانتا تھا کہ ابھی اس مشاق اندھی رقاصہ کا ہاتھ بلند ہوگا اور خنجر اس کے سینے میں پیوست ہو جائے گا۔! اس سے ایک دن پہلے کیپٹن فیاض نے رحمان صاحب کو اطلاع دی تھی کہ اس کے ماتحت شاہد کی لاش کو ہاتھ نہ لگایا جائے.... لہٰذا لاش دھوپ میں پڑی رہی.... آخر کیوں؟

اندھی لڑکی کے رقص کے بعد جو ناچ ہوا تھا.... کیا وہ بھی موت کا ناچ نہیں تھا!

ایک پاگل آدمی کی داستان جو اپنی دانست میں انسانیت پر احسان کر رہا تھا۔ عمران کس طرح اس کا قلع قمع کرتا ہے! آپ یقیناً محظوظ ہوں گے۔

ابن صفی



محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب نے مضطربانہ انداز میں سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ماؤتھ پیس میں بولے!"رحمان اسپیکنگ! فوراً آؤ۔ میں آفس سے بول رہا ہوں!"

سلسلہ منقطع کر کے انہوں نے سامنے پھیلے ہوئے کاغذات سمیٹے اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک خوش پوش اور وجیہہ آدمی چق ہٹا کر اندر داخل ہوا۔

رحمان صاحب آنکھوں کی جنبش سے کاغذات کی طرف اشارہ کر کے پائپ میں تمباکو بھرنے لگے....!ان کی آنکھوں سے گہرے تفکر کے آثار ہویدا تھے۔

آنے والے نے کاغذات اکٹھے کر کے چمڑے کے ایک تھیلے میں بند کئے اور دوسری میز پر جا کر تھیلے کو سیلنگ ویکس سے سیل کرنے لگا۔ کمرے کی فضا پر بوجھل سی خاموشی مسلط تھی اور بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے بیٹھنے والے کبھی بولتے ہی نہ ہوں۔

تھیلا سیل کر کے وہ آدمی اسے پھر رحمان صاحب کی میز پر لایا! رحمان صاحب نے اس پر لگی ہوئی سیلوں کا جائزہ لیا۔ پھر ایک سیل سے منسلکہ کارڈ پر اپنے دستخط کرنے لگے!

اتنے میں چپڑاسی نے آکر ایک وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔ یہ غالباً کیپٹن فیاض ہی کا تھا! رحمان صاحب نے سر ہلا کر آنے والے کے داخلے کی اجازت دی! چپڑاسی پھر باہر چلا گیا! کیپٹن فیاض کے اندر داخل ہوتے ہی وہ آدمی تھیلا لے کر کمرے سے باہر نکل گیا!

"بیٹھ جاؤ!" رحمان صاحب نے فیاض کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ پائپ سلگا رہے تھے! فیاض کا چہرہ اُترا ہوا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یہاں محض ڈانٹ پھٹکار سننے کے لئے آیا ہو!

"ہاں.... کیا قصہ ہے....؟"

"کیا عرض کروں جناب! یہ معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا!"

"میں صرف واقعہ معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

فیاض نے ایک طویل سانس لے کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر بولا!"آج صبح روشن آباد میں ایک لاش سڑک پر پائی گئی۔ روشن آباد پولیس اسٹیشن کا انچارج اس کی اطلاع ملتے ہی موقعہ واردات پر پہنچا! لیکن لاش پر جھکا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر نہ وہاں لاش کا پتہ تھا اور نہ انچارج کا!"

فیاض نے خاموش ہو کر پھر ایک طویل سانس لی اور تھوڑے توقف کے بعد بولا۔"لیکن تقریباً سوگز کے گھیرے میں لاتعداد گوشت کے ٹکڑے بکھرے ہوئے نظر آرہے ہیں!"

"بم" رحمان صاحب نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا!

"خدا بہتر جانتا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا! کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ انچارج پر بم پھینکا گیا تھا! ایسے نشانات بھی نہیں ملے کہ بم کے متعلق سوچا جاسکے، ویسے دھماکہ تو دور دور تک سنا گیا تھا!"

"پھر آخر اسے کیا کہو گے؟"

"کیا عرض کیا جائے جناب! کچھ سمجھ میں نہیں آتا!"

"لاش کی شناخت ہوسکی تھی!"

"نہیں جناب اس کی نوبت ہی نہیں آنے پائی!"

"سنا ہے لاش بالکل برہنہ تھی!"

"جی ہاں! بالکل برہنہ!"

"زخم کے نشانات!"

"نہیں.... جناب! جن لوگوں نے لاش دیکھ کر تھانے اطلاع پہنچائی تھی ان کا بیان ہے کہ نہ تو انہوں نے لاش کے آس پاس کہیں خون کے دھبے دیکھے تھے اور نہ مرنے والے ہی کے جسم پر کہیں کوئی زخم تھا!"

"فیاض!"

"جناب والا"

"کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ لاش اُلٹ پلٹ کر دیکھی گئی تھی!"

"جی نہیں!"

"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ لاش پر زخم نہیں تھے۔"

"میں نے عرض کیا نا کہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جس کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی! انچارج کچھ بتانے کے لئے زندہ ہی نہیں بچا!"

"مرنے والا کوئی غیر ملکی تو نہیں تھا!"

"میری دانست میں تو وہ ایشیاء ہی کے کسی ملک سے تعلق رکھتا تھا ورنہ اُس کے کپڑے کیوں اتار لئے جاتے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"غالباً اس کی قومیت ہی چھپانے کے لئے لباس اتار لیا گیا تھا!"

"ہاں یہ چیز کسی حد تک ممکن ہے!" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "لیکن کیا آس پاس کے کسی آدمی نے مرنے والے کو پہچانا نہیں تھا!"

"جی نہیں! ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں مل سکی!"

"پھر اب تم کیا کرو گے!"

"جب تک معاملات کی نوعیت سمجھ میں نہ آئے....!"

"معاملات کی نوعیت سمجھنے کیلئے تم اسی نالائق کے پاس دوڑو گے!" غالباً اشارہ عمران کیطرف تھا۔

"ضروری نہیں جناب! پھر اگر دوڑنا ہی پڑا تو.... ظاہر ہے کام نکلنے سے مطلب!"

"بکواس ہے! اسی طرح سارے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اگر یہی حال رہا تو پھر اپنے محکمے کا وجود ہی عضو معطل ہو کر رہ جائے گا! میں نہیں سمجھ سکتا کہ محکمہ خارجہ نے داخلی امور میں کیوں داخل اندازی شروع کر دی ہے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"کچھ نہیں!" رحمان صاحب ٹال گئے! وہ اس نئے محکمے کے متعلق تفصیل میں نہیں جانا چاہتے تھے جس کا چیف آفیسر ایکس ٹو تھا!

فیاض صرف اتنا ہی جانتا تھا کہ محکمۂ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے کچھ ممبر دارالحکومت میں بھی رہتے ہیں! اسے نہ تو ان کے اختیارات کا علم تھا اور نہ ہی معلوم تھا کہ ان کا طریق کار کیا ہے! اور یہ بات بھی پہلی بار ہی اس کے علم میں آئی تھی کہ عمران کو درمیان لانے سے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اسے اس اطلاع پر حیرت ہوئی تھی۔ لیکن جب اس نے یہ محسوس کیا کہ رحمان صاحب اس مسئلے پر وضاحت کے ساتھ گفتگو کرنے پر تیار نہیں تو وہ بھی خاموش ہو گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ مقتول روشن آباد کا باشندہ رہا ہو! اگر کوشش کی جائے تو معلوم ہو سکتا ہے!"

"جی ہاں، میں کوشش کر رہا ہوں! لیکن ابھی تک کوئی امید افزا صورت نہیں نظر آتی!"

"اس واقعہ کے کس پہلو پر تم زیادہ زور دے رہے ہو!"

"دھماکے پر جناب! یہ ایک غیر معمولی چیز تھی....! ایسے واقعات تو کبھی افواہاً بھی سننے میں نہیں آئے! پھر اس دھماکے کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ لاش کی شناخت نہ ہو سکے!"

"لیکن وہ دھماکہ پہلے بھی ہو سکتا تھا!" رحمان صاحب نے کہا!

"کیا یہ ضروری تھا کہ لاش اسی وقت ناقابل شناخت بنائی جاتی جب پولیس وہاں پہنچ جاتی! اس سے پہلے ایسا کیوں نہ ہوا.... اگر مقصد یہ تھا کہ اس طرح پولیس کو دہشت زدہ کیا جائے تو پھر اس کا مقصد بھی تلاش کرنا پڑے گا!"

"دھماکے کے متعلق دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ لاش کے پھٹنے ہی کی بناء پر ہوا تھا! قرب وجوار سے اگر بم پھینکا گیا ہوتا تو کچھ اور لوگوں کا بھی زخمی ہونا ضروری تھا! کیونکہ لاش کے گرد کافی بھیڑ تھی! مگر صرف انچارج ہی کے چیتھڑے اڑ گئے، جو لاش پر جھکا ہوا تھا، بقیہ لوگوں کے جسموں سے گوشت کے لوتھڑے ٹکرائے تھے۔!"

"پہلی بات تو یہ کہ لاش برہنہ تھی!" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

"تمہارا خیال ہے کہ مرنے والے کی قومیت اور وطنیت چھپانے کے لئے اسے برہنہ کر دیا گیا تھا!... پھر تمہاری دانست میں وہ دھماکہ اسی لئے تھا کہ لاش ہی قابل شناخت نہ رہ جائے....! یہ دونوں نظریات یک جا نہیں ہو سکتے! ان میں سے ایک کو لامحالہ رد کرنا پڑے گا! لاش بھی اسی وقت ناقابلِ شناخت بنائی جا سکتی تھی جب مرنے والے کی قومیت چھپانے کے لئے

اسے برہنہ کیا گیا تھا! یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ کچھ دیر لاش کی نمائش کرنے کے بعد اُسے ناقابلِ شناخت کیوں بنایا گیا!"

"جی ہاں یہ ایک بہت بڑا الجھاؤ ہے! حقیقت یہ ہے جناب! کہ ابھی میں کوئی نظریہ قائم ہی نہیں کر سکا ہوں!"

فون کی گھنٹی بجی رحمان صاحب نے ریسیور اٹھالیا! پھر فیاض سے بولے "تمہاری کال ہے!"

فیاض نے ریسیور ان سے لے لیا! چند لمحے دوسری طرف سے بولنے والے کی طرف کان لگائے رہا پھر ریسیور رکھتا ہوا بولا۔ "ایک آدمی میرے آفس میں لایا گیا ہے جس نے مقتول کو پچھلی شام دیکھا تھا۔!"

رحمان صاحب سر کو خفیف سی جنبش دے کر بولے! "مجھے حالات سے باخبر رکھنا!"

"بہت بہتر جناب!"

"جا سکتے ہو!" رحمان صاحب نے کہا اور پائپ دانتوں میں دبائے ہوئے کاغذات کی طرف متوجہ ہوگئے۔ فیاض اٹھ گیا۔



جولیانا فٹنر واٹر نے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے! دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا!

"کیا خبر ہے!" ایکس ٹو کی آواز آئی!

"کیپٹن فیاض کو ایک ایسا آدمی مل گیا ہے جس نے مرنے والے کو پچھلی شام کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔"

"کہاں دیکھا تھا؟"

"کوئینس روڈ کے تیسرے چوراہے پر! وہ بہت زیادہ نشے میں تھا اور لڑکی سے کہہ رہا تھا کہ وہ پہاڑی ٹٹو ہے اس لئے کار میں نہیں بیٹھے گا! دونوں پیدل ہی چل رہے تھے لیکن وہ نشے کی زیادتی کی وجہ سے لڑکھڑا رہا تھا! لڑکی نے ٹیکسی پر چلنے کی تجویز پیش کی تھی! اس پر اس نے کہا تھا کہ وہ اسی کی پیٹھ پر سوار ہوجائے پھر جہاں کہے گی سرپٹ دوڑتا ہوا لے جائے گا.... وہ خود ہی پہاڑی ٹٹو ہے کار میں نہیں بیٹھے گا!"

"پھر....!"

"گواہ ان کا تماشہ دیکھنے کے لئے کچھ دیر وہاں رکا تھا! پھر لڑکی نے ایک ٹیکسی رکوا ہی لی تھی اور وہاں سے چلے گئے تھے!.... اتفاق سے گواہ نے آج لاش بھی دیکھی تھی اور اس پر نظر پڑتے ہی اسے پچھلی رات کا واقعہ یاد آگیا تھا۔"

"مرنے والے کے متعلق اس نے کیا بتایا ہے؟ کیا وہ کوئی مقامی تھا!"

"جی نہیں! اس کا بیان ہے کہ وہ اسے نیپالی معلوم ہوا تھا! لڑکی اور وہ دونوں انگریزی میں گفتگو کر رہے تھے! لڑکی سیاہ فام تھی! لیکن گواہ یہ نہیں بتا سکا کہ اس کا تعلق مغرب کے کس ملک سے ہو سکتا ہے۔!"

"گواہ کے متعلق تفصیل!"

"وہ جوزف اینڈ جوزف کی فرم میں چیف اکاؤنٹنٹ ہے!.... نام جعفر سعید ہے تیرہ جاوید اسٹریٹ میں رہتا ہے۔!"

"کیا تم نے براہِ راست اسی آدمی جعفر سعید سے معلومات حاصل کی ہیں۔"

"جی نہیں! یہ اطلاعات صفدر نے سوپر فیاض کے آفس سے فراہم کی ہیں۔!"

"اس آدمی سے براہِ راست گفت و شنید کرو.... اس کے لئے تم بذاتِ خود ہی موزوں ہو!"

"بہت بہتر جناب!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا! جولیا نے جیسے ہی ریسیور رکھا پھر گھنٹی بجی!

"ہیلو!" اس نے دوبارہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا!

"صفدر اسپیکنگ!"

"یس صفدر پلیز!"

"کیپٹن فیاض کے آدمیوں نے جعفر سعید کی نگرانی شروع کردی ہے! تین آدمی مستقل طور پر اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں! یہ تعاقب تقریباً ساڑھے تین گھنٹے سے جاری ہے! اس وقت جعفر سعید اپنے آفس میں ہے لیکن وہ تینوں باہر اس کے منتظر ہیں!"

"اس تعاقب یا نگرانی کا مقصد کیا ہے!"

"مقصد نہیں معلوم ہو سکا!"

"تم نے بروقت اطلاع دی! شکریہ.... اور کچھ کہنا ہے!"

"نہیں!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جولیا نے ڈس کنکٹ کر کے پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائیل کئے اور صفدر سے ملی ہوئی نئی اطلاع اس تک پہنچائی۔

"اگر فیاض کے آدمی اس کا تعاقب کر رہے ہیں تو تم اس سے ہر گز نہ ملنا!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دوسرے احکامات کا انتظار کرو۔"

ایکس ٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

عمران نے کوئنس روڈ کی تیرھویں عمارت کے سامنے رک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔ اُسے یقین تھا کہ آس پاس کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس پر نگرانی کرنے کا شبہ کیا جاسکے اوہ مختصر سی روش طے کر کے برآمدے میں آیا.... دوسرے ہی لمحے میں اس کی انگلی کال بل کے بٹن پر اپنی محدود قوت صرف کر رہی تھی!

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھے آدمی نے باہر سر نکال کر عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا!

"کیا مسٹر جعفر سعید تشریف رکھتے ہیں!" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں فرمایئے....!"

"آپ ہی ہیں!"

"جی ہاں۔"

"مجھے کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔"

بوڑھے نے ایک طویل سانس لی اور مردہ سی آواز میں بولا۔ "تشریف لایئے۔" وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

کچھ دیر بعد عمران ایک مختصر نشست کے کمرے میں بیٹھا اس سے گفتگو کر رہا تھا!

"آپ کو یقین ہے کہ وہ کوئی نیپالی ہی تھا!"

"میرا اندازہ ہے! میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا! ویسے اس کے چہرے کی بناوٹ نیپالیوں ہی کی سی تھی!"

"میں آپ کی یادداشت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا مسٹر سعید کہ آپ نے اُسے سرراہے

دیکھنے کے باوجود بھی مردہ حالت میں پہچان لیا!"

"پہچان لینے کی وجہ تھی۔ میں نے اسے اس طرح نہیں دیکھا تھا جیسے دو اجنبی قریب سے گزرتے وقت ایک دوسرے پر یونہی لایعنی سی نظریں ڈالتے ہیں! میں تو اس کے بھکنے کے تماشے دیر تک دیکھتا رہا تھا۔!"

"لڑکی دیسی ہی تھی!"

"جی نہیں! مجھے یقین ہے کہ وہ یوروپین تھی! لیکن پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس کی صحیح قومیت کا اندازہ نہیں کر پایا تھا! ویسے دونوں ہی انگریزی میں گفتگو کر رہے تھے!"

"لڑکی کا لہجہ انگریزوں کا سا نہیں تھا۔!" عمران نے پوچھا!

"نہیں مجھے تو نہیں معلوم ہوا تھا۔" سعید نے جواب دیا!

"آپ انہیں اسی چوراہے پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تھے!"

"جی نہیں! میں اس وقت آگے بڑھا تھا جب وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے تھے۔!"

"لڑکی نے ٹیکسی ڈرائیور کو کہاں کا پتہ بتایا تھا!"

"میں نہیں سن سکا تھا!" اس نے اکتا کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اگر یہ معلوم ہوتا کہ دوسرے دن اسکی برہنہ لاش نظر آئیگی تو ضرور سننے کی کوشش کرتا۔"

عمران نے سوچا ممکن ہے یہ آدمی اخبارات میں اپنا نام دیکھنے کا شائق ہو اور جو کچھ بھی اس نے بتایا ہے اس میں سرے سے صداقت ہی نہ ہو! پھر بھی وہ اس سے لڑکی کا حلیہ پوچھ ہی بیٹھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر خوبصورت تھی! اس سے زیادہ میں اور کچھ نہ بتا سکونگا۔"

"یہی بہت ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر حسین تھی۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اگر نہ ہوتی تو ہم یا آپ اس کا کیا بگاڑ لیتے۔ اچھا.... تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔"

عمران اٹھ گیا۔



تیسرے چوتھے دن پھر ایک برہنہ لاش شہر کے ایک حصے میں پائی گئی۔ لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ لاش کے قریب بھی جاتا! قریبی تھانے میں بھی اطلاع پہنچی اور پولیس وہاں آگئی جہاں لاش پڑی ہوئی تھی لیکن دور ہی سے اس کا جائزہ لیا جاتا رہا۔

سورج ابھی نہیں طلوع ہوا تھا! سڑکیں پوری طرح نہیں جاگی تھیں پھر بھی اس حصے میں جہاں لاش پڑی ہوئی تھی تل رکھنے کی بھی جگہ نہ رہ گئی!

لاش کے قریب جانے کی ہمت کوئی بھی نہ کر سکا!.... پھر سورج طلوع ہوا اور آہستہ آہستہ تمازت بڑھتی رہی اس دوران میں پولیس نے اتنا ہی کام کیا کہ لاٹھی چارج کر کے ٹریفک کے لئے سڑکیں صاف کر دیں! اس وقت تک سارے بڑے بڑے آفیسر بھی وہاں پہنچ گئے تھے!

ایک بڑی ایمبولینس گاڑی لاش کے قریب لے جائی گئی! لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک زوردار دھماکے کے ساتھ لاش کے پرخچے اڑ گئے! گوشت کے لوتھڑے اچھل اچھل کر دور تک بکھر گئے تھے! لیکن اس بار کسی زندہ آدمی کی شامت نہیں آئی تھی!

اس بھیڑ میں عمران بھی موجود تھا اور لاش کے اس طرح پھٹ جانے پر اس نے اس انداز میں اپنے سر کو جنبش دی تھی جیسے وہ کسی حد تک اس معاملے کی نوعیت کو سمجھ چکا ہو!

کیپٹن فیاض بھی اس کے قریب ہی موجود تھا! لیکن اسے علم نہیں تھا کہ عمران پہلے ہی اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گرانڈ ہوٹل کے ایک کیبن میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے! فیاض ہی اُسے یہاں لایا تھا!

"کیا خیال ہے؟" فیاض نے اُس سے پوچھا!

"میں سوچ رہا ہوں کہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی شادی کر ڈالوں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا! بات دراصل یہ ہے کہ اب میں اپنی پُرسکون زندگی سے تنگ آگیا ہوں! بیوی کی کائیں کائیں اور بچوں کی چیخ دھاڑ کے لئے کان ترس رہے ہیں!"

فیاض کچھ نہ بولا! وہ سوچ رہا تھا کہ عمران سے اس مسئلے پر گفتگو ہی نہ کرے! لیکن پھر وہ خود پر قابو نہ پا سکا!

"کیا تم اِدھر اتفاقاً ہی نکل آئے تھے؟"

"ہاں.... وہ اِدھر ہی تو ہے.... کیا کہتے ہیں اسے.... گھیرال.... دربال.... پتہ نہیں بھول رہا ہوں.... ارسال وہ اس گھر کو کیا کہتے ہیں جہاں کسی کی شادی ہوتی ہے.... ارے ہاں.... سترال....!"

"سسرال....!" فیاض بُرا سا منہ بنا کر بولا!

"ہاں! وہ اِدھر ہی ہے جہاں بات چیت چل رہی ہے!"

"وہ تو تمہاری پیدائش سے پہلے ہی سے چل رہی تھی!" فیاض جل کر بولا تھا!

"نہیں تو.... تم نے کسی اور کے متعلق سنا ہوگا! یہ تو ابھی کی بات ہے۔ میں نے خود ہی معاملات طے کئے ہیں!"

"مگر مجھے تمہاری شادی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے!"

"دلچسپی لے کر دیکھو کہ کیا حال کرتا ہوں تمہارا!" عمران غصیلی آواز میں بولا! "میں جانتا ہوں کہ اِدھر کی اُدھر کرنے والے میری شادی کبھی نہ ہونے دیں گے۔ لیکن میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ سسرال کا پتہ دوں گا! ہرگز نہیں! خود تم سر پٹخ کر مر جاؤ!"

"میرا دماغ مت چاٹا کرو! صرف اُسے اُلو بنانے کی کوشش کیا کرو، جو تمہیں جانتا نہ ہو!"

"میں تو یہی سمجھتا تھا کہ تم مجھے نہیں جانتے!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہو!"

"کیوں نہ لوں سوپر فیاض! یہ کیس ہی ایسا ہے!"

"کیا خیال ہے ان لاشوں کے متعلق!"

"بہت اچھا خیال ہے! اگر کبھی کسی لڑکی کی لاش نظر آئی تو اسی سے شادی کر لوں گا.... سوپر فیاض کیا بتاؤں! اگر میں کوئی ناول نویس ہوتا تو ان لاشوں کے متعلق ایک ناول ضرور لکھتا اور اس کا نام رکھتا لاشوں کے پٹاخے، کیا خیال ہے؟"

"میں تم سے مدد کا طالب نہیں ہوں!"

"مجھے علم ہے سوپر فیاض کہ تم نے آئے دن نئی اور خوبصورت اسٹینو لڑکیاں رکھ کر کافی ترقی کر لی ہے... اور کسی دن بیوی کے ہاتھوں وکٹوریہ کراس پا کر کوئی دھرم شالہ کھول لو گے... اور!"

"مجھ سے بے تکی بکواس نہ کرنا سمجھے!"

"تم مجھے بہت دنوں سے جانتے ہو، سوپر فیاض! ورنہ بتاتا!"

"تم سے گفتگو کرنا بھی....!"

"ہاں اپنی بے عزتی کرانے کے مترادف ہے!" عمران نے سر ہلا کر کہا!

"اس لئے تم چائے کی قیمت ادا کئے بغیر اٹھ جاؤ گے۔ ٹھیک ہے! مگر میں تمہیں آگاہ کردوں گا کہ میں سسرال سے واپس آرہا ہوں اس لئے میری جیبوں میں تمہیں ایک پائی بھی نہ ملے گی!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے چائے پیتا رہا!

عمران نے کچھ دیر بعد کہا! "اس سلسلے میں جعفر سعید کے پیچھے جھک مارنا فضول ہے!"

"تم کیا جانو!" فیاض چونک پڑا!

"میرے لئے یہ سوال غیر ضروری ہے!"

"نہیں بتاؤ! تمہیں جعفر سعید کے متعلق کیسے علم ہوا؟"

"میں تم سے کبھی اس قسم کی باتیں نہیں پوچھتا!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "پتہ نہیں میں کس جعفر سعید کا تذکرہ کر رہا ہوں اور تمہارے ذہن میں کوئی اور جعفر سعید ہو!"

"تم باقاعدہ طور پر محکمے کی ٹوہ میں رہتے ہو!"

"اگر میرا فلیٹ تمہارے محکمے کی ٹوہ میں ہے تو میں بلاشبہ اس میں باقاعدہ طور پر رہتا ہوں! اور کوئی مجھے وہاں سے نکال نہیں سکتا!"

فیاض کچھ دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "تو تم پہلے ہی سے اس کے چکر میں ہو! اس لئے جعفر سعید کے متعلق تمہیں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہوگا۔"

"میں نے اس کے سلسلے میں اپنا وقت برباد کیا۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن سوپر فیاض اگر تم عقل سے کام لو تو وہ آدمی کارآمد بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"کس طرح؟"

"غیر ملکی عورتوں کے ریکارڈ نکالو! اُن کے شناختی فارم پر ان کی تصویریں موجود ہی ہوں گی!.... پھر اس آدمی جعفر سعید کو آزماؤ! یہ ایک مشکل کام ہے بڑا وقت صرف ہوگا! مگر ہو سکتا ہے کہ تصویر سامنے آنے پر اسے اس لڑکی کا حلیہ یاد آجائے!"

"میں کہتا ہوں! اگر وہ کوئی یوریشین ہوئی تو.... یوریشین اور یوروپین میں تمیز کرنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں! اگر وہ کوئی مقامی یوریشین ہی ہوئی تو اس کا ریکارڈ کہاں ملے گا!"

"اچھا تو پھر دوسری تدبیر سنو!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"سناؤ!"

"آج نہا دھو کر عطر مل کر سو رہنا! میں بارہ بجے رات کو حصار کھینچ کر ایک وظیفہ پڑھوں گا! لڑکی تمہیں خواب میں نظر آجائے گی۔ اس کے علاوہ اگر کبھی عشق میں ناکامی ہو! لاٹری سٹہ ریس میں کوئی دشواری پیش آئے، مقدمے میں ناکامی کا اندیشہ ہو تو سیدھے میرے پاس چلے آنا۔"

"بکواس شروع کردی تم نے!"

"پھر میں کیا کروں! جب تم محض اس کے یوریشین ثابت ہوجانے کے ڈر سے ریکارڈ الٹنے کی ہمت نہیں کر سکتے تو پھر اس کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جاتا ہے کہ میں عملیات اور پھونک جھاڑ سے کام نکالنے کی کوشش کروں!"

"پریشان مت کرو! میں یونہی بہت زیادہ بور ہو چکا ہوں!"

"میں نے تمہیں شاذونادر ہی خوش دیکھا ہے!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

"آخر ان لاشوں کے متعلق تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے!"

"شاید مرنے والے نے کوئی ٹائم بم نگل لیا تھا جو زہریلا تھا! زہر نے تو اس کا کام تمام کیا اور دھماکے نے جسم کے چیتھڑے اڑا دیئے! اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے۔"

"عمران تمہاری شامت تو نہیں آگئی!"

"ابھی نہیں آئی! ابھی تو سسرال والوں سے بات چیت چل رہی ہے!" عمران نے سر ہلا کر بڑی سنجیدگی سے جواب دیا!

"میں کہہ رہا ہوں ڈھنگ کی بات کرو! ورنہ اگر میں بگڑ گیا تو تم اس کیس میں ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

"آہا.... ٹھہرو.... پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو!" محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے!"

"کچھ بھی نہیں! میں کیا جانوں کہ وہ کیا بلا ہے!"

"تو پھر رحمان صاحب ہی جھوٹے ہوں گے....!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا!

"کیا مطلب!"

"رحمان صاحب نے ایک دن دوران گفتگو میں کہا تھا کہ عمران کو اس کیس میں گھسیٹنے کی کوشش مت کرنا ورنہ کیس سیکرٹ سروس تک پہنچ جائے گا!"

"پتہ نہیں! بھلا ان کی کہی ہوئی باتوں کے لئے میں کیسے جوابدہ ہو سکتا ہوں!"

"تو ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے!"

"ہرگز نہیں! میں تو آج کل کچے ٹماٹروں کا تھوک بزنس کر رہا ہوں!"

"خیر.... میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "لیکن اتنا یاد رکھو کہ مجھ سے بگاڑ کر ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

عمران نے اس جملے پر کچھ نہیں کہا خاموشی سے چیونگم کا پیکٹ پھاڑتا رہا! وہ چائے ختم کر چکے تھے! فیاض کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے!

کچھ دیر بعد عمران نے کہا۔ "سوپر فیاض! میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تین چار ماہ کی رخصت پر چلے جاؤ! ورنہ مفت میں کسی دن عمران سے ٹکرا کر اپنے ہاتھ پیر توڑ بیٹھو گے! خصوصیت سے اس کیس میں....؟"

"اچھی بات ہے!" فیاض جھلا کر بولا۔ "جس وقت بھی گرفت میں آ گئے اس بُری طرح رگڑوں گا کہ صورت بھی نہ پہچانی جا سکے گی۔"

میں استدعا کرتا ہوں کہ اسی وقت میری صورت بگاڑ دو تاکہ میرے سسرال والے مجھے پہچان نہ سکیں! میں اب وہاں شادی نہیں کرنا چاہتا!"

فیاض نے چائے کی قیمت ادا کی اور باہر نکل گیا!



چوتھے دن عمران کو اطلاع ملی کہ کیپٹن فیاض کے آدمی ایک یورپین لڑکی کا تعاقب کر رہے ہیں! وہ اس وقت ایکس ٹو کے فون پر جولیانا فٹنر واٹر سے گفتگو کر رہا تھا!

"اس تعاقب کا سلسلہ کیسے شروع ہوا!" اس نے پوچھا!

"جعفر سعید نے غیر ملکیوں کے شناختی فارموں میں سے ایک تصویر شناخت کی تھی!"

"اوہ....! تو وہ کوئی یورپین ہی لڑکی ثابت ہوئی ہے!"

"جی ہاں! فرنچ!" دوسری طرف سے آواز آئی!

"پتہ کیا ہے!"

"ایکس جیمس اسٹریٹ! اس عمارت میں امریکن مشنری کا قائم کردہ ایک چھوٹا سا ہسپتال

ہے! یہ لڑکی اسی میں نرس کے فرائض انجام دیتی ہے!"

"خوب!.... نام کیا ہے!"

"ہلدا....!"

"نام بھی خوب ہے!" عمران نے کہا۔ "اچھا اپنا کون آدمی ان کے پیچھے ہے!"

"صفدر.... جناب!"

"گڈ.... یہ صفدر بہت انرجیٹک ہے! مطلب یہ کہ دوسروں کی نسبت اچھا جا رہا ہے۔!"

"اب! وہ احکامات کا منتظر ہے!"

"اس سے کہو کہ اس لڑکی سے جان پہچان پیدا کرے....! مگر کیا یہ ضروری ہے کہ جعفر سعید نے تصویر شناخت کرنے میں غلطی نہ کی ہو!"

"اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا!"

"خیر....! صفدر تک میرا پیغام پہنچا دیا جائے! لیکن احتیاط شرط ہے۔ اسے فیاض کی نظروں میں بھی نہ آنا چاہئے!"

"بہت بہتر جناب!" دوسری طرف سے کہا گیا!

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا! وہ کسی سوچ میں پڑ گیا! کچھ دیر بعد اس نے لباس تبدیل کیا اور خود بھی فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

باہر آ کر عمران نے ایک ٹیلی فون بوتھ سے کیپٹن فیاض کو فون کر کے کہا کہ وہ اسی علاقے کی طرف جا رہا ہے جہاں دونوں لاشیں ملی تھیں! اگر وہ اس سے ملنا چاہے تو وہیں مل سکتا ہے۔!

اس بلاوے پر فیاض سے زیادہ اور کون خوش ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی دانست میں عمران خود ہی اس کی مدد کرنے کے موڈ میں آ گیا تھا۔

وہ اُسے وہیں ملا جہاں عمران نے بلایا تھا!

"فیاض! یہ بات خصوصیت سے قابل غور ہے کہ دونوں لاشیں اسی علاقے میں تھیں! اور یہ مل ایریا ہے! آخر دونوں لاشیں یہیں کیوں ملیں!"

"ہو سکتا ہے! لاشیں پھینکنے والا کہیں قریب ہی رہتا ہو!"

"مقصد پر غور کیا ہے کبھی!" عمران نے پوچھا۔

"یار.... مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی اس طرح دہشت پھیلانا چاہتا ہے یا پھر کسی خاص آدمی کو مرعوب کرنا بھی مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"دہشت پھیلانے یا کسی خاص آدمی کو مرعوب کرنے کے لئے مل ایریا ہی کیوں منتخب کیا گیا!"

"اوہو....! تو کیا تم نے عقلی گدے لڑانے کے لئے مجھے بلایا ہے!" فیاض بیزاری سے بولا!

"نہیں! بلایا تو اس لئے تھا کہ تمہارے بال بچوں کی خیریت دریافت کروں۔ بیچ میں یہ جھگڑا نکل آیا.... ہاں ننھے میاں نے دودھ چھوڑا ہے یا نہیں، منے میاں کا مونڈن کب کرو گے!"

"شروع کردی بکواس، مطلب یہ تھا کہ اس سلسلے میں فی الحال مقصد پر دماغ سوزی کرنا فضول ہی ہوگا! میں تو یہی سمجھتا ہوں! لہٰذا کوئی کام کی بات کرو!"

"تم واقعی آج کل صرف کام کی ہی باتیں کر رہے ہو! کہو اور کیا کیا اس معاملے میں!"

"کچھ بھی نہیں! جہاں پہلے تھا وہیں اب بھی ہوں!"

"تم کچھ چھپا رہے ہو سوپر فیاض!" عمران شرارت آمیز انداز میں آنکھ مار کر مسکرایا!

"کچھ بھی نہیں....! اب تک کے حالات کا تمہیں بخوبی علم ہے!"

"اور.... وہ لڑکی ہلدا۔" عمران پھر اسی انداز میں مسکرایا۔

"ہوں!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ اُس کا موڈ بگڑ گیا تھا! وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "تو ان دنوں تم میرے پیچھے ہو!"

"پھر کیا کروں سوپر فیاض! کبھی کبھی تم بھی بازی ہار جاتے ہو! اس لئے مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری محنت سے فائدہ اٹھاؤں! اور پھر پیارے سوپر فیاض یہاں جو کچھ بھی ہے تمہاری ہی جوتیوں کے طفیل ہے.... نہ میرے پاس آدمی ہیں اور نہ ایسے ہی وسائل کہ گھر بیٹھے کام چل جائے.... کافی دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے!"

"آخر کیوں! تمہیں کیوں سارے زمانے کی فکر پڑی رہتی ہے! تمہیں اس سے فائدہ ہی کیا ہوتا ہے!"

"جسم میں طاقت آتی ہے! آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے اور کلیجے میں ٹھنڈک ہائے.... سوپر فیاض!"

"عمران کیوں شامت آئی ہے!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "رحمان صاحب تم سے بیحد خفا

ہیں کل ہی کہہ رہے تھے کہ اگر عمران کسی طرح بھی گرفت میں آئے تو فوراً ہی ہتھکڑیاں لگا دینا!"

"تو پھر آجاؤں گرفت میں!"

"میرا وقت برباد نہ کرو! یہ بتاؤ کہ کیوں بلایا تھا!"

"یہی معلوم کرنے کے لئے میرے ہاتھوں میں کب تک ہتھکڑیاں ڈال دو گے!"

"اسے مذاق نہ سمجھو!"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ والد بزرگوار مجھ سے مذاق کریں گے! اچھا میں چلا! میں نے تمہیں یہی بتانے کے لئے بلایا تھا کہ تمہیں اس مسئلے پر غور کرنے کی دعوت دوں!"

"کس مسئلے پر!"

"اسی ایریا میں دونوں لاشیں کیوں پائی گئی تھیں! میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب یا تو مقصد واضح کردے گا یا مجرم تک پہنچنے میں مدد دے گا۔"

"شکریہ!" فیاض نے سرد لہجے میں کہا! "مگر اس لڑکی ہلدا کے قریب نہ دکھائی دینا.... ورنہ کھیل بگڑنے کی ساری ذمہ داری تم پر ہوگی!"

"ہلدا کیا! کسی بھی لڑکی کے قریب دیکھ کر تم مجھے گولی مار سکتے ہو! ہر وقت اجازت ہے!"

فیاض بُرا سا منہ بنائے ہوئے اپنی گاڑی مین جا بیٹھا! عمران منہ اوپر اٹھائے قریبی مل کی چمنی کے سرے سے دھواں نکلتا دیکھ رہا تھا۔

فیاض نے کار اسٹارٹ کی عمران نے اس کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا! اس کی کار جا چکی تھی.... کچھ دیر بعد عمران چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ بھی اپنی کار میں آبیٹھا۔

حقیقت یہ تھی کہ ابھی تک وہ بھی طریق کار کے متعلق نہیں سوچ سکا تھا۔ معاملہ ایسا ہی تھا! اس لڑکی ہلدا کے متعلق بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مرنے والے کے ساتھ وہی دیکھی گئی ہوگی۔ تصویر سے شناخت کرنے والے کو دھوکا بھی ہو سکتا تھا!

فیاض بھی غالباً احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ ورنہ اس نے اب تک اس لڑکی سے بہتیری پوچھ گچھ کر ڈالی ہوتی! مگر اس کے آدمی بھی فی الحال صرف لڑکی کے تعاقب ہی پر اکتفا کر رہے تھے!

عمران نے کار اسٹارٹ کی اور ایک طرف چل پڑا۔ حالانکہ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں مل سکی تھی جس کی بناء پر وہ یہ سمجھ سکتا کہ اس کیس کا تعلق اسی کے محکمے سے ہوگا! لیکن پھر بھی

وہ اس میں بے حد دلچسپی لے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب کار روکی.... اسے جولیا سے گفتگو کرنی تھی! دوسری طرف سے جواب جلد ہی ملا!

"ایکس ٹو!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا!

"یس سر!"

"صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع!"

"جی ہاں! میں نے ابھی آپ کو رنگ کیا تھا! وہ لڑکی اس وقت کیفے کاسینو میں موجود ہے! اور اس کے ساتھ کیپٹن فیاض کا ایک ماتحت انسپکٹر شاہد بھی ہے۔ صفدر بھی اس کے قریب ہی ہے لیکن ابھی تک اس نے اس سے جان پہچان پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

اسے فیاض اور اس کے ماتحتوں پر بڑا غصہ آیا....! لیکن وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے وہ لوگ بیوقوف ہی بن رہے ہوں! اس لڑکی کا ان حادثوں سے کوئی تعلق نہ ہو!

عمران پھر کار میں آبیٹھا! یہ بے سروپا کیس اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس نے ان لاشوں کے متعلق کیپٹن فیاض سے ایک بے سروپا بات کہی تھی! لیکن اس سے کم مضحکہ خیز نظریہ قائم کرنا فی الحال مشکل ہی تھا! اس نے کہا تھا کہ مرنے والوں نے زہریلے ٹائم بم نگل لئے ہوں گے!

اس کے علاوہ اور سوچا بھی کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ لاش کا دھماکے کے ساتھ پھٹ جانا انہونی ہی بات تھی! شائد ایسی کسی لاش کا تصور بھی محال ہوتا!

کار یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر دفعتاً عمران نے اس کا رخ کیفے کاسینو کی طرف کر دیا! اس کے ذہن میں کوئی خاص اسکیم نہیں تھی۔ ویسے وہ یہ جانتا تھا کہ فیاض کا ماتحت شاہد اس کی شکل دیکھتے ہی بھڑک جائے گا۔ لیکن پھر بھی اس نے اپنی کار کیفے کاسینو کے سامنے روک ہی دی! مگر یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ لوگ اس وقت بھی وہاں موجود ملتے!

وہ کیفے میں داخل ہوا اور اس کی نظر سب سے پہلے صفدر پر پڑی اور اُسے یقین ہو گیا کہ وہ لڑکی ابھی یہیں موجود ہے!

صفدر نے اسے دیکھا ضرور مگر اسی انداز میں جیسے دو اجنبی سر راہے ایک دوسرے پر نظریں

ڈالتے ہوئے گذر جاتے ہیں! ایک میز پر عمران کو انسپکٹر شاہد نظر آیا اس کے ساتھ ایک سفید فام لڑکی بھی تھی! لڑکی دلکش تھی! عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی! ناک نقشے میں فرانس کی مخصوص گھڑنت کی جھلکیاں موجود تھیں!

عمران ان کے قریب ہی ایک میز پر بیٹھ گیا! مقصد صرف یہ تھا کہ شاہد اسے دیکھ کر بھڑک جائے۔ ہوا بھی یہی! جیسے ہی شاہد کی نظر عمران پر پڑی وہ کچھ مضطرب سا نظر آنے لگا۔

لیکن شاید وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے! شاہد اس سے جان پہچان پیدا کرنے کے چکر میں تھا! لیکن دونوں میں ملاقات کیسے ہوئی ہوگی! عمران نے سوچا۔ مل بیٹھنے کے لئے شاہد نے کون سا بہانہ تراشا ہوگا کیا اس نے اس پر اپنی اصلیت ظاہر کر دی تھی یا عام آدمی کی حیثیت سے ملا تھا!

اگر عام آدمی کی حیثیت سے ملا تھا تو یہ شاہد یقیناً بڑا چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے کیونکہ لڑکی اس سے کافی بے تکلفانہ انداز میں گفتگو کر رہی تھی!

کچھ دیر بعد شاہد اٹھ کر چلا گیا لیکن لڑکی وہیں بیٹھی رہی! عمران جانتا تھا کہ اسے دیکھ لینے کے بعد شاہد یونہی نہ اٹھ گیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ اب خود عمران ہی کی فکر میں ہو!

صفدر بھی اپنی جگہ پر جما ہوا تھا....! عمران سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے! دفعتاً اسے ایک آدمی نظر آیا جو لڑکی کی میز کے قریب رک کر سگریٹ سلگانے لگا تھا! سگریٹ کا خالی پیکٹ پھینک کر آگے بڑھ گیا! یہ واقعہ ایسا نہیں تھا کہ عمران اسے کوئی اہمیت دیتا وہ تو سمجھا تھا کہ وہ آدمی اس لڑکی سے گفتگو کرنے کے لئے رکا ہوگا۔

عمران اس کے متعلق کچھ نہ سوچتا لیکن لڑکی کے اضطراب نے اسے اُس خالی پیکٹ میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا جو وہ آدمی پھینک کر گیا تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ اسے پیر سے آہستہ آہستہ کھسکا کر میز کے نیچے لا رہی ہے۔ انداز ایسا نہیں تھا جس سے یہ اندازہ کر لیا جاتا کہ وہ خاص طور پر اس پیکٹ میں دلچسپی لے رہی ہے ایک دیکھنے والا یہی سمجھ سکتا تھا کہ وہ محض بے کاری کے شغل کے طور پر اس پیکٹ میں ہولے ہولے ٹھوکریں لگا رہی ہے۔

عمران خاموش بیٹھا رہا.... لڑکی نے اپنے وینٹی بیگ سے رومال نکالا! پیشانی پر ہولے ہولے اسے پھیرتی رہی اور پھر عمران نے اُس رومال کو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرتے دیکھا! وہ ٹھیک اسی خالی پیکٹ پر گرا تھا!

لڑکی نے جھک کر رومال اٹھا لیا۔ لیکن اب سگریٹ کے پیکٹ کا کہیں پتہ نہ تھا! اور لڑکی رومال کو تہہ کر کے وینٹی بیگ میں رکھ رہی تھی!

عمران نے ایک طویل سانس لی!

"جناب کے لئے کیا لاؤں؟" میز کے قریب کھڑے ہوئے ویٹر نے پوچھا!

"کدو کی بھجیا!"

"جی!"

"اوہ.... وہ مطلب یہ کہ.... وہ.... چیز.... یعنی کہ یوں؟"

عمران نے میز پر انگلی سے مثلث بناتے ہوئے کہا! "ارے ہاں سموسے.... سموسے....!"

"چائے یا کافی جناب؟"

"میں دونوں کو مکس کر کے پیتا ہوں! یعنی! یعنی کہ گرم کاک ٹیل.... ذرا جلدی! مگر نہیں ٹھہرو! میں ابھی آیا...."

اس نے محسوس کیا تھا کہ لڑکی اٹھنے کا ارادہ کر رہی ہے!.... وہ تیزی سے اٹھا اور صدر دروازے سے گزر کر باہر فٹ پاتھ پر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی بھی باہر آئی اور فٹ پاتھ پر ایک طرف چلنے لگی۔ چلنے کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ جلدی میں ہے!.... صفدر بھی اس کے بعد ہی نکلا تھا! وہ آگے تھا اور عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

لڑکی پوسٹ آفس والی گلی میں مڑ گئی! یہ شبینہ پوسٹ آفس تھا! وہ اس طرف چلی گئی جدھر ٹیلی فون بوتھ تھا! بوتھ میں روشنی تھی! اور دروازے میں لگے ہوئے شیشوں سے عمران اسے صاف دیکھ سکتا تھا۔ فون کا ریسیور ہک سے اتارنے سے پہلے اس نے اپنا وینٹی بیگ کھولا تھا اور پھر ریسیور اتار کر نمبر ڈائیل کرنے لگی تھی!

پھر جب وہ ریسیور ہک سے لٹکا کر باہر نکلی تو عمران کی نظر اس پیکٹ پر پڑ گئی جو مڑا تڑا بوتھ ہی میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے باہر آتے ہی خود کار دروازہ بند ہو گیا اور وہ عمران کے قریب ہی سے گذر گئی۔ عمران مطمئن تھا کہ اُس کا تعاقب تو جاری ہی رہے گا کیونکہ صفدر بھی اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھا۔

عمران ٹیلی فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا....! دروازہ بند کر کے اس نے سب سے پہلے پیکٹ اٹھایا اور پھر جولیانا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ "ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی!

عمران نے خالی پیکٹ کو الٹتے پلٹتے ہوئے کہا۔ "میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال تم نے میری توہین کی تھی.... دس آدمیوں کے سامنے مجھے بندر کہا تھا.... اس لئے اب میں آئندہ سال تمہارے خلاف ازالہ حیثیت عرفی دعویٰ دائر کر دوں گا۔"

"تم کہاں سے بول رہے ہو!"

"ایسی جگہ سے کہ اگر کوئی باہر سے اُسے مقفل کر دے تو میں شیشے توڑ کر باہر نکل آؤں گا۔"

"مطلب کیا ہے! کیوں بور کر رہے ہو مجھے!"

"ایکس ٹو کی طرف سے یہی حکم ملا ہے!"

"کیا مطلب!"

"میں اکثر بیکاری سے بور ہو کر اس سے کام پوچھتا ہوں تو وہ مجھ سے بھی زیادہ بور ہو کر تمہارا پتہ بتا دیتا ہے!"

"میرا وقت نہ برباد کرو!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

اتنی دیر میں وہ بایاں ہاتھ نیچے کئے ہوئے پیکٹ کا اچھی طرح جائزہ لے چکا تھا!

پیکٹ کی اندرونی سطح پر پنسل سے تحریر تھا!

"ہوشیار! پولیس کا آدمی ہے!"

عمران پیکٹ کو جیب میں ڈالتا ہوا باہر نکل آیا!



جولیانا فٹز واٹر کے فون کی گھنٹی بجی! لیکن ریسیور اٹھانے سے پہلے اس نے گھڑی کی طرف دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا! گیارہ بجنے والے تھے!

"ہیلو!...." اس نے ماؤتھ پیس میں کہا!

"صفدر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں! بھئی کیا خبر ہے! مجھ سے کئی بار تفصیل مانگی جا چکی ہے!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ کہ شاہد اور ہلدا ملے کیسے تھے! ایکس ٹو کا خیال ہے کہ کیفے کاسینو میں اس کا انداز گفتگو بہت پرانے

دوستوں کا ساتھا!

"آہا.... تو کیا میرے علاوہ کوئی اور بھی اس معاملے کو دیکھ رہا ہے!"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے!" جولیا نے کہا!

"آہا.... ٹھیک! یہ عمران صاحب بھی کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے!"

"ارے چھوڑ یہ قصہ..... وہ کہاں نہیں نظر آتا۔" جولیا نے کہا۔ "مجھے ان دونوں کی ملاقات کی تفصیل بتاؤ!"

"تفصیل احمقانہ ہے! پتہ نہیں کیوں یہاں کے سارے آفیسر خود کو عمران کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کر رہے ہیں! آج ان شاہد صاحب نے بھی اسی قسم کی ایک حرکت فرمائی تھی! ہلدا کوئی چیز خریدنے کے لئے ایک دوکان پر رکی تھی اور قیمت ادا کرنے کے لئے اپنا وینٹی بیگ کھولا تھا! پھر آگے بڑھ گئی۔ شاہد صاحب نے جھٹ اپنی جیب سے دس دس کے دو نوٹ نکالے اور اس کی طرف جھپٹے! اسے روک کر کہا کہ دیکھئے آپ کے بیگ سے شاید یہ روپے گر گئے تھے! اس نے وینٹی بیگ کھول کر اپنی رقم کا جائزہ لیا اور کہا کہ وہ روپے اس کے نہیں ہو سکتے! آپ نے بالکل عمران ہی کے سے انداز میں بے حد پریشانی ظاہر فرمائی اور اس سلسلے میں اپنے بچپن اور آغوش مادر تک پہنچ گئے۔ والدہ محترمہ کے دو چار قول دہرائے جو بچپن ہی میں اُن کے گوش گذار کئے جاتے رہے تھے! مثلاً کہیں کوئی چیز پڑی ہو تو ہرگز نہ اٹھاؤ.... چور کے ہاتھ حشر کے دن آگ میں ڈال دیئے جائیں گے اور بھی پتہ نہیں کیا کیا! میں کہتا ہوں کہ اگر ہلدا کی جگہ تم ہوتیں تو شاید ایک آدھ تھپڑ رسید کر دیتیں مگر وہ تو اس سے بھی زیادہ خبطی پن کا مظاہرہ کرنے لگی تھی! اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ کئی سال سے کسی ایمان دار آدمی کی تلاش میں ہے! لیکن آج تک ایک بھی نہ مل سکا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ شاہد جیسے آدمی سے راہ چلتے ملاقات ہو گئی! اس خوشی میں وہ اسے چائے پلانا چاہتی ہے اور اس کے بعد بھی وہ اس سے اکثر ملتی رہنا پسند کرے گی! اس طرح وہ دونوں کیفے کاسینو میں پہنچے تھے! پھر پتہ نہیں کہ عمران صاحب کیسے نازل ہوئے اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے کیفے کاسینو کی پشت والے شبینہ پوسٹ آفس تک گئے۔ ہلدا نے وہاں سے کسی کو فون کیا تھا اور اس کے بعد آپ بھی ٹیلی فون بوتھ میں تشریف لے گئے تھے اس کے بعد سے پھر کہیں نہیں دکھائی دیئے!"

"تم اس کے بعد اس کا تعاقب کرتے رہے تھے!"

"ہاں....! وہ ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے! وہیں واپس گئی تھی۔ اس کا اور کوئی گھر نہیں ہے! مگر اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"یہ معلوم کر کے بتاؤں گی اچھا بہت بہت شکریہ!"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا! تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی! پھر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے اور اسے صفدر کی رپورٹ سنانے لگی! اس کی آواز سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی! ایکس ٹو کو رپورٹ دینے کے بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور مسہری پر گر گئی!



دوسرے دن عمران کو اطلاع ملی کہ صفدر پھر ہلدا کا تعاقب کر رہا ہے اور شاہد ہلدا کے ساتھ ہے!.... وہ جولیا کی دوسری کال کا منتظر تھا جس سے اسے اطلاع ملتی کہ شاہد اور ہلدا محض سڑک پیمائی کر رہے ہیں یا کہیں بیٹھے بھی ہیں!

اور یہ بات تو اب پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ لڑکی کسی نہ کسی جرم میں ضرور ملوث ہے ورنہ اسے پچھلی شام سگریٹ کے خالی پیکٹ میں اس قسم کا پیغام کیوں ملتا!

اب عمران یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس لڑکی کی دیکھ بھال باقاعدہ طور پر کی جاتی ہے یا نہیں! ظاہر ہے کہ پچھلی شام جس شخص نے اسے پولیس کے خطرے سے آگاہ کیا تھا وہ شروع ہی سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا ہوگا؟

کچھ دیر بعد اسے جولیا کی طرف سے اطلاع ملی کہ شاہد اور ہلدا میونسپل گارڈن میں ہیں اور صفدر ان کی نگرانی کر رہا ہے!

عمران بھی میونسپل گارڈن کی طرف روانہ ہو گیا! لڑکی کے متعلق اسے جولیا سے رات کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے جہاں کام کرتی ہے! اور شاہد کی داستان بھی معلوم ہوئی تھی۔ شاہد کی کہانی کا یہ مطلب تھا کہ وہ ابھی تک معاملے کی بات کی طرف نہیں آیا تھا بلکہ یہ حرکت صرف جان پہچان پیدا کرنے کے لئے کی گئی تھی۔

عمران کی دانست میں شاہد کا اقدام غیر مناسب نہیں تھا! ظاہر ہے کہ اب شاہد کے فرشتے بھی ہلدا کی اصلیت تک نہ پہنچ سکیں گے! ویسے بھی وہ لڑکی اس کو کافی چالاک اور ذرا ذرا سی بات

پر نظر رکھنے والی معلوم ہوئی تھی!

میونسپل گارڈن پہنچ کر ان دونوں کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔ وہ ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے مل گئے!

عمران نے ان کے قریب سے گذرتے وقت محسوس کیا کہ شاہد سچ مچ اوٹ پٹانگ باتیں کررہا ہے! ہلدا بار بار ہنس رہی تھی۔

اچانک عمران کی نظریں ایک آدمی پر رک گئیں جو ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے پچھلی شام کیفے کاسینو میں ہلدا کے قریب سگریٹ کا خالی پیکٹ پھینکا تھا۔

یہ تھا تو دیسی ہی لیکن وجیہہ اور جامہ زیب آدمی تھا۔ چہرے پر معصومیت تھی جس کی بناء پر یہ گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کسی غلط راستے کا راہرو ہوگا!

اس نے صفدر کو بھی دیکھا جو لان پر اوندھا پڑا اخبار پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لڑکی وہاں سے تنہا رخصت ہوگئی....! جب وہ پھاٹک سے گذر گئی تو عمران نے صفدر کو بھی اٹھتے دیکھا۔

شاہد جانوروں کے کٹہرے کی طرف چلا گیا! لیکن وہ آدمی جہاں تھا وہیں بیٹھا پائپ پیتا رہا۔

گویا اس کا کام یہ تھا کہ وہ اسی وقت ہلدا پر نظر رکھے جب تک شاہد اس کے ساتھ دیکھا جائے!

یہ چیز عمران کے لئے غیر متوقع بھی نہیں تھی، اس نے پچھلی شام ہی اندازہ کرلیا تھا کہ خود لڑکی کے آدمی بھی اس کی نگرانی کرتے ہیں! اور یہی دیکھنے کے لئے وہ اس وقت یہاں آیا تھا! مگر یہ چیز اس کے وہم و گمان میں نہیں تھی کہ اس وقت بھی اسی آدمی سے مڈبھیڑ ہوگی جس نے سگریٹ کا پیکٹ پھینکا تھا۔

اس اتفاق نے اس کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کردی تھیں اگر اس آدمی کے علاوہ کوئی دوسرا اس وقت لڑکی کی نگرانی پر مامور ہوتا تو شاید عمران کو اس کا علم ہی نہ ہوسکتا کہ لڑکی کی نگرانی ہورہی ہے کیونکہ وہ آدمی بھی اسی آدمی کی طرح وہیں بیٹھا رہ جاتا.... شاہد اپنی راہ لگتا اور ہلدا اپنی راہ؟

یہ آدمی عمران کو ہلدا سے زیادہ اہم معلوم ہورہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھا! اور عمران نے اس کا تعاقب شروع کردیا لیکن اب ایک نئی دشواری آپڑی تھی۔ عمران نے سوچا کہ اگر وہ پیدل ہی چلتا رہا تو خود اس کی گاڑی میونسپل گارڈن کے باہر

ہی کھڑی رہ جائے گی! مگر باغ کے باہر پہنچتے ہی عمران کی بانچھیں کھل گئیں! کیونکہ یہ مشکل بھی آسان ہوگئی تھی۔ وہ آدمی ایک موٹر سائیکل پر بیٹھا ہوا اسے اسٹارٹ کررہا تھا۔

بس تھوڑی دیر بعد عمران کی کار موٹر سائیکل کے پیچھے لگ گئی! موٹر سائیکل کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ شاید وہ آدمی اس معاملے میں کافی حد تک محتاط تھا۔

ہلدا کے مقابلے میں اس آدمی کو اہمیت دینے کا مقصد یہ تھا کہ عمران جلد از جلد اصل معاملے کی تہہ تک پہنچ سکے! کیونکہ وہ اب بھی مطمئن تھا! یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق انہیں پُراسرار لاشوں سے ہوگا۔ ہوسکتا تھا کہ یہ لوگ کسی دوسرے چکر میں ہوں اور ان سے اتفاقاً ہی ٹکراؤ ہوگیا ہو۔

ہلدا کے متعلق تو ابھی تک کی رپورٹوں کا ماحصل صرف اتنا ہی تھا کہ وہ ایک مشن ہسپتال میں نرس ہے اور ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی بھی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہوسکا تھا کہ اس کے ملنے جلنے والوں سے متعلق بھی معلومات حاصل ہوسکیں! لیکن اس میں ناکامی ہی ہوئی تھی۔ ویسے ایک عمران کو ملا تھا مگر اس کا رویہ لڑکی کے ساتھ ایسا ہی تھا کہ دونوں کے تعلقات کی نوعیت پر روشنی نہیں پڑسکتی تھی۔ وہ تو بس اس کی نگرانی کرتا تھا اور اس رویہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ آدمی بھی کسی کو جواب دہ ہوگا۔ مگر نہیں عمران نے سوچا! یہ بھی ممکن ہے کہ صرف انہیں دونوں نے کسی قسم کا کھیل شروع کررکھا ہو اور کسی تیسرے کا سرے سے وجود ہی نہ ہو!

موٹر فراٹے بھرتی رہی اور اس کا تعاقب جاری رہا تھوڑی دیر بعد عمران نے اسے ایک تار گھر کے سامنے رکتے دیکھا! وہ موٹر سائیکل سے اتر کر اندر چلا گیا۔ عمران بھی گاڑی روک کر اترا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ بھی تار گھر کے کمپاؤنڈ میں تھا۔

پھر اس نے اسے کھڑکی سے تار کا فارم لیتے دیکھا! وہ کھڑکی ہی پر جلدی جلدی فارم پر کچھ لکھنے لگا تھا جیسے ہی اس نے فارم لکھ کر کاؤنٹر کلرک کو دیا۔ عمران ٹیلی فون بوتھ میں گھس گیا! اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہاں ایکس ٹو کا لہجہ اختیار کرنے کا موقع نہیں تھا اس لئے اس نے اسے عمران ہی کی حیثیت میں مخاطب کیا۔

اس کی نظر کلائی کی گھڑی پر تھی اور وہ ماؤتھ پیس میں کہہ رہا تھا! "جولیا! کریم پورہ کے تار گھر سے تین بج کر سترہ منٹ پر ایک تار دیا گیا ہے! فوراً پتہ لگاؤ کہ تار کسے اور کہاں دیا گیا ہے اور

تار دینے والے کا نام اور پتہ بھی چاہئے۔ ارے ہاں میں عمران ہوں جلدی کرو.... فوراً....؟"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بوتھ میں رک کر اس آدمی کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

پھر جب اس کی موٹر سائیکل کافی فاصلے پر پہنچ گئی تو عمران نے بوتھ سے نکل کر تعاقب کا سلسلہ شروع کر دیا! اور یہ سلسلہ گرین اسکوائر کی ایک کوٹھی میں ختم ہوا۔ عمران عمارت پر نظر ڈالتا ہوا آگے نکل گیا! کچھ دور جا کر اس نے کار روک دی اور نیچے اتر آیا!

اب وہ کوٹھی کی طرف پیدل جا رہا تھا۔ پھاٹک پر اسے کسی کی نیم پلیٹ نہیں نظر آئی ویسے وہ آس پاس کی شاندار عمارتوں میں سے تھی! عمران نے کوٹھی کے محلِ وقوع پر تفصیلی نظر ڈالی اور پھر اپنی کار میں آبیٹھا.... اب وہ واپس جا رہا تھا۔

اپنے فلیٹ پر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے جولیا کو فون کیا! اس بار وہ ایکس ٹو کی حیثیت سے بول رہا تھا۔ "کیپٹن خاور سے کہو کہ گرین اسکوائر میں پیٹرک بار کے سامنے والی کوٹھی کی نگرانی کرے.... اس میں خصوصیت سے ایسے آدمی پر نظر رکھنی ہے جس کی چال میں خفیف سی لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے! وہ آدمی اس وقت اسی عمارت میں ہے!"

"بہت بہتر جناب!"

"یہ کام جلد سے جلد شروع ہونا چاہئے۔ اُسے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اس عمارت میں کون رہتا ہے اور اس آدمی کا اس سے کیا تعلق ہے جس کی چال میں.... لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے!"

"بہتر جناب!"

"عمران نے جس تار کے متعلق تم سے کہا تھا اس کے لئے کیا ہوا!"

"اوہ.... وہ! جی ہاں! اس سلسلے میں لیفٹیننٹ صدیقی تفتیش کر رہا ہے!"

"ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی!"

"جی نہیں....!"

"جیسے ہی معلوم ہو! مجھے مطلع کرنا۔"

"تو عمران کو اطلاع نہ دی جائے۔"

"نہیں....! تم براہِ راست مجھے اطلاع دو گی۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے کپڑے اتارے اور صرف انڈر ویئر اور بنیان ہی میں رہا۔ حالانکہ سردیوں کے دن تھے اور یہاں کمرے میں ٹھنڈک بھی تھی۔ لیکن موج ہی تو ہے آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے سلیمان کو آواز دی اور وہ پہلے ہی سے چائے کی ٹرے سنبھالے ہوئے اُدھر ہی آ رہا تھا۔

"ابے تو بولتا کیوں نہیں؟"

"جب آ ہی رہا تھا تو بولنے کی کیا ضرورت تھی!" سلیمان نے کہا۔

"اچھا جی! اگر آتے وقت کوئی تمہاری گردن اڑا دیتا تب بھی تم خاموش ہی رہتے۔"

"نہیں صاحب! لپٹ پڑتا اس سے! خون پی لیتا۔!"

"لپٹ پڑتے۔" عمران دہاڑا "ابے تو پھر ان قیمتی برتنوں کا کیا ہوتا.... نمک حرام کہیں کے۔"

"نمک حرام نہ کہیئے صاحب!" سلیمان نے بُرا مان کر کہا!

"کیوں....!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اگر نمک حرام ہوتا تو دو آنے سیر کبھی نہ بکتا! بلکہ بوتلوں میں بچپن روپے فی بوتل کے حساب سے فروخت ہوتا اور لوگ نمکین پکوڑے کھا کر اِدھر اُدھر غل غپاڑے مچاتے پھرتے!"

"تیری باتیں سمجھنے کے لئے ارسطو کا دماغ چاہئے! میری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔ ابے تو کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔!"

سلیمان نے چائے کی کشتی میز پر رکھ دی اور روہانسی آواز میں بولا! "آج میں بالکل پھکڑ ہوں اور بلبل ٹاکیز میں زندہ ناچ گانے کا آج آخری پروگرام ہے.... میرے خدا میں کیا کروں!"

"خدا تیرے گناہ معاف کرے سلیمان!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"وہ تو روز کے روز معاف ہوتے رہتے ہیں صاحب! آپ ان کے لئے پریشان نہ ہوں! اب اگر آج ہی آپ صرف ایک شو کے پیسے دلوادیں تو واپسی پر خوب توبہ کروں گا.... سر پیٹوں گا.... ناک رگڑوں گا۔ اور گڑ گڑاؤں گا! اللہ رحم کرے گا! اور میرے آج کے گناہ معاف ہو جائیں گے! ہائے کیا آپ نے یہ شعر نہیں سنا!

فردِ عمل سیاہ کیے جا رہا ہوں میں
رحمت کو بے پناہ کیے جا رہا ہوں

"سلیمان!"

"جی صاحب!"

"اب تو میرے لائق نہیں رہ گیا!"

"کیوں صاحب!"

"تیرے لئے پیری مریدی زیادہ مناسب رہے گی! کیوں خواہ مخواہ میری عاقبت اور اپنی دنیا برباد کر رہا ہے!"

"میں نے بھی سوچا تھا.... مگر نہیں چلے گی!" سلیمان نے پیالی میں چائے انڈیل کر شکر ملاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں چلے گی....!"

"ابھی میری شادی نہیں ہوئی اس لئے ڈاڑھی نہیں رکھ سکوں گا۔"

"شادی کئے بغیر مر جائے گا!.... کیا؟"

"اب تو یہی سوچا ہے کہ اگر سال تک شادی نہ ہوئی تو مر ہی جاؤں گا....!"

"سلیمان!"

"جی صاحب!"

"میں تجھے ڈِس مِس کر دوں گا اگر تو نے شادی کی!"

"شادی نہ ہوئی تو میں خود ہی اپنے کو ڈس مِس کر لوں گا صاحب!"

"جی ہاں! یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا نہ گالی گلوچ نہ جوتم پیزار.... میں تو تنگ آگیا ہوں ایسی چپ چپاتی زندگی سے!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی.... یہ عمران کا فون تھا! ایکس ٹو کا نہیں....

"ابے دیکھ تو کون ہے!" عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

سلیمان نے کال ریسیو کی! اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر عمران سے کہا۔ "کیپٹن فیاض صاحب ہیں!"

"اوہ....!" عمران مکا ہلا کر بولا۔ "کہہ دو صاحب مر گئے!"

"صاحب مر گئے....!" سلیمان نے بہانگ دہل کہا اور فوراً ہی سلسلہ منقطع کر دیا!

"ابے.... یہ کیا.... کیا؟"

"جو کچھ آپ نے کہا تھا!" سلیمان نے نہایت اطمینان سے جواب دیا!

"غصے میں کہا تھا!" عمران غصیلی آواز میں بولا۔

سلیمان پھر فون کی طرف جھپٹا.... اور عمران نے ڈانٹ کر پوچھا!

"اب کیا ہے!"

"کپتان صاحب کو بتادوں کہ غصے میں مر گئے تھے!"

"ابے اس شہر میں رہنا محال ہو جائے گا۔"

"پھر بتایئے نا کیا کروں؟" سلیمان اپنی پیشانی پر دو ہتھڑ مار کر بولا!

"بلبل ٹاکیز!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"خدا آپ کو سلامت رکھے صاحب! صرف تین روپے.... سالوں نے بارہ آنے والی سیٹیں پیچھے پھنکوادی ہیں.... بھلا بتایئے اتنی دور سے کیا مزہ آجائے گا.... مس بمبولا فلم اسٹار ڈانس کرے گی!"

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تجھے بلبل ٹاکیز کی گیٹ کیپری مل جائے تو کیسی رہے گی۔!"

"ہاں.... بہت اچھا ہوتا!" سلیمان مایوسانہ لہجے میں بولا! "مگر پھر آپ کو رات کا کھانا ایک بجے سے پہلے نہیں مل سکتا۔!"

"ابے میں تجھے ڈس مس کر دینے کے متعلق سوچ رہا ہوں!"

"ذرا کر کے تو دیکھئے.... اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت ڈالوں گا.... پھر آپ کو قاتل کا سراغ لگانا پڑے گا.... اس سے کیا فائدہ؟"

دفعتاً پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی اور عمران چائے چھوڑ کر اس کمرے میں چلا آیا جہاں پرائیویٹ یعنی ایکس ٹو کا فون تھا!

دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی! "جولیانا سر! وہ تار کسی مسٹر داور نے دیا تھا.... تار کا مضمون تھا کہ وہی پھر اس کے ساتھ تھا۔ یہ تار مقامی ہی تھا! سول لائن کے کسی ڈاکٹر گلبرٹ کے لئے تھا۔ پتہ ایک سو تیرہ اے۔ سول لائنز!"

"تار دینے والے کا پتہ!" عمران نے پوچھا۔

"گرین اسکوائر کی گیارہویں عمارت!"

"گڈ....!" عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ "اب صدیقی سے معلوم کرو کہ گرین اسکوائر کی وہ گیارہویں ہی عمارت تو نہیں ہے جس کی نگرانی کے لئے اسے ہدایت کی گئی ہے!"

"جی ہاں.... وہی عمارت ہے صدیقی نے ابھی ابھی اپنی رپورٹ دی ہے اور اس شخص کا نام بھی داور ہے جس کی چال میں ہلکی سی لنگراہٹ پائی جاتی ہے!"

"بہت خوب!" عمران نے کہا۔ "تم بہت اچھی جا رہی ہو!"

"بہت بہت شکریہ جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "صفدر کی رپورٹ بھی سن لیجئے! وہ اس لڑکی کو ہسپتال تک پہنچا کر واپس آگیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خاص قابل ذکر بات نہیں ہے!"

"اچھا....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

وہ اس ڈاکٹر گلبرٹ کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ جسے تار دیا گیا تھا۔

وہ نشست کے کمرے میں آکر پھر چائے پینے لگا! سلیمان کچن میں جا چکا تھا۔ وہ بھی اچھا ہی ہوا تھا کیونکہ اب عمران تفریح کے موڈ میں نہیں تھا۔ بلکہ کچھ دیر سنجیدگی سے سوچنے کے لئے وقت چاہتا تھا۔

لیکن اسے وقت نہ مل سکا کیونکہ کوئی باہر سے کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔ عمران نے جسم پر بیدنگ گاؤن ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ آنے والا کیپٹن فیاض کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا! اس نے دروازے کی چٹخنی گرا دی....

فیاض آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔

"اوہ.... تو تم موجود ہو!" اس نے غرا کر کہا۔

"کیوں.... میں نے کہا خیریت ہے نا!"

"اب تمہارے نوکروں کو بھی یہ مجال ہو گئی ہے کہ میرا مذاق اڑائیں!"

"کیوں....؟ کیا ہوا؟" عمران نے حیرت ظاہر کی پھر یک بیک چہرے پر شرمندگی کے آثار پیدا کر کے بولا۔ "ارے ہاں.... میں اس سور کو عنقریب ڈس مس کرنے والا ہوں! ابھی جب میں نے یہاں قدم رکھا تو وہ شراب کے نشے میں دھت تھا! اور یہ دیکھو!"

عمران نے لبادے کی ڈوری کھول دی اور صرف انڈر ویئر اور بنیان میں اس کے سامنے کھڑا رہا۔

"کیا مطلب!" فیاض نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"روزانہ صرف کوٹ اتارا کرتا تھا۔ آج کم بخت نے نشے میں پتلون بھی کھینچ لی.... اب تم ہی بتاؤ! مگر تمہاری شان میں کیا گستاخی کی.... اس گدھے نے!"

"میں نے فون پر تمہارے متعلق دریافت کیا تھا! بولا کہ صاحب مر گئے!"

"حد ہو گئی! نمک حرامی اور بدخواہی کی!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "حالانکہ وہ سور اچھی طرح جانتا ہے کہ میں آج کل بالکل مفلس ہو رہا ہوں مر گیا تو کفن کہاں سے آئے گا۔"

فیاض کچھ نہ بولا! برا سا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گیا!

"چائے سو پر فیاض!"

"نہیں! شکریہ! تم میرے لئے بے حد تکلیف دہ ہوتے جا رہے ہو!"

"اتفاق سے یہی شکایت مجھے بھی تم سے ہے!"

"کیوں! میں نے کیا کیا ہے!"

"آخر کار تمہارے آدمیوں نے عقل مندی کا ثبوت دینا شروع کر دیا!"

"کیا تمہارا اشارہ اس لڑکی ہلدا کے معاملے کی طرف ہے!"

"یقیناً!"

"تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"جب یہ معلوم ہوا کہ تمہارا آدمی اس سے ربط و ضبط بڑھا چکا ہے تو میں نے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی!"

"لیکن اس کے باوجود بھی پچھلی شام کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے!" فیاض کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"اور یہ واقعی ایک بہت بڑا گناہ تھا کیونکہ اتفاق سے انسپکٹر شاہد اور ہلدا بھی وہیں موجود تھے!"

"میں یقین نہیں کر سکتا کہ تم وہاں اتفاقاً گئے تھے!"

"یقین نہ کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا! کیونکہ میں بہر حال وہاں موجود تھا!"

"خیر اس سے بحث نہیں ہے! میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس لڑکی کے چکر میں نہ پڑو!" فیاض مسکرایا۔

"تب تو پھر میرا خیال ہے کہ تمہارا اندازہ غلط ہی نکلا ہے!"

"قطعی غلط! مجھے یقین ہے کہ تصویر کی شناخت میں غلطی ہوئی تھی!"

"ہاہا....! میں تو جانتا ہی تھا! مگر چلو خیر اچھا ہے۔ شاہد کی شامیں کچھ دنوں تک دلچسپی میں گذریں گی!"

فیاض کچھ نہ بولا! عمران اپنے لئے چائے کی دوسری پیالی تیار کر رہا تھا۔

"ہاں.... تو پھر اب کس سمت تمہارے گھوڑے دوڑ رہے ہیں!" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے!"

"جس دن سمجھ میں آ گیا تم اپنے جامے سے باہر نظر آؤ گے!"

"کیا مطلب!"

"کچھ بھی نہیں! ویسے میرا خیال ہے کہ یہ جامے سے باہر ہونا بھی شاید ایک محاورہ ہے!"

"میں اس وقت محاوروں پر بحث سننے نہیں آیا!"

"پھر تم جو حکم دو!" سوپر فیاض۔

"اس کیس میں میری مدد کرو، ورنہ بڑی بدنامی ہو گی!"

"اب بتاؤ! میں کیا کروں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی ہاتھ لگی تھی وہ بھی اس طرح نکلی جا رہی ہے!"

"ابھی تک اس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ اقوام متحدہ کے ادارہ خدمت خلق کی طرف سے یہاں بھیجی گئی ہے اور امریکن مشن ہسپتال کے ایک کمرے میں اس کا قیام ہے!"

"آج کل کے زمانے میں اتنی ہی معلومات بہت کافی ہیں!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا تم اس سے زیادہ جانتے ہو!" فیاض اسے گھورنے لگا!

"ہرگز نہیں! بھلا میں اس سے زیادہ کیسے جان سکتا ہوں!"

"نہیں تمہارے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے!"

"ابے تم کون ہو میرے ناز و انداز دیکھنے والے!" عمران نے غصیلے لہجہ میں کہا!

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔!" فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں ہوں سلیمان.... صاحب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یہاں پرائیویٹ فون پر آپ کی کال تھی! میں نے ڈس کنکٹ کر کے.... جی ہاں.... اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں!"

"اچھا، اچھا! میں آ رہا ہوں!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

سلیمان نے اس وقت بڑی ذہانت سے کام لیا تھا! پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی تھی اس نے ریسیور اٹھا کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا اور پھر عمران کے ذاتی فون کے نمبر ڈائیل کئے تھے اس طرح دونوں کمروں کے درمیان رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

پرائیویٹ فون پر جولیا کے علاوہ اور کس کی کال ہوتی!

"کیا تمہیں باہر جانا ہے!" فیاض نے پوچھا۔

"نہیں تو!"

"مگر تم نے ابھی کسی سے وعدہ کیا ہے!"

"آہا....!" عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "یار فیاض یہ نہ جانے کون لڑکی ہے خواہ مخواہ فون پر بور کیا کرتی ہے۔ کہتی ہے آ جاؤ.... آ جاؤ.... آ جاؤ! پھر اس کے علاوہ میں کیا کہوں کہ اچھا آ رہا ہوں!"

"شائد میرے دماغ کی خرابی ہی مجھے اس طرف لائی ہے!" فیاض بڑبڑایا۔

"قطعی قطعی سوپر فیاض!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں کہتا ہوں کہ اگر تم صرف ایک ہی رات اس چھت کے نیچے گذارو تو پاگل کتے بھی تم سے پناہ مانگنے لگیں گے۔!"

"عمران پچھتاؤ گے کسی دن! یہ میری وارننگ ہے!" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"آخری وارننگ تو نہیں ہے سوپر فیاض!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

لیکن فیاض اس کا جواب دیئے بغیر باہر نکل گیا۔

عمران نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا اور پھر اس کمرے سے چلا آیا جہاں پرائیویٹ فون تھا! اس نے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا۔

"میں نے ابھی آپ کو رنگ کیا تھا جناب!" جولیا نے کہا۔ "صفدر پھر ہسپتال جا پہنچا ہے!"

"مگر میں نے منع کر دیا تھا۔"

"میں اسے مطلع کرنا بھول گئی تھی جناب! معافی چاہتی ہوں! مگر اس وقت اس کی طرف سے ملی ہوئی اطلاع اہم بھی ہو سکتی ہے!"

"ارے پوری بات بھی تو بتاؤ نا۔"

"لڑکی کسی سے خائف معلوم ہوتی ہے! اپنے کمرے میں بند ہو گئی ہے۔ کئی آدمی اس کا کمرہ کھلوانے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے!"

"تب پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ خائف ہے! ہو سکتا ہے کہ مر گئی ہو!"

"میں نے بھی صفدر سے یہی سوال کیا تھا! لیکن وہ کہتا ہے کہ لڑکی زندہ ہے اور وہ دروازہ کھول کر باہر آنے سے انکار کر رہی ہے!"

"اور کچھ....!"

"دروازہ کھلوانے والوں میں ایک لڑکی بھی ہے جس کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے اور یہ لڑکی بھی غیر ملکی ہی ہے۔ صفدر اس کی قومیت کا اندازہ نہیں کر سکا!"

"فکر نہیں! ساری دنیا کی عورتیں ایک ہی قوم ہیں!" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی جناب!"

"کچھ نہیں!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ بحیثیت ایکس ٹو ان سے غیر ضروری گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔

وہ پھر اپنی نشست کے کمرے میں آیا۔ کپڑے پہننے اور باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اندھیرا پھیل چکا تھا اور خنکی بھی بڑھ گئی تھی۔

وہ اس حصے تک پیدل آیا جہاں کرائے پر گیراج لے رکھا تھا۔ گیراج میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

پھر کار کی ڈکے سے وہ سوٹ کیس نکالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے کی بناوٹ میں خاصی تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔ اب وہ کار گیراج سے نکال رہا تھا۔ گیراج کے چوکی دار اُسے پہچانتے تھے اس لئے اس نے فلٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا لیا تھا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے تھے۔ کار تیز رفتاری سے امریکن مشن ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ فیاض کے آدمیوں سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ پتہ نہیں اس کا

انجام کیا ہو! یہ تو کھلی ہوئی بات تھی کہ وہ کسی دوسرے کے لئے ہی کام کر رہی تھی.... اور ایسے لوگ جو دوسروں کے لئے کوئی غیر قانونی حرکت کرتے ہیں اگر پولیس کی نظروں میں آجائیں تو ان کی زبان کھلنے کے خوف سے کام لینے والا ان کی زندگیوں کا خواہاں ہو جاتا ہے!

عمران نے کار کی رفتار اور تیز کر دی!



کیپٹن فیاض نے ابھی ابھی گھر میں قدم رکھا تھا! گھر میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنا موڈ ٹھیک کر لینا زیادہ مناسب سمجھتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی اس کی پیشانی پر شکنیں دیکھ کر اور زیادہ بور کرنا شروع کر دیتی تھی۔

لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا فون کی گھنٹی بجی اور اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی زبردستی کی مسکراہٹ غضب آلود کھنچاؤ میں تبدیل ہو گئی۔

وہ ہر سامنے آتی ہوئی چیز کو ٹھوکر سے ہٹاتا ہوا فون کی طرف جھپٹا۔

"ہیلو!" وہ ماؤتھ پیس میں غرایا۔

دوسری طرف سے خالص اختری بائی فیض آبادی کے اسٹائل میں آواز آئی۔ "دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے!"

"کون بیہودہ ہے؟"

"سوپر فیاض! وہی پرانا خادم!" فیاض نے اب عمران کی آواز پہچان لی اور دانت پیس کر بولا۔

"اب کیا ہے؟"

"امریکن ہسپتال پہنچ کر اپنی عقل مندی کا ثبوت ملاحظہ کرو! مگر ان برخوردار شاہد سلمہا کو ساتھ لانا مت بھولنا۔"

"آخر بات کیا ہے؟" فیاض کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"ہلدا پاگل ہو گئی ہے!"

"نہیں....!"

"ہاں پیارے! پاگل پن کے معاملے میں ہمیشہ بے حد سنجیدہ رہتا ہوں! تم آؤ تو!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ پاگل ہو گئی ہے!"

"میں اس وقت ہسپتال سے زیادہ دور نہیں ہوں!"

"اچھا میں آرہا ہوں! لیکن یہ بات غلط نکلی تو اچھا نہ ہوگا۔"

"آؤ بھی....!" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

اب فیاض نے انسپکٹر شاہد کو فون پر تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی! بدقت تمام وہ مل سکا اور فیاض نے اسے امریکن ہسپتال پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھی جلد ہی پہنچ جائے گا!

پھر فیاض نے کسی طرح ایک پیالی چائے حلق میں انڈیلی اور امریکن مشن ہسپتال کی طرف خود بھی روانہ ہو گیا۔ اس کی کار ہوا سے باتیں کرتی جا رہی تھی۔

ہسپتال میں پہنچنے پر شاہد سے جلد ہی ملاقات ہو گئی! وہ بہت زیادہ بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔

"وہ پاگل ہو گئی ہے جناب! اس وقت آپریشن تھیٹر میں بے ہوش پڑی ہے!" اس نے کہا!

"کیا قصہ ہے؟"

"کچھ دیر قبل کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی! لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر کئی آدمیوں نے کوشش کی! آخر کار وہ کمرے سے نکل آئی۔ اپنے کپڑے چیر پھاڑ ڈالے....! اچھلتی کودتی رہی پھر گر کر بے ہوش ہو گئی! اکثر لوگوں پر چیزیں بھی کھینچ ماری تھیں!"

"سب سے پہلے کس نے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی!"

"یہی سوال یہاں بھی دہرایا جا رہا ہے! لیکن ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا! ہسپتال کا عملہ اس سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے!"

"شاہد!"

"جی....!"

"یہ سب کچھ محض تمہاری حماقتوں کا نتیجہ ہے! تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ اس سے مل بیٹھو!"

"مم! میں نے سوچا تھا جناب!"

"خاموش رہو! دوسروں کو ہنسنے کا موقع دیتے ہو! ایک بہترین گواہ ہاتھ سے نکل گیا!"

شاہد کچھ نہ بولا! سر جھکائے کھڑا رہا۔ فیاض کچھ سوچنے لگا تھا!

یک بیک اس نے کہا! "مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ پاگل ہو گئی ہے ہو سکتا ہے یہ کوئی وقتی قسم کا دورہ ہو!"

"نہیں جناب! ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ یک بیک ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے! اس قسم کے دورے اس پر کبھی نہیں پڑے۔ خیال ہے کہ وہ مستقل طور پر پاگل ہو سکتی ہے!"

فیاض پھر خاموش ہو گیا! کچھ دیر پہلے ہی وہ عمران کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہلدا کوئی غیر متعلق لڑکی ہے اور تصویر شناخت کرنے والے سے غلطی ہوئی تھی! پھر یک بیک اسے ہو کیا گیا۔

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس حادثے میں کسی آدمی کا ہاتھ ہو!

پھر اب کیا کرنا چاہئے!

فیاض کو اس وقت کلی طور پر یقین ہو گیا تھا کہ عمران اس کیس کے سلسلے میں اس سے کہیں زیادہ باخبر ہے!

پھر کیا؟ اسے عمران ہی کو ٹٹولنا چاہئے! مگر یہ آسان کام نہیں تھا۔ اور اب تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ شتر غمزے دکھائے گا۔

"جاؤ اب آرام کرو!" اس نے شاہد سے زہریلے لہجے میں کہا۔ "کھیل بگڑ چکا ہے!"

"مجھے بے حد شرمندگی ہے! کپتان صاحب! میں معافی چاہتا ہوں! جی ہاں! مجھ سے حماقت سرزد ہوئی تھی!"

فیاض دوسری طرف مڑ گیا! اس نے ہسپتال میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔



دوسری صبح عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا!

"کیا خبر ہے! وہ ہوش میں آئی یا نہیں؟"

"آ گئی ہے جناب! مگر پھر بھی بے ہوش ہی ہے!"

"کیوں؟"

"نہ تو وہ کسی کو پہچانتی ہے اور نہ ہوش کی باتیں کرتی ہے!"

"لیکن اس کے باوجود تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے؟"

"بہت بہتر جناب!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے!

اس کی طرف سے بھی فوراً ہی کال ریسیو کی گئی!

"رپورٹ.... فنٹر واٹر!" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں پوچھا!

"پچھلی رات لیفٹیننٹ صدیقی نے اس آدمی کا تعاقب کیا تھا جس کی چال میں لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔"

"اس آدمی کا کیا نام ہے!"

"نن.... نام! دیکھئے جناب! نام تو مجھے یاد نہیں رہا!"

"یہ کیا حماقت ہے! مجھے بھی نام تم ہی سے معلوم ہوا تھا۔ لیکن تم اسے بھلا بیٹھی ہو! نہیں جولیا اس طرح کام نہیں چلے گا۔ ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ کان کھلے رکھو! کیا سمجھیں!"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔ آئندہ ایسی غلطی نہ ہوگی!"

"اس کا نام داور ہے!" عمران نے کہا۔

"اوہ.... جی ہاں.... داور، داور....! ذہن میں تو تھا لیکن بس زبان پر ہی نہیں آرہا تھا!"

"اچھا.... صفدر!"

"صفدر اس لڑکی کے پیچھے ہے جس نے ہلدا کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی۔ اس لڑکی کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے! وہ بارٹل اسٹریٹ میں رہتی ہے! ہوٹلوں میں بیٹھنا اس کا ذریعہ معاش ہے!"

"اس کے متعلق کوئی اہم بات!"

"کوئی اہم بات ابھی تک نہیں معلوم ہو سکی!"

"داور کے بارے میں کوئی خاص بات!"

"اس نے رات کا کچھ حصہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں گذارا تھا۔ اور کچھ حصہ گرینڈ میں! تقریباً تین بجے گھر واپس آیا تھا۔! بعد کی رپورٹ ابھی تک نہیں ملی۔!"

"سول لائنز والے ڈاکٹر پر کون ہے!"

"کیپٹن خاور.... لیکن وہ ابھی تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھ سکا!"

"اس ڈاکٹر کا نام یاد ہے!"

"جی ہاں! ڈاکٹر گلبرٹ! یہ انگریز ہے!"

"کیا وہ اپنے مکان میں موجود نہیں ہے!"

"یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ لیکن مکان پر ڈاکٹر گلبرٹ کے نام کی تختی موجود ہے!"

"مجھے شام تک اسکے متعلق بہت کچھ معلوم ہونا چاہئے۔ سمجھیں!" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"میں خود بھی کوشش کروں گی جناب!"



کیپٹن فیاض تھکے تھکے سے انداز میں مسکرایا۔ وہ بہت دیر سے عمران کی اوٹ پٹانگ باتیں سن رہا تھا.... اور انہیں برداشت بھی کر رہا تھا! کیونکہ اب اس کی امیدوں کا واحد مرکز عمران ہی تھا۔

عمران جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اس کیس کے سلسلے میں بہت آگے جاچکا ہے بہت کچھ جانتا ہے۔ اتنا مواد اکٹھا کر چکا ہے کہ کسی وقت بھی اسے استعمال کر کے یہ قصہ بھی نپٹا سکتا ہے۔

"سوپر فیاض!" یک بیک عمران سنجیدہ نظر آنے لگا! اور پھر کچھ دیر ٹھہر کر بولا۔ "تم اس سلسلے میں قطعی خاموشی اختیار کر لو! ورنہ لاکھ برس بھی کامیابی کی شکل نہ دکھائی دے گی!"

"دیکھو عمران! مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اگر تم ہی یہ قصہ ختم کر دو! مگر دشواری یہ ہے کہ قانون تمہارا ساتھ نہ دے گا۔"

"یہی تو آج تک نہیں سمجھ سکے ہو! قانون یقیناً تمہارا ساتھ دیتا ہوگا! مگر میرے پیچھے تو دم ہلاتا پھرتا ہے! تم اس کی پرواہ نہ کرو! جب بھی کسی کام میں ہاتھ لگاتا ہوں تو قانون اور مجرم دونوں ہی میری ناک میں رہتے ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو میں آج بھی آزادی سے آئس کریم کھا رہا ہوں!"

"تمہاری مرضی!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔

"بس پھر وعدہ رہا کہ یہ کیس میں تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"ارے یار اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تو دراصل یہ چاہتا ہوں کہ شہر میں جو ہراس پھیلا

ہوا ہے کسی طرح اس کا خاتمہ ہو جائے!"

"ایسا ہی ہوگا۔!" عمران یقین دلانے کے سے انداز میں سر ہلا کر بولا۔

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی! عمران نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے سلیمان تھا جس نے اسے دوسرے کمرے سے پرائیویٹ فون پر کال کی اطلاع دی!

عمران باتھ روم کے بہانے کمرے میں آیا! سلیمان یہاں موجود تھا۔

"عورت تھی یا مرد!"

"مرد ہی تھی جناب!"

"تھا!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "مجھے غصہ نہ دلایا کرو ورنہ کسی دن بھسم کردوں گا۔"

پھر اس نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کیے!

"کیوں؟" کیا تم نے مجھے رنگ کیا تھا!" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں!" دوسری طرف سے آواز آئی!"اس لڑکی کے متعلق رپورٹ دینی تھی۔"

"کوئی خاص بات!"

"جی ہاں! ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی قسم کے زہر کی وجہ سے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے!"

"اس خاص بات کا علم تو مجھے پہلے ہی سے تھا! اور کچھ!"

"جی نہیں!"

عمران نے سلسلہ منقطع کردیا۔ اسے دراصل ڈاکٹر گلبرٹ اور داور کی فکر تھی! لیکن ان کے متعلق ابھی تک کسی قسم کی معلومات فراہم نہیں ہو سکی تھیں! وہ اگر چاہتا تو فیاض سے ڈاکٹر گلبرٹ کا ریکارڈ دیکھنے کی خواہش ظاہر کر سکتا تھا اور شاید اس اسٹیج پر فیاض سارا دفتر لا کر اس کے سر پر پٹخ دیتا۔ مگر دشواری یہ تھی کہ عمران فیاض پر اعتماد نہیں کر سکتا تھا! اگر وہ ڈاکٹر گلبرٹ کا تذکرہ اس سے کردیتا تو وہ خود یا اس کا کوئی ماتحت ڈاکٹر گلبرٹ کی گود میں جا بیٹھنے کی کوشش شروع کر دیتا۔!



صفدر تین دن سے اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ بارٹل اسٹریٹ کی ایک عمارت کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتی تھی۔ راتیں ہوٹلوں میں گزارتی تھی اور دن بھر فلیٹ میں پڑی

رہتی تھی۔ اس کا نام مارتھا تھا اور یہ یوریشین تھی۔

پچھلے دنوں اس نے گرینڈ میں ایک شکار پھانسا تھا اور اس پر روغن قاز مل رہی تھی۔ یہ ایک وجیہہ نوجوان تھا۔ لیکن صفدر کا اندازہ تھا کہ عورتوں کے معاملے میں بالکل اناڑی ہی ہے کیونکہ کل سے آج تک اس نے مارتھا پر کافی بڑی رقم خرچ کردی تھی۔

اس نے مارتھا سے کہا تھا کہ وہ بہت عرصہ سے کسی سفید فام لڑکی سے دوستی کا خواہشمند تھا.... اور پھر یہ بھی بتا دیا تھا کہ نہ جانے کیوں اسے انگریز لڑکیوں سے خوف معلوم ہوتا ہے! اس پر مارتھا بہت ہنسی تھی۔

آج بھی وہ دونوں گرینڈ میں تھے اور صفدر انہیں بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اس نوجوان نے مارتھا کو اپنا نام صادق بتایا تھا۔

"میں پچھلی رات سو نہیں سکا!" وہ مارتھا سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟" مارتھا نے پوچھا۔

"بس نیند نہیں آئی تھی تمہارے متعلق سوچتا رہا!"

"کیا سوچ رہے تھے؟"

"یہی کہ تم کتنی اچھی ہو!" کاش ہم بہت دنوں تک دوست رہ سکیں!"

"تم چاہو گے تو ضرور رہ سکیں گے؟"

"یہی تو مصیبت ہے....!" صادق نے ٹھنڈی سانس لی!

"کیا مصیبت ہے....؟" وہ بس یونہی رواروی میں سوالات کرتی جارہی تھی! انداز سے نہیں معلوم ہورہا تھا کہ اسے اس موضوع سے ذرہ برابر بھی دلچسپی ہو!

"مصیبت!" صادق نے پھر ٹھنڈی سانس لی "کل اگر کوئی تم سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی مل گئی تو میرا دل چاہے گا کہ اس سے دوستی پیدا ہوجائے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں! ویسے ناولوں وغیرہ میں تو یہ پڑھتا ہوں کہ کسی ایک کو کسی ایک سے محبت ہوجاتی ہے اور پھر وہ ساری زندگی کسی دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی اسے اپنی محبوبہ سے زیادہ حسین اور کوئی لڑکی ملتی ہی نہیں ہے! پھر مجھے اب تک کوئی ایسی لڑکی کیوں نہیں ملی جس کے آگے اور کوئی پسند ہی نہ آسکتی!

"ارے ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے!" مارتھا مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسی، "جب جوان ہو جاؤ گے تو کوئی ایسی لڑکی بھی مل جائے گی!"

"کیا....؟" صادق نے حیرت سے کہا۔ "ابھی تک میں جوان نہیں ہوں!"

"ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے.... لیکن میں تمہاری پرورش کا ذمہ لیتی ہوں، بہت جلد جوان ہو جاؤ گے.... لڑکے!"

اس نے ویٹر کو آواز دی اور جب وہ قریب آگیا تو بولی۔ "بے بی کے لئے ٹافیاں لاؤ۔"

ویٹر شاید اسے نشے میں سمجھ کر مسکراتا ہوا چلا گیا!

"ارے.... تم میرا مضحکہ اڑا رہی ہو!" صادق نے حیرت اور غصے کے ملے جلے اظہار کے ساتھ کہا۔

"نہیں ڈیئر....! یہ مضحکہ نہیں بلکہ تمہاری عزت افزائی ہے! اس سے پہلے میں نے کسی کو بے بی نہیں کہا!"

"کیا میں اتنا چھوٹا ہوں کہ تم مجھے بے بی کہو؟"

"یقیناً.... تم ننھے سے بچے ہو! مجھے تم پر بے حد پیار آتا ہے.... اور اب میں تمہارے لئے لوریاں سیکھوں گی۔"

"دیکھو.... میرا مذاق نہ اڑاؤ.... ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔"

مارتھا ہنسنے لگی اور پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں!"

نوجوان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور اس کے ہونٹوں میں اس قسم کی کپکپاہٹ نظر آنے لگی جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو۔ لیکن نروس ہو جانے کی وجہ سے کہنے کا ڈھنگ نہ سوجھ رہا ہو!

صفدر کی دلچسپی بڑھتی رہی۔

"پچھلی رات میں نے تمہیں خواب میں بھی دیکھا تھا۔" مارتھا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مم.... میں نے بھی!" صادق ہکلایا۔

"اوہ.... تم نے بھی دیکھا تھا۔"

صادق نے کسی شرمیلی لڑکی کی طرح آنکھیں نیچی کر کے سر ہلا دیا۔

"تب تو.... ہم ہمیشہ دوست رہیں گے.... کیوں؟" وہ ہنس پڑی اور وہ دونوں دیر تک

ہنستے رہے۔

اسی رات صفدر نے جولیانا فنٹز واٹر کو اطلاع دی تھی کہ مارتھا نے کل جس نوجوان کو پھانسا تھا اُس سے آج اسے محبت بھی ہو گئی ہے! اور دونوں زندگی بھر دوست رہیں گے!

"میرا خیال تو یہ ہے کہ تم وقت برباد کر رہے ہو!" جولیا بولی۔

"نہیں! میرا یہ خیال ہے کہ میں جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچوں گا....!"

"اس کے علاوہ نہیں کہ دونوں عنقریب شادی کر لیں گے!" جولیانا نے ہنس کر کہا۔

"دیکھو! کیا ہوتا ہے!" صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔



کیپٹن فیاض آفس سے اٹھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور دوسری طرف سے انسپکٹر شاہد کی آواز آئی۔ "مم.... میں.... شش.... شاہد ہوں جناب! ایک بہت اہم بات ہے.... گستاخی ضرور ہے.... لیکن آپ خود ہی یہاں آجائیں تو بہتر ہے! اگر میں یہاں سے ہٹا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"کہاں آجاؤں!"

"ایلمر ہاؤز کے عقبی پارک میں مشرق کی جانب جو مالتی کی کنج ہے اُس میں!"

"کیا مطلب! تم کہاں ہو؟ اور کہاں سے نہیں ہٹنا چاہتے! فون کہاں سے کر رہے ہو؟"

"یہ نہ پوچھئے! میں اس وقت ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر بیٹھا ہوں؟"

"کیا بک رہے ہو!" فیاض غرایا!

"حضور والا! میں پہلے ہی معافی مانگ چکا ہوں! میں بڑی مصیبت ارر.... مطلب یہ ہے کہ میں اس کنج میں چھپا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ کو اس کی اطلاع کیسے دوں کہ اچانک قریب کے ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر نظر پڑی جس پر ایک مکینک چڑھا ہوا تار کی مرمت کر رہا تھا! اس کے پاس میں نے انسٹرومنٹ بھی دیکھا جس کے ذریعہ شاید وہ ہیڈ آفس سے گفتگو کر رہا تھا.... میں نے سوچا کہ منہ مانگی مراد ملی ہے بس یہیں سے اسی انسٹرومنٹ پر آپ سے رابطہ قائم کیا جائے.... بمشکل تمام میں اس مکینک کی ہمدردیاں حاصل کر سکا اور اس نے مجھے انسٹرومنٹ

استعمال کرنے کی اجازت دے دی!"

"تم مجھے وہاں کیوں بلا رہے ہو؟"

"وہ ایک حیرت انگیز سچویشن ہے جناب عالی! میری سمجھ میں تو خاک بھی نہیں آیا! وہ پاگل لڑکی ہلدا یہاں ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی ہے! اور ایک آدمی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے منہ پر پانی پھینکتا ہے۔ اور وہ چیخ چیخ کر اسے گالیاں دینے لگتی ہے.... اوہ.... دیکھئے.... اب مجھے اتر جانا چاہئے۔ میرے خدا میں کیا کروں۔ تنہا آیئے گا جناب!"

اور پھر یک بیک سلسلہ منقطع ہوگیا۔ فیاض نے بھی ریسیور رکھ دیا!

اس کی کنپٹی کی رگیں ابھر آئی تھیں اور پھر آنکھیں ایسی ہونے لگیں تھیں جیسے سوچ میں ڈوبا رہنا ہی ان کا مستقل انداز ہو۔

وہ آفس سے باہر آیا.... شیڈ سے کار نکالی اور ایلمر ہاؤز کی طرف روانہ ہوگیا۔ شاہد اس کا ماتحت تھا اور اس کے سارے ہی ماتحت اس سے بہت زیادہ خائف رہتے تھے۔ پوری طرح بات کرنا بھی ان کے لئے دشوار ہو جاتا تھا۔ مگر شاہد کی گفتگو بڑی بے تکلفانہ تھی۔ اسی سے فیاض نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ذہنی الجھاؤ کا شکار ہو جانے کی بناء پر الفاظ کے انتخاب کا سلیقہ کھو بیٹھا ہے! ہلدا کے متعلق اس نے جو کچھ بھی بتایا تھا یقیناً حیرت انگیز تھا۔

ایلمر ہاؤز شہر سے باہر ایک بہت بڑی عمارت تھی! اس سے ملحق ایک شاندار باغ تھا! اور عقبی پارک تو گویا اچھی خاصی پولو گراؤنڈ تھی لیکن اس کے بعض حصوں میں درخت بھی تھے اور خودرو جھاڑیاں بھی۔ یہ عمارت غیر ملکی تجارتی ادارے کی ملکیت تھی۔

فیاض نے کار عمارت سے کافی فاصلے پر چھوڑی! اور پیدل ہی عقبی پارک کی طرف روانہ ہوگیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور ویرانہ صدہا پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا! وہ مشرق کی جانب مڑ گیا۔ مالتی کی گنجان جھاڑیوں کا سلسلہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ جھاڑیوں میں داخل ہوا۔ جھاڑیوں کے درمیان کئی اونچے اونچے درخت بھی تھے!

"کھٹاک....!" دفعتاً فیاض کے سر پر کوئی وزنی چیز گری اور وہ ارے کہہ کر پلٹا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں میں مزید تارے ناچ گئے۔ کیونکہ دوسری چوٹ پہلی چوٹ سے بھی زیادہ حواس باختہ کر دینے والی تھی۔ وہ کسی بیجان لاش کی طرح زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

پھر اسے نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہا تھا اور اس پر کیا گزری تھی۔

ہوش میں آنے کے بعد بھی اُسے یقین نہیں تھا کہ وہ ہوش میں ہے۔ اس کے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا جو تکلیف کی وجہ سے پھوڑا بنا ہوا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ایک طرف کھسکنے لگا تاکہ جھاڑیوں سے نکل کر کھلے میں آ جائے تاریکی کی وجہ سے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

لیکن پھر یک بیک وہ رک گیا! کیونکہ کوئی ٹھوس چیز اس کی راہ میں حائل ہو گئی تھی۔ اس نے بے خیالی میں اسے ہاتھوں سے دھکیلنے کی کوشش کی اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا... کیونکہ وہ تو دیوار تھی۔

فیاض بوکھلائے ہوئے انداز میں دیوار ٹٹولتا ہوا کمرے میں دوڑنے لگا.... اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اب آہستہ آہستہ یہ بات اس کی سمجھ میں آ رہی تھی کہ وہ کسی سازش کا شکار ہو گیا ہے۔ مگر فون پر اس نے شاہد کی آواز پہچان لی تھی۔ تو کیا شاہد بھی اس کے خلاف کسی سازش میں شریک ہو سکتا ہے۔

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا! سر کی تکلیف ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک کمرہ روشن ہو گیا! ساتھ ہی فیاض بھی اچھل پڑا۔ اور اب وہ بڑی تیزی سے اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا! مگر ریوالور اسے نہ مل سکا۔

دروازہ کھلا اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور ریوالور کا رخ فیاض ہی کی طرف تھا۔

"چلو....!" اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم کون ہو! اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو!" اس نے گرج کر پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا!" وہ آدمی بھی غرایا۔ "تم سے جو کچھ کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو! ورنہ کتے کی موت مار ڈالے جاؤ گے۔"

"تم جانتے ہو! میں کون ہوں؟" فیاض غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ جانوں! چلو! ورنہ میں بے دریغ فائر کر دوں گا۔"

فیاض اسے چند لمحے گھورتا رہا! پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا۔ سر کی تکلیف کی وجہ

سے وہ بڑی نقاہت محسوس کر رہا تھا ورنہ شاید وہ اس آدمی سے لپٹ جانے کی کوشش ضرور کرتا۔

ریوالور والا آدمی اسے ایک بڑے کمرے میں لایا.... اور پھر فیاض کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انسپکٹر شاہد یہاں ایک صوفے پر بندھا ہوا پڑا تھا۔

اس نے فیاض کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔ ”کپتان صاحب! میں بالکل مجبور تھا۔ انہوں نے میری گردن پر ریوالور رکھ کر مجھ سے فون کرایا تھا۔“

”مگر تم یہاں پہنچے کیسے؟“ فیاض نے ماحول سے لاپروائی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

”پچھلی رات میں فلم دیکھ کر گھر واپس جا رہا تھا! اچانک ان لوگوں نے ایک ویران گلی میں گھیر لیا! اور زبردستی یہاں لے آئے!“

فیاض نے چاروں طرف اچٹتی ہوئی نظر ڈالی! یہاں دو متنفس اور بھی تھے! ایک انگریز مرد اور ایک یوریشین لڑکی جو اندھی معلوم ہوتی تھی!

فیاض انگریز کو گھورنے لگا۔ یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا! چہرے پر بھوری فرنچ کٹ ڈاڑھی تھی اور اس کی آنکھیں سبز تھیں۔

فیاض کو اس طرح گھورتے دیکھ کر وہ مسکرایا اور ریوالور والے کو کچھ اشارہ کیا۔

”چلو بائیں جانب!“ ریوالور والا فیاض سے بولا۔

فیاض چپ چاپ بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اپنے پیچھے دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

”رک جاؤ!“ ریوالور والے نے کہا۔

وہ دوسرے کمرے میں پہنچ چکے تھے! فیاض رک گیا۔

”اپنے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل کو رنگ کرو!“ اس سے کہا گیا۔

”کیوں؟ کیا انہیں بھی یہاں لانے کا ارادہ ہے؟“ فیاض نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں....! جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو!“

”جب تک مقصد نہ معلوم ہو جائے! میں رنگ نہیں کروں گا۔“

”اس سے کہو کہ تم مجرموں کی راہ پر لگ گئے ہو! اور تم نے انہیں پھانسنے کے لئے ایک

جال بچھایا ہے۔ لہٰذا کل اگر شہر کے کسی حصے میں شاہد کی برہنہ لاش پائی جائے تو اسے اس وقت تک نہ اٹھوایا جائے جب تک کہ تم اس کے لئے اطلاع نہ دے دو! اور اس سے یہ بھی کہو کہ کوئی لاش کے قریب نہ جانے پائے کم از کم لاش سے دو گز کے گھیرے میں پرندہ بھی پر نہ مار سکے! اگر لاش کسی سڑک پر پائی جائے تو ٹریفک کے رکنے کی پرواہ کئے بغیر اس کے گرد گھیرا ڈال دیا جائے۔ مگر یہ گھیرا لاش سے کم از کم دو سو گز کے فاصلے پر ہو! جب یہ اطلاع دے دوں تو لاش اٹھوا کر مردہ خانے بھجوا دی جائے!“

”اوہ.... تو تم شاہد کو مار ڈالنا چاہتے ہو؟“

”ہاں!“ بڑی لاپروائی سے کہا گیا۔

”آخر کیوں؟“

”سوال نہ کرو! ہماری بات سنو! جب تم ڈائریکٹر جنرل سے یہ سب کچھ کہو گے تو وہ یقینی طور پر لاش کے متعلق سوال کرے گا۔ اس کے لئے تم کہہ دینا کہ وہ ایک لاوارث مردہ ہے تم نے وہ لاش خیراتی ہسپتال سے حاصل کی ہے اور اس کے چہرے پر انسپکٹر شاہد کا میک اپ کر دیا ہے!“

”آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟“ فیاض پھر بگڑ گیا۔

”فی الحال اتنا ہی چاہتے ہیں جتنا تم سے کہا جا رہا ہے!“ انگریز بولا۔

”یہ ناممکن ہے! میں فون نہیں کروں گا۔“

”تب پھر ہو سکتا ہے کہ کل ایک کی بجائے دو لاشیں دیکھی جائیں!“

فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

”تمہیں اسی طرح فون کرنا پڑے گا جیسے شاہد نے تمہیں کیا تھا۔“

”کیا تم اسے مار ڈالو گے!“

”ہاں....!“

”آخر کیوں.... تم ایسا کر رہے ہو!“

”انسانیت کی فلاح کے لئے۔“

”کیا بکواس ہے؟“

”تم دیکھ ہی لو گے۔ اور یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ تم کتنے بے بس ہو! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم

بالکل محفوظ رہو گے۔"

فیاض برابر انکار کرتا رہا۔ لیکن پھر اچانک ان کا رویہ سخت ہو گیا۔ چار آدمیوں نے اسے بے بس کر کے بڑی اذیتیں دیں! اور پھر مجبوراً اسے وہ سب کچھ فون پر کہنا ہی پڑا۔ جو انہوں نے کہا تھا۔ رحمان صاحب نے اس سلسلے میں مزید استفسار کرنا چاہا لیکن فیاض کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس سے زیادہ نہ کہے جو کچھ اسے پہلے سے سمجھا دیا گیا ہے۔

پھر اسے اس کمرے میں لایا گیا جہاں شاہد بندھا ہوا پڑا تھا۔ اندھی لڑکی بھی موجود تھی۔ شاہد چیخ رہا تھا۔ "ارے میں بیمار نہیں ہوں۔ پھر مجھے انجکشن کیوں دیا گیا ہے۔ چھوڑو مجھے چھوڑو۔"

"ہاں چھوڑ دیں گے....!" انگریز بولا۔ "ابھی ایک انجکشن اور دیا جائے گا! ورنہ تم صبح تک مر جاؤ گے!"

"چھوڑ دو! مجھے چھوڑ دو۔!"

وہ چیختا رہا! لیکن انگریز کے اشارے پر ایک بھری ہوئی سرنج لائی گئی! اور شاہد کے بائیں بازو میں کوئی سیاہ رنگ کا سیال مادہ انجیکٹ کر دیا گیا۔

فیاض دم بخود کھڑا دیکھتا رہا! ریوالور کی نال اب بھی اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی اور اسے اس کا احساس بھی تھا کہ یہ لوگ اسے بڑی بے رحمی سے قتل بھی کر سکتے ہیں!

"کپتان صاحب!" شاہد حلق پھاڑ کر چیخا۔ "خدا کے لئے مجھے بچایئے!"

دفعتاً انگریز ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم لوگوں نے خود ہی اپنے لئے مصیبت کھڑی کی ہے! اور میں تم لوگوں سے کینہ رکھتا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے میری ایک بہترین ساتھی پاگل ہو گئی! اگر تم اس کے پیچھے نہ لگتے تو مجھے اس کا دماغ نہ ماؤف کرنا پڑتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے پاگل ہو گئی!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اور کیا کرے۔

اچانک انگریز غرایا۔ "اندھی لڑکی رقص شروع کرو.... اگر تم نے اس مریض کے دل کا نشانہ نہ لیا تو میں کبھی تمہیں معاف نہ کروں گا۔"

لڑکی کے ہونٹوں پر ایک بڑی بھیانک قسم کی مسکراہٹ نظر آئی۔ شاہد بھی اسی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اچانک ایک آدمی نے لڑکی کے ہاتھ میں چمچماتا ہوا خنجر پکڑا دیا۔ پھر ایک جانب رکھے ہوئے گراموفون پر رقص کی موسیقی کا ریکارڈ گردش کرنے لگا۔

موسیقی کی لہریں دیواروں سے ٹکرا کر جھنکاریں پیدا کرنے لگیں اور اندھی لڑکی نے ایک طوفانی رقص شروع کر دیا۔ تیز قسم کی روشنی میں چمکتا ہوا خنجر خلاء میں تیرتا پھر رہا تھا اور اندھی لڑکی حیرت انگیز رفتار سے ناچ رہی تھی۔

دفعتاً انگریز چیخنے لگا! "یہ موت کا کھیل ہے کیپٹن فیاض.... اندھی رقاصہ کا کمال دیکھو! حیرت انگیز.... حیرت انگیز.... یہ شاہد کے دل کا نشانہ لے گی اور خنجر دستے تک اس کے سینے میں پیوست ہو جائے گا.... ہاہا!"

"ناچو.... اندھی رقاصہ.... ناچو.... کیپٹن فیاض تمہارا کمال دیکھنا چاہتا ہے۔"

"نہیں.... نہیں....!" شاہد دیوانوں کی طرح چیخا! وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا اور آنکھیں حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔

لڑکی نے ناچتے ناچتے ایک خالی صوفے پر کھچاک سے خنجر مارا.... اور پھر سیدھی ہو کر ناچنے لگی۔

جب بھی وہ ناچتی ہوئی شاہد کے صوفے کے قریب سے گزرتی فیاض آنکھیں بند کر لیتا.... اس نے کئی بار اس آدمی کو دھوکا دینے کی کوشش کی مگر وہ گردن سے ریوالور لگائے ہوئے تھا! کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی غافل نہیں تھا۔

دفعتاً اس نے چیخ کر کہا۔ "شاہد تم خاموش ہی رہنا.... ورنہ یہ تمہاری آواز پر آئے گی!" شاہد کچھ نہ بولا! اس کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی کے علاوہ اور کسی قسم کے آثار نہیں نظر آ رہے تھے! وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور دیوانوں کی طرح اِدھر اُدھر گردن جھٹکنے لگتا۔

لڑکی ناچ رہی تھی اچانک فیاض کے حلق سے چیخ نکلی! اس بار اس نے شاہد پر وار کیا تھا! ساتھ ہی شاہد کی چیخ بھی بلند ہوئی!

مگر خنجر شاہد کے جسم پر پڑنے کی بجائے شانے کے قریب صوفے میں پیوست ہو گیا۔

"لڑکی تمہارا نشانہ خطا کر رہا ہے....!" انگریز نے غصیلے لہجے میں کہا اور لڑکی کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے۔ خنجر کھینچ کر اس نے پھر ناچنا شروع کر دیا۔

ریکارڈ ختم ہونے پر صرف ایک پل کے لئے سکوت طاری ہو گیا تھا۔ لیکن ساؤنڈ بکس پھر ریکارڈ کے سرے تک کھینچ کر رکھ دیا گیا.... اور لڑکی کا رقص جاری رہا!

"خدا کیلئے.... اس پر رحم کرو!" فیاض چیخا۔ "اسے کیوں قتل کر رہے ہو!.... تم دیوانے ہو.... پاگل ہو!"

"میں اس صدی کا سب سے بڑا اور عقل مند ترین آدمی ہوں کیپٹن!" انگریز چیخ کر بولا۔ موسیقی کی تیز آواز کی بناء پر ایک دوسرے تک اپنی آوازیں پہنچانے کے لئے انہیں حلق پھاڑنا پڑتا تھا۔

"شاہد پھر چیخا.... اور فیاض کا سر چکرا گیا! لڑکی اس پر جھکی ہوئی تھی! اور اس کا ہاتھ....

"لڑکی! انگریز دہاڑا.... "اب میں تمہیں قتل کروں گا.... تیسرا وار خطا نہ کرے.... چلو....!"

لڑکی نے صوفے سے خنجر کھینچا اور ناچنے لگی!

اب شاہد اس طرح گڑگڑا رہا تھا جیسے ولیوں اور پیروں سے مدد مانگ رہا ہو!

وہ ناچ رہی تھی! اس کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔ تیسرا وار.... اسے یقینی طور پر موت کے منہ میں لے جائے گا! کیپٹن فیاض سوچ رہا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو سور کے بچے؟" وہ ہذیانی انداز میں چیخا!

"اسے لے جاؤ یہاں سے دفع کرو!" انگریز نے گرج کر کہا! اور فیاض کو داہنی جانب والے دروازے میں دھکیل دیا گیا۔ وہ فرش پر گر کر کسی چوٹ کھائے ہوئے مینڈک کی طرح کانپنے لگا اس کی کنپٹیاں سنسنا رہی تھیں اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔



مل ایریا میں یہ تیسری برہنہ لاش.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سارے شہر کی پولیس یہیں آ گئی ہو! خود محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب بھی وہاں موجود تھے.... لاش کے گرد خاکی وردی والوں کا ایک بہت بڑا دائرہ تھا جس کا قطر چار سو گز سے کسی طرح کم نہ رہا ہوگا۔ وہاں سے پبلک کو ہٹانے کے لئے پولیس کو کئی بار لاٹھی چارج کرنا پڑا تھا۔

رحمان صاحب نے عمران کو بھی دھمکی دی تھی کہ اگر وہ وہاں سے چلا نہ گیا تو زبردستی ہٹا دیا جائے گا۔ لیکن عمران اب بھی ان کے قریب ہی کھڑا ادھر اُدھر کی بے تکی ہانک رہا تھا۔

لاش پر دھوپ پھیل گئی تھی! اور مل کی چمنی سے نکلنے والے گنجان دھوئیں کا عکس اُن پر پڑ رہا تھا۔

"مجھے بڑی حیرت ہے ڈیڈی!" عمران رحمان صاحب سے کہہ رہا تھا۔ "فیاض کا طریق کار نہیں معلوم ہوتا۔ اس میں اتنی سوجھ بوجھ ہی نہیں رہی کہ کوئی پیچیدہ راہ اختیار کر سکے! اور پھر یہ ویسے ہی بالکل بے تکی بات معلوم ہوتی ہے۔!"

"میں کہتا ہوں! تم جاؤ.... یہاں سے!"

"نہیں ڈیڈی فی الحال مجھے یہیں رہنے دیجئے۔ اس میں آپ کے محکمے کا فائدہ ہے!"

"بکواس مت کرو!"

"اچھا اب میں بالکل خاموش رہوں گا۔ لیکن مجھے یہاں کچھ دیر اور رکنے دیجئے مگر آپ تک فیاض کا دوسرا پیغام کیسے پہنچے گا۔"

"اس کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ آفس میں کال ریسیو کر لی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے.... اچھا اب میں بالکل خاموش ہوں! لیکن اس گدھے نے وہی حرکت کی ہے کم از کم لاش کو لنگوٹ ہی بندھوا دی ہوتی!"

"شٹ اپ....!"

"اب نہیں بولوں گا۔!" عمران نے سختی سے ہونٹ بند کر لئے۔

دھوپ میں گرمی بڑھتی جا رہی تھی اور لاش کے گرد گھیرا ڈالنے والے اکتاہٹ کا شکار ہو چکے تھے کہ اچانک لاش متحرک نظر آنے لگی.... مردہ شاہد.... ہاتھ پیر پھینک رہا تھا اور پھر سننے والوں نے ایسی آوازیں سنیں کہ انہیں اپنے کانوں پر یقین کرنا دشوار معلوم ہونے لگا....

شاہد کسی نوزائیدہ بچے کی طرح حلق پھاڑ رہا تھا۔ "اُو آو.... اُو آ.... اُو آ...."

اور بالکل اسی طرح ہاتھ پیر پھینک رہا تھا جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔

"اس عمر کے بچوں کو تو کپڑے پہن کر ہی پیدا ہونا چاہئے!" عمران تشویش کن لہجے میں بڑبڑایا۔

"کیا مصیبت ہے!" رحمان صاحب بولے۔

"مصیبت ہی ہے ڈیڈی! دنیا کی کوئی نرس اس کی پرورش کرنے پر آمادہ نہ ہو سکے گی! خدا کیلئے جلد ایک لنگوٹی کا انتظام کیجئے!"

"عمران گدھے خاموش رہو!"

"خاموشی کا وقت گذر گیا ڈیڈی۔ کیا کہا تھا فیاض نے کہ ایک لاوارث مردے پر شاہد کا میک اپ کیا گیا ہے!"

"ہاں یہی کہتا تھا!"

"اگر یہ شاہد نہ ہو تو میں قسم کھاتا ہوں کہ آج ہی گرداس پور چلا جاؤں گا! لیکن خدارا جلد ہی اس بالغ نوزائیدہ کے لئے کپڑوں کا انتظام کرائیے.... اور کیپٹن فیاض سے بھی ہاتھ دھو لیجئے!"

"کیا مطلب!"

"اگر یہ شاہد نہیں ہے تب تو ٹھیک ہی ہے ورنہ کل فیاض بھی دوبارہ پیدا ہو کر دکھا دے گا۔"

"پتہ نہیں تم کیا بک رہے ہو!" رحمان صاحب نے پریشان لہجے میں کہا اور شاہد کی طرف بڑھ گئے۔ لوگوں میں ہراس پھیل رہا تھا۔ جلد ہی ایک چادر کا انتظام کر کے شاہد کو اٹھایا گیا۔ لیکن وہ اپنے پیروں پر نہیں کھڑا ہو سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ نوزائیدہ بچے کی طرح بدستور روئے جا رہا تھا۔

رحمان صاحب نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن سے ہر قسم کا میک اپ ختم ہو سکتا تھا لیکن شاہد کی شکل میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی!

پھر اسے ایک اسٹریچر پر ڈال کر پولیس ہسپتال روانہ کر دیا گیا!

رحمان صاحب نے عمران سے کہا۔ "چلو میرے ساتھ چلو!"

"مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے ڈیڈی!"

"چلو بکواس نہ کرو! ورنہ بُری طرح پیش آؤں گا۔"

وہ اسے اپنے آفس میں لائے اور کرسی کی طرف دیکھ کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"اب بتاؤ کہ تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو!"

"ابھی تک لاشیں دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتی تھیں لیکن آج ایک لاش....!"

"یہ میں بھی جانتا ہوں.... سارا شہر جانتا ہے! تم فیاض کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے!"

"یہی کہ اس کا موجودہ عہدہ اس کے لئے ایک بہت بڑا بار ہے!"

"میں تمہیں یہاں اس لئے نہیں لایا کہ تم یہاں بیٹھ کر عہدوں میں ردوبدل کرو!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"بولو! تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو!"

"جب آپ کا اتنا بڑا محکمہ بے بس ہو کر رہ گیا ہے تو میں بے چارہ ایک بے وسیلہ آدمی کیا جان سکوں گا۔"

"فیاض نے مجھے بتایا تھا کہ تم پاگل لڑکی کے لئے چھان بین کر رہے تھے!"

"پاگل ہونے سے پہلے کی بات ہے ڈیڈی!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تو ان عورتوں سے بھی دور بھاگتا ہوں جو پاگل نہیں ہیں.... چہ جائے کہ پاگل عورتیں.... ارے باپ رے!"

"بہتر ہے کہ تم حوالات میں آرام کرو!" رحمان صاحب نے ہاتھ گھنٹی کی طرف بڑھایا۔

"ٹ، ٹھہریئے....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "جلدی نہ کیجئے!"

"کیا فیاض نے آپ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے۔!"

"نہیں....!"

"اور نہ ہی اپنی اسکیم کے متعلق بتایا تھا!"

"اور آج بھی اس نے ابھی تک وعدے کے مطابق دوبارہ فون نہیں کیا تھا!"

"قطعی نہیں!"

"تب آپ یقین کریں کہ وہ انہیں لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا ہے جن کا تعلق ان لاشوں سے ہے!"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے!"

"اس طرح کہ وہ کسی لاوارث مردے کی لاش نہیں تھی! شاہد ہی تھا!"

رحمان صاحب کسی سوچ میں پڑ گئے۔ پھر بولے۔ "مگر مصیبت تو یہ ہے کہ وہ بھی پاگل ہو گیا ہے!"

"خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے یا وہ دوبارہ پیدا ہوا ہے!"

"تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے!"

"اگر حوالات کا آرام پسند آیا تو یقیناً بند کر دوں گا ڈیڈی!"

رحمان صاحب چند لمحے عمران کو گھورتے رہے پھر بولے

"میں بہت پریشان ہوں! یہ میرے محکمے کی پرسٹیج کا سوال ہے!"

"خواہ میری گردن کٹ جائے لیکن آپ کے محکمے کی شان برقرار رہے گی!"

"تم کیا کرو گے؟"

"جو ہمیشہ کرتا رہا ہوں! اگر آپ کی یادداشت میں میرا کوئی ناکام کیس بھی ہو تو ضرور بتایئے!"

"تم مجھے اس کیس کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے!"

"میں ابھی کیا بتاؤں ڈیڈی جب کہ بہتیری باتیں اب بھی میرے ذہن میں صاف نہیں ہوئیں! لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کیس فیاض ہی کا بگاڑا ہوا ہے! اور وہ اپنی عقل مندیوں کی بدولت کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے!"

"کیوں؟ اس نے کیا کیا تھا؟"

"ہلدا کی شناخت ہو جانے پر اسے احتیاط سے کام لینا چاہئے تھا۔ کیا ضرورت تھی کہ شاہد اس سے مل بیٹھتا۔"

"مل بیٹھتا! کیا مطلب؟"

"اوہ.... تو آپ کو پوری طرح باخبر بھی نہیں رکھا گیا!"

"نہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے!"

عمران نے شاہد اور ہلدا کی داستان دہراتے ہوئے کہا۔ "میں نے فیاض کو اس سے باز رکھنے کی بھی کوشش کی تھی! لیکن.... کون سنتا ہے.... اور ہلدا تک اس کے فرشتے بھی نہ پہنچ سکتے تھے۔ یہ تدبیر میں نے ہی بتائی تھی کہ غیر ملکیوں کے شناختی فارم نکلوائے جائیں!"

"یقیناً ان لوگوں سے بڑی حماقت سرزد ہوئی۔!"

"اب نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ہو! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ فیاض بھی شاہد ہی کی تقلید کرتا ہوا نظر آئے!"

"کیوں؟"

"مجھے یقین ہے کہ فیاض انہیں لوگوں کے پاس ہے! اور کل اسے مجبور کیا گیا تھا کہ وہ آپ کو فون کرے۔ اس طرح وہ لوگ دراصل یہ چاہتے تھے کہ لاش کچھ دیر تک یونہی پڑی رہے اسے چھیڑا نہ جائے اگر چھیڑی جاتی تو ممکن تھا کہ وہ بھی انہیں دونوں لاشوں کی طرح برسٹ ہو جاتی!"

"یہ کیس میری سمجھ سے باہر ہے!" رحمان صاحب اکتا کر بولے۔

"دیکھئے نا! لاش کو صرف پولیس ہی ہاتھ لگا سکتی ہے! وہ چاہتے تھے کہ آفیسر کو اس سلسلے میں استعمال کیا جائے! فیاض سے وہ سب کچھ زبردستی کہلوایا گیا ہوگا جو اس نے کہا تھا۔ پھر آپ نے بھی وہی تو کیا جو اس نے کہا تھا۔ دور رہ کر لاش کی نگرانی کی جاتی رہی! اور پھر وہ لاش پھٹ جانے کے بجائے اپنا انگوٹھا چوسنے لگی!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو!" رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں بولے! "مگر اب کیا کیا جائے؟"

"یہ بتانا مشکل ہے کہ اب کیا کیا جائے! مجھے تو جو کچھ کرنا ہوتا ہے صرف موقعہ ہی پر کر گزرتا ہوں!" رحمان صاحب خاموش ہو گئے! اور عمران کچھ دیر بعد ان سے اجازت طلب کر کے اٹھ گیا۔



جولیانا فنٹر واٹر کے فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھا لیا! دوسری طرف ایکس ٹو تھا۔

"رپورٹ!" اس کی آواز میں غراہٹ تھی!

"شاہد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی! وہ بالکل نوزائیدہ بچوں ہی کی طرح رو رہا ہے! اگر اسے مخاطب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تب بھی اس کا رویہ سمجھ دار آدمیوں کا سا نہیں ہوتا! یہ کیا قصہ ہے، جناب!"

"صفدر کی رپورٹ!"

"ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی!"

"تم قصہ پوچھتی ہو!"

"جی ہاں! ایسی حیرت انگیز باتیں آج تک....!"

"میری نظروں سے بھی نہیں گذریں! لیکن اگر گذریں بھی تو ہم کیا کر سکتے ہیں!"

"آخر یہ لاش بھی اسی طرح دھماکے کے ساتھ کیوں نہیں پھٹ گئی!"

"یہی تو دیکھنا ہے!"

"کیا اس کیس کا بھی اپنے ہی محکمے سے تعلق ہو سکتا ہے!"

"ہو یا نہ ہو! مگر میں اس میں دلچسپی لے رہا ہوں!"

"کیا میں اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہوں؟"

"نہیں!" ایکس ٹو نے خشک لہجے میں کہا۔ "تمہاری لاش شہر کیلئے وبال جان بن جائے گی!"

جولیا کو اس بات پر شرمندگی بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا۔

"سنو! آج مجھے پل پل کی خبریں سناؤ!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بہت بہتر جناب!"

اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔



عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے!

"کیا خبر ہے!"

"میں صفدر کا تعاقب کرتا رہا ہوں! لیکن اس کی دوڑ صرف مارتھا کے گھر تک رہتی ہے!"

"آج تم بہت زیادہ ہوشیار رہو گے! بلیک زیرو!"

"میں ہمیشہ ہی ہوشیار رہتا ہوں جناب!"

"صفدر پر نظر رکھو!.... جہاں بھی جائے برابر اس کا تعاقب کرتے رہو!"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب وہ کچھ دیر سکون سے بیٹھ کر صرف سوچنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا! پرائیویٹ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

اس نے ریسیور اٹھایا! دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔

"صدیقی کی رپورٹ ہے جناب!"

"خاموش مت ہوا کرو! میں بہت عدیم الفرصت رہتا ہوں!"

"اس نے ڈاکٹر گلبرٹ کو دیکھ لیا ہے۔ یہ ایک لمبا تڑنگا انگریز ہے اور چہرے پر بھوری ڈاڑھی رکھتا ہے!"

"پیشہ!"

"ڈاکٹر ہے! وہیں سول لائنز میں مطب کرتا ہے!"

"اس کے متعلق کوئی اہم اطلاع!"

"جی نہیں کوئی اہم اطلاع نہیں ہے! صدیقی نے اتنا ہی بتایا ہے!"

"اس دوران میں داور تو اس کے ساتھ نہیں دیکھا گیا!"

"جی نہیں!"

"داور کے متعلق کیا رپورٹ ہے!"

"ابھی تک کوئی خاص رپورٹ نہیں ملی! وہ یا تو ہوٹلوں میں نظر آتا ہے یا پھر اپنی کوٹھی میں ہی نظر آتا ہے!"

"پاگل لڑکی کی نگرانی اب کون کر رہا ہے!"

"نعمانی! اور اس نے بھی کوئی خاص رپورٹ نہیں دی۔ سوائے اس کے کہ وہ زیر علاج ہے! اور باہر سے دیکھنے کے لئے کوئی بھی نہیں آیا!"

"اور کچھ!"

"جی نہیں!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔



صفدر مارتھا کے فلیٹ والی عمارت سے تھوڑے فاصلے پر تھا! دن ختم ہو چکا تھا! تاریکی پھیل رہی تھی.... سڑکیں جگمگا اٹھی تھیں۔

مارتھا تقریباً سات بجے فلیٹ سے برآمد ہوئی وہ نیلے اسکرٹ میں تھی اور کافی دلکش نظر آ رہی تھی!

حسب دستور تعاقب شروع ہو گیا۔ صفدر اس تعاقب سے کچھ اکتا سا گیا تھا۔ کیونکہ ابھی تک

کوئی ایسی بات ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی جس کی بناء پر وہ اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ کر سکتا! بس ہوٹلوں کے پھیرے ہوتے رہتے اور وہ محسوس کرتا کہ مارتھا صادق کے گرد اپنا جال مضبوط کر رہی ہے! صرف اسی اتنی سی بات کی بناء پر وہ کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ مارتھا محض ایک پیشہ ور لڑکی ہی ثابت ہوتی! ایکس ٹو کا یہ خیال غلط ہوتا کہ وہ بھی اس قسم کی لڑکی ہے جیسی ہلدا تھی۔ گرینڈ میں داخل ہوتے وقت صفدر نے بہت بُرا سا منہ بنایا کیونکہ کئی دنوں کی ہوٹل گردی سے وہ تنگ آگیا تھا اور یہ تفریح گاہیں اسے بے حد بورنگ معلوم ہونے لگی تھیں۔

یہاں مارتھا کا نیا شکار صادق موجود تھا۔

"اُف فوہ! میں کتنی خوش ہوئی ہوں تمہیں دیکھ کر!" مارتھا اس کی میز کے قریب پہنچتی ہوئی بولی! "ڈر رہی تھی کہ کہیں تمہارا انتظار نہ کرنا پڑے!"

"ڈرنے کی کیا بات تھی!" صادق بے ڈھنگے انداز میں جھکا! "بیٹھو! بیٹھو!"

صفدر نے سوچا کہ وہ عورتوں کے معاملے میں بالکل ہی ڈیوٹ معلوم ہوتا ہے! وہ بالکل ایسے ہی انداز میں باچھیں پھاڑے ہوئے تھا! جیسے کسی پجاری کو بھگوان نے درشن دے دیئے ہوں اور اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ وہ آرتی اتارے یا قدموں پر سر رکھ دے!

"تم کیا جانو!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولی! "تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں تم سے کتنی محبت کرنے لگی ہوں....!"

"ہی ہی ہی....!" وہ بے ڈھنگے پن سے ہنس دیا!



"میں جانتی ہوں کہ اگر میرے ڈیڈی کو اس کا علم ہو جائے تو مجھے قتل کر دیں!"

"کیوں؟" صادق کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں!

"انہیں کالوں سے بڑی نفرت ہے!"

"میں کالا ہوں....!" صادق نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔ "ارے جاؤ.... ذرا میری رنگت تو دیکھو! میری رشتہ دار لڑکیاں مجھے مکھن میاں کہتی ہیں!"

"سنو تو سہی! تم بہت اچھے ہو! بہت پیارے ہو! دور سے کوئی قدیم یونانی دیوتا معلوم ہوتے

ہو.... مگر ہو تو آخر دیسی ہی!"

"پھر اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"ڈیڈی دیسی آدمیوں کو پسند نہیں کرتے!"

"مگر مجھے تمہارے ڈیڈی سے بڑی محبت ہے!"

"تم نے انہیں کب دیکھا ہے!"

"نہیں دیکھا تو کیا ہوا.... ان کے متعلق سوچا تو ہے.... آہا.... مارتھا کے ڈیڈی.... ڈارلنگ آف مائی ہارٹ ہنی آف مائی مون....!"

"یہ کیا بات ہوئی.... ہنی آف مائی مون!"

"ہنی مون یاد آگیا تھا! میں دراصل ہنی آف مائی ڈریمس کہنا چاہتا تھا۔!"

"آج ڈیڈی گھر پر نہیں ہیں! اس لئے تمہیں اپنے گھر لے چلوں گی!"

صفدر کے کان کھڑے ہوگئے! تذکرہ مارتھا کے ڈیڈی کا تھا.... وہ مارتھا جو ایک چھوٹے سے فلیٹ میں تنہا رہتی تھی اس وقت ایک ڈیڈی بھی پیدا کر بیٹھی تھی!

صادق اس تجویز سے بے حد خوش ہوا! اور پھر دونوں رات کا کھانا کھانے لگے۔

کھانے کے دوران میں مارتھا نے کہا تھا۔ "میں ایلمر ہاؤز میں رہتی ہوں!"

"ایلمر ہاؤز....!" صادق نے متحیرانہ انداز میں دہرایا۔ "وہ تو بڑی شاندار عمارت ہے!"

"ہاں! میں وہیں رہتی ہوں! مگر تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے؟"

"کچھ نہیں! میں نے سوچا تھا کہ میں تو اتنا مالدار نہیں ہوں کہ کوئی اتنی بڑی اور شاندار عمارت بنوا سکوں!"

"تمہاری عمارت میرا ننھا سا دل ہے! جہاں تم ہر وقت رہتے ہو!"

وہ پھر بے ڈھنگے پن سے ہنسا!

صفدر کو دونوں ہی پر غصہ آرہا تھا۔

کھانا ختم ہو گیا اور صفدر سوچنے لگا کہ اٹھو بھی جلدی سے مردود.... میں کئی راتوں سے ڈھنگ کی نیند کو ترس رہا ہوں.... ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی اسی وقت گہری نیند سو جائے۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس لڑکی کے معاملے میں بھی ایکس ٹو سے غلطی نہیں ہوئی۔



کیپٹن فیاض نے ایک طویل سسکاری لی اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔ اسے چار آدمیوں نے جکڑ رکھا تھا اور پانچواں اس کے انٹراوینس انجکشن دے رہا تھا.... ڈاڑھی والے انگریز کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

وہ قریب ہی کھڑا تھا۔

"تمہاری صحت بہت گر گئی ہے کیپٹن! اس لئے میں مجبور ہوں! میں نہیں چاہتا کہ دبلے ہو کر یہاں سے واپس جاؤ!"

"فیاض کچھ نہ بولا.... جیسے ہی سرنج کی سوئی باہر آئی وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے! لیکن وہ بے حس و حرکت کرسی پر پڑا رہا... وہ سچ مچ کافی نقاہت زدہ نظر آنے لگا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے نمایاں ہوگئے تھے اور شیو بڑھا ہوا تھا۔

انجکشن کے بعد جب وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اب ان سے ٹکرا ہی جائے حشر جو کچھ بھی ہو.... وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا! لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اپنے پیروں پر کھڑا بھی نہ ہو سکے گا! سارا جسم سنسناتا رہا اور پیروں میں تو بالکل ہی قوت نہیں رہ گئی تھی۔ ویسے حواس خمسہ پر یہ کیفیت اثر انداز نہیں ہوئی تھی! وہ سوچ سکتا تھا! اسے غصہ بھی آسکتا تھا.... وہ قہقہے بھی لگا سکتا تھا.... لیکن نہ جانے کیوں وہ اب خود کو پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ محسوس کرنے لگا تھا البتہ پہلے اس نے ڈاڑھی والے انگریز کو بُرا بھلا کہا تھا اور اسے چیلنج بھی کیا تھا لیکن اب اس میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ اس سے آنکھیں بھی ملا سکتا!

"تم اس وقت بالکل شیر کے بچے معلوم ہو رہے ہو!" انگریز نے قہقہہ لگایا۔

"میرا مذاق مت اڑاؤ.... تمہیں اس کے لئے پچھتانا پڑے گا۔" فیاض نے بدقت کہا۔

"اٹھاؤ.... اسے!" انگریز غرایا۔ فیاض نے خود ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا!

چار آدمیوں نے اسے اٹھایا اور پھر ایک آدمی نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دیئے! وہ اسے وہاں سے لے جا رہے تھے۔

فیاض کی روح لرز گئی۔ یہ تو وہی کمرہ تھا جہاں اس نے پچھلی رات اندھی لڑکی کا خوفناک

رقص دیکھا تھا۔ اس نے اس صوفے کی طرف دیکھا جس پر پچھلی رات اس نے شاہد کی چیخیں سنی تھیں! صوفے پر اس وقت بھی وہ رسی نظر آئی جس سے شاہد کو باندھا گیا تھا۔ اندھی لڑکی بھی اس کمرے میں موجود تھی! فیاض کو وہ کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا.... اس کا سر چکرا گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کبھی اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔ جتنا اس وقت ہو گیا تھا۔"

"صوفے پر گرا کر باندھ دو۔" انگریز نے غرا کر کہا۔

"نہیں.... نہیں....!" فیاض چیخا۔ "تم مجھے نہیں مار سکتے! ہرگز نہیں مار سکتے.... نہیں!"

وہ چیختا ہی رہ گیا! لیکن اس کے جسم میں اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ان کے اس کام میں دشواریاں ہی پیدا کر سکتا۔

اسے کسی بے بس بکری کی طرح صوفے پر گرا دیا گیا۔

اچانک اسی وقت مارتھا اور صادق کمرے میں داخل ہوئے۔

"اوہ.... ڈیڈی!" مارتھا خوفزدہ آواز میں بولی۔

"یہ کون ہے تیرے ساتھ؟" انگریز دہاڑا۔ فیاض کو گرا کر باندھنے والے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے! فیاض بے حس و حرکت پڑا ہوا آنے والوں کو گھور رہا تھا۔

"اوہ.... ڈیڈی.... یہ ہیں میرے دوست....!" مارتھا ہکلائی!

"خاموش رہو۔" انگریز نے گرج کر کہا۔ "کتنی بار تم کو منع کیا گیا ہے....!"

"یہ.... یہ.... اچھا آدمی ہے۔!"

"مجھے دیسی کتوں سے نفرت ہے!"

"میں آدمی ہوں مسٹر.... ذرا زبان سنبھال کے!" صادق نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پکڑ لو.... اسے بھی....!" انگریز نے اپنے آدمیوں کو للکارا۔ صادق نے بڑی پھرتی دکھائی لیکن اندازے کی غلطی کی بناء پر چھلانگ لگاتے وقت اس کا پیر ایک کرسی کے پائے سے الجھ گیا۔

بس اس کا گرنا تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ صادق چاروں طرف سے جکڑ لیا گیا.... مارتھا ہنس رہی تھی۔

"ارے تم ہنستی ہو!" صادق دانت پیس کر بولا۔

"پھر کیا کروں....! تم تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کوہ قاف پر لے جاؤ گے.... وہاں مجھ سے

شادی کرو گے!"

"ارے.... یہ کتے کا پلا تم سے شادی کی خواہش رکھتا ہے!"

"ہاں.... ڈیڈی.... ذرا دیکھو تو.... یہ کتے کا پلا!" مارتھا اٹھلائی۔

"بس تو پھر یہ بھی میرے غصے کا شکار ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو۔" انگریز بولا۔ پھر دفعتاً اس نے بلند آواز میں کہا۔ "کیپٹن موت کا ناچ شروع ہونے جا رہا ہے۔ اندھی لڑکی کا وار بہت کم خطا کرتا ہے۔ پچھلی رات تو تم آخری وار کا نظارہ کرنے کے لئے رکے ہی نہیں تھے۔ ورنہ اس اندھی آرٹسٹ کے کمال کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ خیر آج سہی۔ آج تو خود تمہیں ہی یہ وار سہنا ہے۔ آج تم اچھی طرح داد دے سکو گے!"

"نہیں نہیں! تم ایسا نہیں کر سکتے۔" فیاض خوفزدہ آواز میں چیخا اور پھر اسے اپنی بے بسی پر رونا آ گیا۔ وہ کمزور دل کا آدمی نہیں تھا۔ فوجی زندگی میں بڑے بڑے معرکے جھیلے تھے! پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں سینکڑوں بار موت کے منہ میں جانے سے بچا تھا! لیکن آج کا خوف.... ایسا خوف اسے پہلے کبھی نہیں محسوس ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی خود کو بے بس تصور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی.... پھر کیا تھا؟ کیا اسی انجکشن کا اثر جو کچھ دیر پہلے اسے دیا گیا تھا۔

"میں ایسے ویسی کتوں کو معاف کرنا پسند نہیں کرتا جو میری بیٹیوں کے چکر میں پڑیں!" انگریز کہہ رہا تھا۔ اچانک صادق نے فیاض کی طرف دیکھ کر مارتھا سے کہا۔ "کیا یہ حضرت بھی تمہارے عاشقوں میں سے ہیں!"

"بد تمیز لڑکے خاموش رہو۔" انگریز دہاڑا۔ "تمہاری موت ہی تمہیں یہاں لائی ہے۔"

"کیا یہ خوبصورت لڑکی موت ہے!" صادق نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"چپ رہو۔!" پھر وہ گرجا۔ "موت کا ناچ دیکھو۔ یہ اندھی لڑکی بہت اچھا ناچتی ہے۔"

"میرے پاپا کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔" صادق بڑبڑایا۔

"مگر یہ لڑکی موت ہے! نفرت ہے!" انگریز نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "یہ ناچتے ناچتے ٹھیک اس کے دل کے مقام پر خنجر پیوست کر دے گی! غور سے دیکھو! اور اس اندھی لڑکی کے کمال کی داد دو! اور کل تمہارا بھی یہی حشر ہو گا! تمہیں یہ اندھی محبت تمہارے گھر پہنچا دے گی۔"

گراموفون پر ریکارڈ بجنے لگا اور اندھی لڑکی خنجر چمکاتی ہوئی ناچنے لگی۔

کیپٹن فیاض اس طرح چیخنے لگا جیسے اس پر "نہیں نہیں" کا دورہ پڑ گیا ہو! لڑکی ناچتی رہی.... اور انگریز چیختا رہا.... "کیپٹن فیاض.... خاموش رہو.... فن کی قدر کرنا سیکھو۔ دہقان نہ بنو....! اس لڑکی نے بڑی محنت سے یہ کمال حاصل کیا ہے اس کا دل نہ توڑو.... لڑکی اگر تیسرے وار میں خنجر اس کے دل میں پیوست نہ ہوا تو یہی تمہارے سینے میں اتار دیا جائے گا۔ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو!"

لڑکی کچھ کہے بغیر ناچتی رہی اور فیاض دیوانوں کی طرح چیختا رہا اور پھر یک بیک خاموش ہو گیا۔

"کھچاک" کی آواز کے ساتھ خنجر اس کے سر کے قریب صوفے میں پیوست ہو گیا تھا۔ جیسے ہی لڑکی نے دوبارہ خنجر کھینچ کر ناچنا شروع کیا وہ پھر چیخنے لگا۔

صادق حیرت سے آنکھیں پھاڑے تماشا دیکھ رہا تھا۔ مارتھا اب وہاں موجود نہیں تھی۔

اچانک صادق نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا! آواز اتنی بلند تھی کہ تیز ترین موسیقی پر بھی حاوی ہو گئی۔ فیاض چیختے چیختے خاموش ہو گیا اور انگریز بھی اسے گھورنے لگا۔ مگر اس کا قہقہہ تھا کہ طویل ہی ہوتا جا رہا تھا۔ اتنی لمبی سانس کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکی! قہقہہ کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

"خاموش رہو.... خاموش رہو۔" انگریز چیخا۔ لیکن قہقہہ نہ رکا.... دفعتاً ریکارڈ ختم ہو گیا اور پھر تو سناٹے میں یہ قہقہہ بہت زیادہ بھیانک معلوم ہونے لگا! ریکارڈ دوبارہ نہیں لگایا گیا۔ اندھی لڑکی بھی رک گئی تھی۔

"خاموش رہو.... خاموش رہو۔" انگریز پھر دہاڑا.... اور پھر وہ لوگ بھی اسے جھنجھوڑ کر خاموش کرنے کی کوشش کرنے لگے، جو اسے پکڑے ہوئے تھے۔

دفعتاً صادق تڑپ کر ان کی گرفت سے آزاد ہو گیا! وہ لوگ دراصل اسی قہقہے کے جال میں پھنس کر غافل ہو گئے تھے۔

صادق کی لات اس آدمی کے سینے پر پڑی، جو سب سے پہلے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو۔ اس کے پیر زمین پر لگتے ہوئے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔ بس ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ صرف ان کے سینوں پر ہی پڑ رہے ہوں! اندھی لڑکی چیخ مار کر ایک جانب لڑھک گئی۔ کیونکہ اس بار کے سپاٹے میں صادق نے اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا تھا۔

یک بیک صادق اسی طرح اچھلتا کودتا اور انہیں لاتیں رسید کرتا ہوا بولا۔ "یہ دیکھو بیٹو.... یہ ہے موت کا ناچ.... اگر ہمت ہو تو مجھے ناچنے سے روک دو۔"

فیاض بُری طرح چونکا! کیونکہ اس بار صادق کی آواز بدلی ہوئی تھی! ہو سکتا ہے ان لوگوں میں سے ایک آدھ کے پاس پستول یا ریوالور بھی رہے ہوں! لیکن انہیں اتنا ہوش نہیں تھا کہ وہ ان کے استعمال کے متعلق سوچ سکتے۔

"صفدر.... ! بلا ضرورت دخل نہ دینا!" صادق نے چیخ کر کہا اور کیپٹن فیاض حلق پھاڑ کر چیخا "عمران"

"میں انہیں موت کا اصل ناچ دکھا رہا ہوں سوپر فیاض!" عمران نے اسی طرح اچھل اچھل کر لاتیں چلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ.... پکڑو اسے!" یک بیک انگریز دہاڑا۔ پھر عمران نے اس کی جیب سے ریوالور بھی برآمد ہوتے دیکھا۔ لیکن دوسرے لمحے میں عمران کی لات اس کے منہ پر پڑی اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔ ریوالور اچھل کر دور جا پڑا جسے ایک آدمی نے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر عمران بجلی کی سی سرعت سے اس پر جا پڑا۔ اس بار اس کا خنجر والا ہاتھ بھی چلا تھا۔ اس آدمی نے چیخ مار کر زمین پکڑ لی۔

"ڈاکٹر گلبرٹ!" عمران اسی طرح اچھلتا ہوا بولا۔ "تم میرے کمال کی داد نہیں دے رہے! دہقان نہ بنو بلکہ فن کی قدر کرنا سیکھو! ورنہ میں اسی طرح ناچتے ناچتے یہیں فنا ہو جاؤں گا۔"

ایک بار عمران چوک ہی گیا اور اس کی ٹانگ ڈاکٹر گلبرٹ کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ فرش پر ڈھیر ہو گیا اور ڈاکٹر گلبرٹ سمیت پانچ آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"مار ڈالو.... مار ڈالو....!" گلبرٹ غرا رہا تھا۔

"عمران میں بالکل بے بس ہوں.... مفلوج کر دیا گیا ہوں!" کیپٹن فیاض نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

"پرواہ نہ کرو!" عمران کا جواب تھا۔

وہ لوگ حقیقتاً نروس ہو گئے تھے اس لئے عمران پر گرتے وقت انہیں خیال نہیں رہ گیا تھا کہ ابھی عمران کے داہنے ہاتھ میں خنجر موجود ہے! وہ تو انہیں اس وقت ہوش آیا جب ان کا ایک آدمی دونوں ہاتھوں سے پیٹ دبائے ہوئے بھینسوں کی طرح ڈکرا کر بائیں جانب لڑھک گیا۔ ان

کی بوکھلاہٹ کی معراج تو یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھی کا حشر دیکھ کر عمران سے خنجر چھیننے کی بجائے اسے چھوڑ کر ہٹ گئے! اور اس کی پہل ڈاکٹر گلبرٹ ہی سے ہوئی تھی! وہ ویسے بھی لڑائی بھڑائی والا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

اس بار ان کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی اس نے اس ریوالور پر قبضہ جما لیا جو ڈاکٹر گلبرٹ کی جیب سے برآمد ہوا تھا۔

"تم سب اپنے ہاتھ اٹھا دو۔" عمران نے پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا اور اب اس نے اپنا موت کا ناچ بھی روک دیا تھا۔

فیاض نے کراہ کر کروٹ لینے کی کوشش کی لیکن بندش ڈھیلی نہیں تھی! اس لئے اس میں کامیابی کا سوال نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

"کیا تم لوگوں نے سنا نہیں!" عمران نے گرج کر کہا اور انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!



دوسرے دن ڈاکٹر گلبرٹ! رحمان صاحب کے آفس میں لایا گیا! اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں!

عمران بھی موجود تھا اور فیاض ایک اپاہجوں والی پہیئے دار کرسی پر لایا گیا تھا! ڈاکٹر گلبرٹ کے چہرے پر پریشانی ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔

اس نے رحمان صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم لوگ جاہل ہو! میں نے ایک بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے!"

"ہم لوگ تو ازلی جاہل ہیں! لیکن تم اس کی پرواہ نہ کرو!" عمران بول پڑا۔

"میں ایک ایسا تجربہ کر رہا تھا جس سے مستقبل کی دنیا بڑی شاندار اور پُر امن بن سکتی!"

"کیا تجربہ!" رحمان صاحب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"یہ بات تم جیسے حقیر آدمیوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ویسے مجھے یہ بتاؤ کہ میری وجہ سے کتنی جانیں ضائع ہوئی ہیں!"

"تین!"

"اور اس کے لئے تم مجھے پھانسی کے تختے تک لے جانا چاہتے ہو!" ڈاکٹر گلبرٹ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے!"

"کوشش کرو!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہاں کے ایک دریا پر ایک پُل دیکھا تھا۔"

"ضرور دیکھا ہوگا! کیونکہ تم اس لڑکی کی طرح اندھے نہیں ہو!" عمران نے کہا۔

"پوری بات سنو!" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔

"سناؤ!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"اس پل پر ایک یادگار بھی نظر آئی تھی جس پر تحریر تھا! ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے اپنی جانیں دے کر اس پل کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے تجربے میں ضائع ہونے والوں کی یادگار بناؤ اور اس پر لکھو۔ ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے انسانیت کا مستقبل سنوارنے کے سلسلے میں اپنی جانیں دی ہیں اور انہیں جس نے استعمال کیا تھا اسے بھی ہم سلام کرتے ہیں!"

"سلام کرو سوپر فیاض!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم خاموش رہو۔" رحمان صاحب نے اسے ڈانٹا اور وہ مسکین سی صورت بنا کر رہ گیا۔

"اس آدمی کو یہاں سے ہٹا دو! ورنہ میں اپنے سر پر ہتھکڑیاں مار لوں گا۔" ڈاکٹر گلبرٹ عمران کو گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔

"تم اپنا بیان جاری رکھو وہ اب نہیں بولے گا۔" رحمان صاحب بولے۔

"میں نے میڈیکل سائنس میں اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے!"

"ارے کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے!" رحمان صاحب بھی جھنجھلا گئے!

"اسے میرے حوالے کر دیجئے جناب!" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"بیکار باتیں نہ کرو!" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر گلبرٹ سے بولے۔

"یہ بتاؤ کہ میرے محکمے کا وہ آفیسر شاہد کیسے ٹھیک ہوگا۔"

"بس ایک سال بعد وہ ممی کو ممی اور پاپا کو پاپا کہنے لگے گا؟"

"کیا مطلب؟"

"یہ سمجھ لو کہ وہ بالکل دوبارہ پیدا ہوا ہے اپنی پچھلی زندگی اسے کبھی نہ یاد آسکے گی! وہ بالکل اسی طرح آہستہ آہستہ شعور و ادراک حاصل کرے گا! جیسے نوزائیدہ بچے کرتے ہیں اور اسے بھی یاد رکھو کہ اس کی جتنی بھی عمر ہے اتنی ہی اس کی زندگی اور بڑھ گئی ہے!"

"اس سے تمہارا کیا مقصد ہے؟"

"آدمی کی شخصیت بدل دینا! لاؤ میرے پاس بڑے سے بڑا عادی مجرم لاؤ! میں اسے ایک نوزائیدہ بچہ بنادوں گا۔ پھر جس راستے پر چاہو اسے لگادو۔ اسی پر چل نکلے گا! اور اپنی زندگی اسے کبھی نہ یاد آئے گی! کیا اس طرح دنیا کے بہت بُرے آدمی اچھے نہیں بن سکتے!"

"یار تم نے وہیں کیوں نہیں بتایا تھا!" عمران نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "ورنہ میں سوپر فیاض کی جگہ خود کو پیش کر دیتا۔!" عمران پھر بول پڑا۔

لیکن ڈاکٹر گلبرٹ اس کی پرواہ کئے بغیر کہتا رہا۔ "آج تم مجھے پھانسی دے دو۔ لیکن کل کی دنیا تمہارے نام پر تھوکے گی!"

"یہ سارا قصور تمہاری بکرا اسٹائل ڈاڑھی کا ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا مگر گلبرٹ اب بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

"دو لاشوں کے پھٹ جانے کی ذمہ داری پولیس پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان لاشوں کو ہاتھ نہ لگایا جاتا تو وہ کبھی نہ پھٹتیں!"

"مگر دوسری لاش کو تو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا!" رحمان صاحب بولے۔

"دراصل لاشوں پر سایہ نہ پڑنا چاہئے! کسی چیز کا سایہ بھی انہیں تباہ کر سکتا ہے۔ تم یوں نہیں سمجھو گے! وضاحت کرنی پڑے گی۔ جس پر بھی تجربہ کیا گیا ہے پہلے اس کے قلب کی حرکت بند کی جاتی ہے۔ اور پھر اسے برہنہ کر کے کسی ایسی جگہ دھوپ میں ڈال دیا جاتا ہے جہاں اس پر صرف دھوئیں کا سایہ پڑ سکے یعنی اس پر پڑنے والی سورج کی شعاعیں دھوئیں سے گذر کر اس کے جسم کے کسی حصے پر پڑیں۔ اسی لئے میں نے اس کام کے لئے مل ایریا کو منتخب کیا تھا۔!"

عمران نے فیاض کو گھور کر دیکھا!

"کیپٹن فیاض کو میں نے اسی لئے پکڑا تھا کہ کم از کم ایک تجربہ تو کامیاب ہو جائے! صرف

پولیس ہی لوگوں کو لاش کے قریب جانے سے روک سکتی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو انسپکٹر شاہد کے بھی پرخچے اڑ گئے ہوتے! پھر میں نے اس تجربہ کے لئے کیپٹن فیاض کو منتخب کیا! لیکن بہر حال مجھے شکست ہو گئی!"

"تم بہر حال قاتل ہو!" رحمان صاحب نے کہا۔ "اگر تم بذاتِ خود اس معاملے میں نہیں ہو تو یہ قتل تمہاری ہی ایماء پر ہوئے ہیں! اور وہ اندھی لڑکی!"

"اندھی لڑکی نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا!" گلبرٹ بولا۔

"تم جھوٹے ہو!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تمہیں شاہد کے جسم پر زخم کا نشان دکھانا پڑے گا۔"

"زخم کا نشان تو نہیں ہے!" رحمان صاحب نے سر ہلا کر کہا۔

"اگر ہوتا تو تمہارے بیان کے مطابق دل ہی کے مقام پر ہوتا لیکن شاہد کا جسم بالکل بے داغ ہے!"

"وہ لڑکی اندھی نہیں ہے! بلکہ اندھے پن کی بہترین ایکٹنگ کرتی ہے! میں اس ڈرامے کا مقصد بھی واضح کئے دیتا ہوں! دراصل قلب کی حرکت خوف کے مارے خود بخود بند ہو جاتی ہے کیونکہ یہ تجربہ کسی ایسے ہی آدمی پر کیا جاتا ہے جس کی موت قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہو! سب سے پہلے ایسے آدمی کو ایک انجکشن دیا جاتا ہے۔ اس انجکشن کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے معمولی سا خوف بھی کوئی بھیانک شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگ سہم کر خود بخود مر جاتے ہیں! شاہد تیسرے وار سے پہلے ہی مر گیا تھا۔"

"کیپٹن فیاض کو وہ منظر اسی لئے دکھایا گیا تھا کہ وہ پہلے ہی سے خوفزدہ ہو جائے تاکہ عین وقت پر آسانی سے ہارٹ فیل ہو سکے!"

"فیاض بیٹھا دانت پیس رہا تھا اور عمران کبھی کبھی رحمان صاحب کی نظریں بچا کر اسے منہ چڑھا دیتا تھا۔"

"مگر لاشیں پھٹ کیوں جاتی ہیں!" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"کیونکہ وہ ادویاتی اجزاء جو اس کی کایا پلٹ کر کے لاش کے جسم میں پہنچائے جاتے ہیں دھوئیں کی پرچھائیں کے علاوہ اور کسی قسم کا سایہ نہیں برداشت کر سکتے! اگر کوئی دوسرا سایہ

پڑ گیا تو بم ہی کا سا انفجار ہوتا ہے اور آس پاس کی چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی آدمی اس کے قریب ہو تو اس کے بھی چیتھڑے اڑ جاتے ہیں۔ دراصل دھوئیں کا سایہ ہی ان ادویات کو دوبارہ حرکت قلب جاری کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دوسری لاش پر ایمبولینس گاڑی کا سایہ پڑ گیا تھا اس لئے اس کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ میں کہتا ہوں مجھے میرے ملک کے سفیر کے حوالے کر دو! تم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ میں کیا ہوں!"

"باگڑ بلے!" عمران بچوں کے سے انداز میں ہنسا اور کیپٹن فیاض کو آنکھ ماری!

"کیا؟" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔

"کچھ نہیں! میں نے کہا کہ اب تم اس کا فارمولا مجھے بتا دو!"

"میں قوم کے سارے بڑے لیڈروں کو دوبارہ پیدا کر کے از سر نو قوم کی مرمت کرانا چاہتا ہوں! اگر ایک آدھ پولیس والا دوبارہ پیدا ہو گیا تو اس سے کیا ہوتا ہے!"

"عمران خاموش بیٹھو....! یا چلے جاؤ!" رحمان صاحب نے پھر اسے ڈانٹا!

عمران نے مضبوطی سے ہونٹ بند کر لئے!

"وہ لڑکی ہلدا اب کیسے ٹھیک ہو سکے گی!"

"اسے دنیا کی کوئی قوت دوبارہ صحیح الدماغ نہیں بنا سکتی! اسے محض اس خیال سے پاگل بنا دیا گیا تھا کہ پولیس ہماری راہ پر نہ لگنے پائے اور ہم کسی صورت سے اپنے تجربے کو کامیاب بنا لیں!"

"کیپٹن فیاض کی حالت بھی بہتر نہیں ہے!" رحمان صاحب نے کہا۔

"وہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے! لیکن کم از کم ایک ہفتہ ضرور آرام کرنا چاہئے!"

"ڈاکٹر گلبرٹ نہ تو خائف نظر آتا تھا اور نہ اس کے چہرے پر جذباتی انتشار ہی کے نشان پائے جاتے تھے! انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی بہت بڑا آدمی کسی پریس کانفرنس سے مخاطب ہو۔

وہ کہہ رہا تھا! "میں انسانیت کا محسن ہوں! میری قدر کرو۔ مجھے سر پر بٹھاؤ!"

"میں تمہیں بیل کے سر پر بٹھا سکتا ہوں!" عمران نے کہا۔ "کیونکہ تم انسانیت کے دشمن ہو! تمہارے فرشتے بھی اس طرح انسانیت کی کایا پلٹ نہیں سکتے! کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی آدمی کی کایا پلٹ کرنے کے بعد تم نے اس کے تدریجی نشو و نما کا جائزہ لیا ہو!"

"نہیں ابھی نہیں!"

"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دوبارہ اسکی ذہنی نشوونما تمہارے اندازے کے مطابق ہی ہوگی! ہو سکتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگے! اور ساری زندگی بھونکتا ہی رہے!"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا!"

"تم دیوانے ہو....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "تمہیں ہوش مند سمجھنا بھی دیوانگی ہی کہلائے گی!"

"بکواس مت کرو.... تم لوگ ابھی کنوئیں کے مینڈکوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے!"

"یہی وجہ ہے کہ ہم اب تک وحشت اور دیوانگی کی حدود میں داخل نہیں ہوئے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ گیا۔



باہر نکل کر وہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ صفدر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"واہ.... استاد!" اس نے کہا! "کمال ہی کر دیا آپ نے، جب خود یہ سب کچھ کر رہے تھے تو پھر مجھے بور کرنے کی کیا ضرورت تھی! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ صادق آپ ہی ہوں گے!"

"بور کیا تھا! تمہارے چوہے ایکس ٹو نے۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ....!"

"یہ آپ نہیں کہہ سکتے! کیونکہ آپ نے پچھلی رات مجھے آواز دے کر کہا تھا کہ میں بلا ضرورت مداخلت نہ کروں!"

"ارے ہاں.... میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں اپنا تعاقب کرتے دیکھا تھا.... مگر میں تو سمجھا تھا کہ شاید تمہیں بھی وہ لڑکی پسند آگئی ہے!"

"عمران صاحب مجھے بیوقوف نہ بنایا کیجئے! اُف فوہ! کل رات کی اچھل کود! میرا تو سر چکرا گیا تھا! آپ کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔!"

"اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ بھنگ ایک بہت واہیات نشہ ہے!"

"کیا مطلب!"

"پچھلی رات کسی نے مجھے بھنگ پلائی تھی!"

صفدر ہنسنے لگا! اور عمران نے ایسی شکل بنائی جیسے اسے پچھلی رات بھنگ پی لینے پر بے حد شرمندگی ہو! پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "یہ ایکس ٹو بڑا خطرناک ہے!"

"کیوں؟"

"کل وہ خود بھی ایلمر ہاؤز میں موجود تھا۔!"

"ہاں میرا خیال ہے کہ میں نے بھی اس کی جھلک دیکھی تھی۔ وہ سیاہ سوٹ میں تھا اور اس کے چہرے پر سیاہ نقاب موجود تھا! مگر عمران صاحب یہ قصہ کیا ہے!"

عمران نے اسے مختصر بتانے کی کوشش کی!

"مگر مقصد کیا تھا؟" صفدر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... بس دیوانگی! یار یہ آدمی خود کو اشرف المخلوقات کہتا ہے مگر میرا خیال ہے وہ گدھوں سے زیادہ اونچا نہیں ہے! بلکہ میرا خیال ہے کہ گدھوں سے بھی بدتر ہے!"

"کیوں؟"

"گدھے کبھی گدھے پن کی حدود سے تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کرتے! مگر آدمی خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کرتا رہتا ہے کوئی صاحب کیچوؤں کے پیچھے پڑ گئے ہیں! کوئی صاحب چیونٹیوں کا شجرہ نسب جاننے کی فکر مین ہیں! کوئی صاحب پرندوں سے رسم وراہ پیدا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں! اب ایک صاحب اٹھے تھے کہ آدمی ہی کی کایا پلٹ کر کے رکھ دیں!"

"کام واقعی شاندار تھا عمران صاحب!" صفدر نے کہا۔

"بشرطیکہ اسے قانون کی حمایت حاصل ہو جاتی دوبارہ اس طرح حرکت قلب جاری کرنا کہ آدمی کی شخصیت ہی بدل جائے! لیکن جو تین جانیں ضائع ہو گئیں اسے کس کھاتے میں ڈالو گے!"

"کاش اسے قانون کی حمایت حاصل ہوتی!" صفدر نے کہا۔

"ایسی دیوانگیوں کو بعض اوقات قانون کی بھی حمایت حاصل ہو جاتی ہے! خطرناک ایجادات کے سلسلے میں نہ جانے کتنی جانیں ضائع ہو جاتیں ہیں اور یہ قوانین ہی کے سائے میں ہوتا ہے۔ پچھلی جنگ عظیم کو مختلف ممالک کے قوانین کی ہی حمایت حاصل تھی۔ قوانین ہی کے سائے

تلے لاکھوں آدمیوں کی لاشوں پر فتح کے جشن برپا کیئے گئے تھے.... اور کتنی مثالیں دوں!"

دفعتاً عمران چلتے چلتے رک گیا۔ صفدر بھی رکا...؟ اور عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں سڑک پر ناچنا شروع کر دوں!"

"اگر آپ ایسا کر بیٹھے تو میں اسے دیوانگی کہوں گا۔ عمران صاحب!"

"تم دیوانوں کی سی باتیں کر رہے ہو صفدر! اگر تمہیں دنیا میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کرنا۔ میں اسے کسی عجائب گھر میں رکھوا دوں گا تاکہ دیوانے اسے دیکھ کر محظوظ ہو سکیں! اگر میں اس سڑک پر ناچنا شروع کر دوں تو تم مجھے دیوانہ کہو گے لیکن لاشوں پر ناچنے والے سورما کہلاتے ہیں! انہیں اعزاز ملتے ہیں! ان کی چھاتیاں تمغوں سے سجائی جاتی ہیں۔

"بھاگو صفدر.... میں ناچنے جا رہا ہوں.... بھاگو ورنہ میرے ساتھ تم بھی پکڑ کر بند کر دیئے جاؤ گے۔"

"بھاگو....!"

ڈاکٹر گلبرٹ پر مقدمہ چل رہا ہے.... دوسری طرف اس کے ملک کی حکومت کوشاں ہے کہ اسے اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس کی موافقت میں بین الاقوامی رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے.... اس کے اس کارنامے کے متعلق اس کے ملک میں بڑے بڑے اونچے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ بڑی پُر مغز تقریریں کی جا رہی ہیں۔ اور عمران صفدر سے کہتا ہے کہ اگر تمہیں دنیا میں ایک بھی ہوشمند آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کر دینا۔

﴿ختم شد﴾

عمران سیریز نمبر 29

گیند کی تباہ کاری

(مکمل ناول)

پیشرس

گیند کی تباہ کاری کافی تاخیر سے آپ تک پہنچ رہا ہے! اس تاخیر کا باعث جاسوسی دنیا کا ڈائمنڈ جوبلی نمبر بنا تھا جوبلی نمبر کی اشاعت میں تاخیر ہوئی تھی اس لئے عمران سیریز کے اس ناول پر بھی اثر پڑنا لازمی تھا اور دیکھئے کب تک ان بگڑے ہوئے حالات پر قابو پانے میں کامیاب ہوتا ہوں۔ بہرحال اپنی انتہائی کوشش اس مسئلہ پر صرف کررہا ہوں کہ ان دونوں سلسلوں کی کتابیں پھر کسی تاخیر کے بغیر آپ تک پہنچنے لگیں۔

جاسوسی دنیا کا جوبلی نمبر "زمین کے بادل" پسند بھی کیا گیا اور ناپسند بھی! اس اختلاف کی وجہ کہانی نہیں بلکہ فریدی اور عمران ہیں۔

کہانی کی دلچسپی پر حرف نہیں آیا۔ پس ستم یہ ہوگیا کہ بیچارہ عمران ایک موقعے پر گیس پروف نہیں بن سکا تھا۔ فریدی صاحب بازی مار لے گئے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ فریدی سے دُبلا پڑتا ہے۔ یہ تو کہانی کا ایک موڑ تھا جسے اتفاقات نے جنم دیا تھا۔ ان سبھوں کا تاریک وادی میں داخل ہوجانا بھی محض اتفاق تھا۔ اگر یہ اتفاق پیش نہ آتا تو آپ جانتے ہیں کیا ہوتا۔ انہیں تاریک وادی تک پہنچانے کے لئے کم از کم ڈیڑھ ہزار صفحات کی ضرورت پیش آتی۔ پھر زیرو لینڈ کا مسئلہ تو بہت بڑا تھا۔

عمران کے چاہنے والوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ زیرو لینڈ کا کیس سو فیصدی عمران کا ہے اگر کبھی اسے پیش کرنے کی نوبت آئی تو دیکھئے گا۔

زیر نظر کہانی "گیند کی تباہ کاری" بھی ایک نئے انداز کی کہانی ہے! اسے بھی آپ پچھلی تمام کہانیوں سے مختلف پائیں گے، عمران نے بالکل ہی اچھوتے انداز میں اپنی ذہانت و فطانت کے جوہر دکھائے ہیں۔

اگر آپ مجھ سے اچھی کہانیاں چاہتے ہیں تو مجھے مشورے دینا بند کردیجئے۔ صرف میری خامیوں سے آگاہ کرتے رہئے۔ آپ کے مشورے بعض اوقات مجھے غلط راستوں پر بھی ڈال دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کہانی نہ آپ کو پسند آتی ہے اور نہ مجھے! لہٰذا آپ مجھے مشوروں سے معاف رکھئے اور مجھے اسی طرح لکھنے دیجئے۔ جیسے میں پہلے لکھتا رہا ہوں اور آپ بے تحاشہ پسند کرتے رہے ہیں۔

ابن صفی

۳۰/ مئی ۱۹۵۸ء

سوئمنگ پول پر بہت بھیڑ تھی! روز ہی ہوتی تھی! کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اگر والگا ہوٹل میں غوطہ خور لڑکیاں ملازم نہ ہوتیں تو شاید ہی کوئی ادھر کا رخ بھی کرتا! مگر صفدر عمران کے متعلق یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ اس نے اسی لئے اس ہوٹل میں قیام کیا ہوگا! وہ جانتا تھا کہ عمران کو لڑکیوں سے کبھی اتنی دلچسپی نہیں رہی کہ وہ انہیں غسل کے لباس میں دیکھنے کے شوق میں خود بھی لنگوٹی لگا کر پول کے کنارے آبیٹھے گا۔ لنگوٹی کا لطیفہ بھی دلچسپ تھا جس دن وہ یہاں آئے تھے اسی دن عمران نے بازار سے سرخ رنگ کی ایک لنگوٹی خریدی تھی! صفدر نے اس پر حیرت ظاہر کی تھی اور عمران نے کہا تھا کہ وہ سوٹ پہن کر نہیں نہا سکے گا۔ صفدر نے مشورہ دیا کہ وہ سوئمنگ ڈریس خریدے.... خواہ مخواہ تماشا بننے سے کیا فائدہ؟ اس پر عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تھا کہ وہ اسی طرح نہائے گا جیسے اس کے باپ دادا نہاتے آئے ہیں!

دوسرے ہی دن عمران وہی لال لنگوٹ لگائے ہوئے پول کے کنارے پہنچ گیا تھا! سینکڑوں آنکھیں متحیرانہ انداز میں اس کی طرف اٹھی تھیں لوگوں نے آوازے کسے تھے اور صفدر اس کے پاس سے کھسکتا ہوا دور نکل گیا تھا.... مگر اتنی دور بھی نہیں کہ عمران کی حماقتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتا۔

لوگ ہنس رہے تھے اور آوازے کس رہے تھے لیکن عمران ان سب سے بے نیاز کنارے کھڑا گویا سوچ رہا تھا کہ پانی میں اترے یا نہ اترے....! چہرہ گاؤدیوں اور گھامڑوں کا سا بنا رکھا تھا۔ مارچ کی شروعات ہو چکی تھیں لیکن ابھی پانی میں کافی ٹھنڈک رہتی تھی۔ عمران نے پانی

میں چھلانگ لگائی تھی اور پھر اس طرح بوکھلا کر باہر نکل آیا تھا جیسے کسی مگرمچھ نے تعاقب کیا ہو۔ پھر وہ کنارے پر اکڑوں بیٹھ کر کسی سردی کھائے ہوئے بکری کے بچے کی طرح کانپنے لگا تھا۔ اس پر اور زیادہ قہقہے بلند ہوئے تھے۔ لیکن عمران کے انداز سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اپنے گردوپیش کی خبر ہو! پھر وہ شیطان کی طرح سارے ہوٹل میں مشہور ہو گیا تھا۔

صفدر اور عمران محض تفریح کی غرض سے سردار گڈھ آئے تھے! تفریح کی ضرورت یوں محسوس ہوئی تھی کہ تاریک وادی کے دل ہلا دینے والے سفر نے انہیں کم از کم ذہنی فرار کی طرف تو مائل ہی کر دیا تھا۔ حالانکہ اسی ذہنی فرار کے لئے بھی انہیں تھوڑا سفر برداشت کرنا پڑا تھا۔ ویسے خود صفدر نے اس سفر کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ عمران ہی نے اُسے مجبور کیا تھا! اور صفدر کی دانست میں اس کی سفارش پر اس کی چھٹی بھی ایکس ٹو نے منظور کر لی تھی۔

یہ سب کچھ اس کے لئے قطعی تکلیف دہ ثابت نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی چلتے پھرتے رہنے کا قائل تھا! مصیبت تو دراصل عمران کی لال لنگوٹی تھی! اور اس وقت اس لنگوٹی پر سبز رنگ کی فلٹ ہیٹ کا بھی اضافہ ہو گیا۔ اس پر سے عمران کی اکڑوں بیٹھنے کا انداز.... ایک ہاتھ سے اس نے صفدر کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ صفدر اس کے پاس سے ہٹنے نہ پائے۔ دوسری طرف صفدر کا بُرا حال تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنی ٹانگ چھڑا لے ساتھ ہی اُسے اس کا بھی خیال تھا کہ لوگوں کی نظر اس ٹانگ پر نہ پڑنے پائے جسے عمران نے پکڑ رکھا تھا۔ اس لئے اس نے اس ٹانگ پر ڈریسنگ گاؤن ڈال لیا تھا۔

"عمران صاحب! اب مجھے غصہ آجائے گا۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"مگر غصہ اتارو گے کس پر۔ تمہارے تو بیوی بچے بھی نہیں ہیں!" عمران متحیرانہ لہجے میں بولا۔

"آخر.... اس سے کیا فائدہ؟"

"فائدہ تو کچھ بھی نہیں ہے! مگر تم مجھ سے دور بیٹھ کر کیا کرو گے!"

"اچھا تو ہیٹ ہی اتار دیجئے۔"

"شریف آدمیوں کو لنگوٹی میں بھی شریف ہی نظر آنا چاہئے۔ اسلئے میں ہیٹ نہیں اتار سکتا۔"

صفدر نے سوچا کہ اب جلی کٹی پر اتر آنا چاہئے۔ ممکن ہے اسی طرح پیچھا چھوٹ جائے لہٰذا اس نے کہا۔ "دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا یہ طریقہ بہت بچگانہ ہے عمران صاحب!"

"عادت بُری بلا ہے۔ میں مجبور ہوں مسٹر صفدر!"

"پھر آپ ہی چھٹکارے کی کوئی تدبیر بتایئے!" صفدر نے بے بسی سے کہا۔

"چھٹکارے کی صورت!" عمران آہستہ سے بولا! اور پھر بے حد مغموم نظر آنے لگا۔ جب اسکی صورت پر حماقت طاری ہو۔ مغموم ہو جانے کا انداز ایسا ہی ہوتا تھا جیسے وہ کوئی کثیر العیال بیوہ ہو۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "چھٹکارا ممکن ہے مگر اس کے لئے تمہیں بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے! کوہ ندا کے آگے ایک صحرائے عظیم ہے کہ جس کی طرف دیکھنے سے پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں! تو عزیز بیچ اس صحرا کے ایک عظیم الشان گنبد پلاسٹک کا ہے، جو مثل گراموفون کے ریکارڈر کے تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اور چوٹی پر اس گنبد گرداں کے ایک طائر خوش الحان کہ نطفے سے بلبل ہزار داستان کے ہے بیٹھا و مبدم گاتا رہتا ہے۔

مار کٹاری مر جانا پے انکھیاں نا لڑانا.... تا

پس تمہیں لازم ہے کہ ایک تیر تاک کر ایسا مارو کہ اس پرندے کی دم پر پڑے۔ اگر دم پر نہ پڑا تو پلٹ کر تمہاری ناک پر پڑے گا اور تم دائمی نزلے میں مبتلا ہو جاؤ گے! اگر اس طائر خوشنوا کی دم ہی پر پڑا تو وہ طائر جل کر راکھ ہو جائے گا اور اُدھر تمہاری ٹانگ بھی چھوٹے گی.... ورنہ.... میں نہیں جانتا کہ کب تک پھنسی رہے۔"

عمران خاموش ہو گیا! صفدر بُرا سا منہ بنائے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ آخر اس نے بھی سوچا کہ اب خاموشی ہی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ جتنی وہ پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے گا اتنی ہی گردن پھنستی جائے گی۔ وہ عمران کو بحری ہزار پاسے کم نہیں سمجھتا تھا۔

پول میں تیرنے والوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی.... یہ پول دو حصوں میں منقسم تھا ایک حصے میں لوگ تیرتے تھے اور دوسرا حصہ صرف ڈائیو کرنے والوں کے لئے مخصوص تھا۔ اس وقت دوسرے حصے میں چار لڑکیاں غوطہ خوری کے کمالات دکھا رہی تھیں اور اس حصے کی طرف تماشائیوں کی بھیڑ زیادہ تھی۔ یہاں مردوں میں شاید کوئی اچھا غوطہ خور موجود نہیں تھا۔ اس لئے دوسرے حصے میں صرف وہی چار لڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ صفدر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے کہا۔ "کیا نہانے کا ارادہ نہیں ہے!"

"واہ....!" عمران یک بیک اچھل پڑا اور صفدر کی ٹانگ چھوڑ دی۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"ارے بھئی میں اتنی دیر سے یہی سوچ رہا تھا کہ میں نے کیا ارادہ کیا تھا.... اگر تم نہ ہوتے تو میں بیٹھا سوچتا ہی رہ جاتا....!" عمران نے کہا اور تالاب میں چھلانگ لگا دی۔

مگر صفدر جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔

عمران تیرتا ہوا بچوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر اُسے آوازیں دے رہا تھا۔ "ارے آؤ.... آؤ.... آج تو.... مجھے بھی.... پھو.... پھو.... پانی ٹھنڈا.... پھو.... نہیں لگ رہا ہے.... اے.... آؤ بھی....!"

صفدر نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ بہت شدت سے بیزار ہو گیا تھا۔ دفعتاً اس کی نظر ہوٹل کے اسسٹنٹ منیجر پر پڑی جو اسی طرف آ رہا تھا۔ وہ صفدر کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے کچھ عرض کرنا ہے جناب!" اس نے کہا۔

"فرمایئے۔"

"یہ آپ کے ساتھی یہاں کافی نام پیدا کر رہے ہیں۔" اس کا لہجہ خشک تھا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر زندہ دل آدمی ہوں! لیکن اگر ان کی دیکھا دیکھی دو چار مزید زندہ دلوں کا اضافہ ہو گیا تو ہمارا ریپوٹیشن جہنم ہی میں گیا۔"

صفدر مسکرایا۔ تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "لنگوٹی ہمارا پیدائشی حق ہے.... اگر سوتوں کی مجموعی تعداد کو ملک کی پوری آبادی پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے تو یقین کیجئے کہ لنگوٹی سے بھی کوئی کمتر چیز، ہر ایک کے حصے میں آئے گی!"

"معاف کیجئے گا میں نے کوئی سیاسی مسئلہ نہیں چھیڑا تھا۔" منیجر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ بات خالص جمالیاتی نقطہ نظر سے کہی ہے!" صفدر سنجیدگی سے بولا۔ "اب یہی دیکھئے.... سامنے دو لڑکیاں ڈائیو کر رہی ہیں۔ ان کی لنگوٹیاں دیسی ساخت کی نہیں ہیں۔ لیکن ہیں لنگوٹیاں ہی....!"

"اچھی بات ہے جناب! میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آپ لوگوں کو باقاعدہ طور پر نوٹس دینا پڑے گا۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔ آپ ضرور دیجئے نوٹس...." صفدر خوش ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت تالاب سے شور کی آواز آئی اور وہ ادھر متوجہ ہو گئے۔ نہانے والے ربڑ کی ایک گیند دیکھ

رہے تھے جو کسی تیراک کی کھوپڑی سے ٹکرا کر نظروں سے اوجھل ہی ہو کر رہ گئی۔ پھر اچانک ایک تیز چیخ فضا میں ابھری اسی کے ساتھ پانی میں کئی زور دار چھپاکے ہوئے اور تیراک چاروں طرف بکھر گئے ایک آدمی پانی کی سطح پر ہاتھ مارتا ہوا چیخ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خوفناک حد تک پھیلی ہوئی تھیں.... اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ غرق ہو رہا ہے۔

دوسرے تیراک دور سے متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں میں عمران بھی شامل تھا۔

چیخنے والا دیکھتے ہی دیکھتے تہہ نشین ہو گیا! پانی کی سطح پر خون کا ایک موٹا سا لہریا مچل رہا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد دوسروں کو ہوش آیا۔ اب بھی لوگ کچھ نہ سمجھ پائے۔ اگر ڈوبنے والے کی لاش دوبارہ سطح پر نہ آ گئی ہوتی۔

لوگ پول سے نکل نکل کر بھاگنے لگے اور ذرا ہی سی دیر میں وہاں ایسی ویرانی نظر آنے لگی جیسے بھیڑیوں کے کسی بہت بڑے ریوڑ نے حملہ کیا ہو۔

"فی الحال ہمیں کھسک ہی لینا چاہئے!" عمران نے صفدر سے کہا۔ "ظاہر ہے کہ نہ میں تھانیدار ہوں اور نہ تم ہی ہو!"

صفدر بھی اسے اچھی طرح سمجھتا تھا۔ سیکرٹ سروس والوں کے معاملات کتنے نازک ہوتے ہیں! لہٰذا وہ دونوں اپنے کمروں میں آ گئے۔

"ہوا کیا تھا....!" صفدر نے پوچھا۔

"جو کچھ بھی ہوا ہے! اچھا نہیں ہوا.... اب ہو سکتا ہے کہ یہ لال لنگوٹی گردن سے لپٹی پڑے.... وہاں سے سب ہی بھاگ نکلے تھے! ہو سکتا ہے کہ کسی کے متعلق یقین کے ساتھ نہ کہا جا سکے کہ وہ وہاں موجود تھا بھی یا نہیں۔ لیکن کیا وہ اسسٹنٹ منیجر مجھے یا تمہیں بھلا سکتا ہے، جو ابھی کچھ دیر پہلے تمہارے پاس بیٹھا غالباً میرے ہی بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔"

"آپ نے میری بھی مٹی پلید کر دی۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آپ کا کیا! آپ باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس میں ہیں نہیں۔ ایکس ٹو مجھے کچا چبا جائے گا۔"

"معدہ بھی چوپٹ ہو جائے گا اس چوہے کا.... اگر تمہیں کچا چبا گیا! قاعدے کی بات تو یہ ہوگی کہ اُبال کر کھائے۔"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اب اُسے پھر عمران پر غصہ آ گیا تھا۔

"میں کہتا ہوں! آخر یہ لال لنگوٹی نکلی ہی کیوں تھی!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں کیا بتاؤں مجھے لال ہی لنگوٹی پسند ہے! ہو سکتا ہے تم نیلی یا سبز رنگ کی پسند کرتے ہو!"

صفدر پھر خاموش ہو گیا! تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر چونک کر بولا۔ "آخر بات کیا ہوئی تھی.... کیا وہ حقیقتاً لاش ہی تھی۔"

"اس وقت تک تو لاش ہی تھی جب ہم بھاگے تھے بعد کا حال خدا جانے!"

"مگر ہوا کیسے!"

"یہ بھی نہیں معلوم کہ کیسے ہوا تھا۔ بس ایک گیند میری عدیم المثال کھوپڑی سے ٹکرا کر دور جا پڑی تھی اور بیک وقت کئی آدمی اس کی طرف جھپٹے تھے! اسی افراتفری کے دوران میں کسی کا ہاتھ چل گیا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں چاقو ہی استعمال کیا گیا ہوگا۔"

"اور شاید قاتل.... قاتل اب کیا ملے گا۔" صفدر بولا۔ "اُس نے چاقو پانی ہی میں چھوڑ دیا ہوگا۔"

"او.... یار.... وہ ملے یا نہ ملے.... بات تو یہ ہے کہ اگر پولیس نے ہمیں دھر لیا تو کیا ہوگا! لنگوٹی کے دُم چھلے میں چاقو بہ آسانی چھپایا جا سکتا ہے۔"

"ہاہا.... ہاہا.... ہاہا۔" صفدر نے مخصوص انداز میں قہقہہ لگایا۔ یہ اُس کا طنزیہ انداز تھا۔

"ہائیں.... تم ہنس رہے ہو۔" عمران متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میں پریشان ہی نہیں ہوں۔"

"جس دن آپ کسی مسئلے پر پریشان نظر آئے وہی میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔"

"تو پھر میں ابھی لنگوٹی نہ اتاروں...." عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"اوہو....!" یک بیک صفدر چونک پڑا.... "ہمیں کپڑے پہن لینے چاہئیں۔"

پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلا گیا! لیکن عمران اسی طرح بیٹھا رہا۔

"میں نے کہا! کیا اب بھی لنگوٹی لگی ہی رہے گی۔" صفدر نے اسے مخاطب کیا۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی چند لمحے منہ چلاتا رہا.... پھر بڑے مغموم لہجے میں بولا۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ آخر وہ گیند میری ہی کھوپڑی پر کیوں پڑی تھی۔"



اس قتل کے سلسلے میں جو تفتیش ہو رہی تھی، عمران کے خدشات کے خلاف ہی نکلی۔ نہ تو کسی نے خصوصیت سے ان کی طرف اشارہ کیا تھا اور نہ پولیس ہی نے عام قسم کی پوچھ گچھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ شام تک صفدر نے اس سلسلے میں کافی معلومات فراہم کر لیں اور انہیں معلومات کی وجہ سے عمران کی حیرت رفع ہو سکی! ورنہ پولیس کی سرسری چھان بین اس کے لئے بڑی حیرت انگیز ثابت ہوئی تھی۔

"یہاں تو ایسے واقعات کئی دنوں سے ہو رہے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"کیسے واقعات....!"

"پُر اسرار گیندوں سے تعلق رکھنے والے....!"

"پُر اسرار۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "پُر اسرار کی ترکیب میرے لئے سوہانِ روح بن کر رہ گئی ہے.... میں اس پہلے آدمی کی جان کو روتا ہوں جس نے سب سے پہلے یہ ترکیب استعمال کی تھی.... خیر ہاں تو ان گیندوں کا کیا قصہ ہے!"

"سردار گڈھ میں اب تک چھ وارداتیں ہو چکی ہیں! جن میں یہ گیندیں کسی نہ کسی طرح ضرور شریک رہی ہیں۔ کبھی یہ گیندیں بھری پڑی سڑکوں پر آتی ہیں کبھی ایسی تفریح گاہوں میں جہاں بہت زیادہ بھیڑ رہتی ہے اور ہر بار ایک آدھ قتل ضرور ہوا ہے۔ گیندوں کی وجہ سے انتشار برپا ہوتا ہے اور اسی انتشار کے عالم میں کوئی اپنا کام کر گزرتا ہے۔"

"ہام...." عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے نچائے۔ "کوئی جانبر بھی ہوا ہے۔ یا ایسے کیسوں کے سارے ہی آدمی مر گئے تھے۔"

"صرف ایک آدمی جس پر اچٹتی ہوئی سی چھری پڑی تھی۔"

"تب تو پولیس کو ان وارداتوں کی نوعیت کسی حد تک معلوم ہو سکی ہوگی۔"

"یہی تو ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔" صفدر بولا۔ "ایک کام کا آدمی ہاتھ بھی لگا ہے تو صحیح الدماغ نہیں رہ گیا۔"

"کیا مطلب!"

"ہوش میں آنے کے بعد بھی اس نے ہوش کی باتیں نہیں کیں! وہ اب بھی سول ہسپتال میں موجود ہے۔"

"اب تک کل کتنی وارداتیں ہو چکی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"چھ عدد۔"

"پہلی واردات کو کتنے دن ہوئے۔"

"آٹھ دن ہو چکے ہیں اور پھر بقیہ وارداتیں ایک یا دو دن کے وقفے سے ہوتی رہی ہیں۔"

"اس سلسلے میں کچھ گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہوئی ہیں مگر ویسی ہی جیسی عموماً ہوا کرتی ہیں۔ یعنی محض شبہے میں دو چار کو دھر لیا۔"

عمران کچھ سوچنے لگا! صفدر بھی خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد عمران بڑبڑایا۔ "تو گیندوں کی کہانی سردار گڈھ کے بچے بچے کی زبان پر ہوگی۔"

"ظاہر ہے۔"

"ہاہا۔" عمران کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا پھر رک کر بولا۔ "تب پھر ان لوگوں کو پاگل ہی سمجھنا چاہئے جو آج پول میں گیند پر جھپٹے تھے۔"

"میں بھی اسی پر غور کر رہا ہوں۔"

"کس نتیجے پر پہنچے۔" عمران نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ آج ہی آئے تھے اور انہیں ان حالات کا علم نہیں تھا! یا پھر یہ قاتلوں ہی کی بھیڑ تھی جس نے کسی ایک آدمی پر یلغار کی تھی۔"

"گڈ" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا تمہیں ان میں سے ایک آدھ کی شکل یاد ہے۔"

"نہیں!" صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میں اسسٹنٹ منیجر کی طرف متوجہ تھا۔"

"افسوس کہ مجھے دو تین شکلیں یاد ہیں۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی.... صفدر سگریٹ کے دھوئیں کے بادل بکھیر رہا تھا۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی خبر ہے کہ اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے دارالحکومت سے سراغ رسانوں کی ایک ٹیم آ رہی ہے۔"

"چلو اچھا ہوا۔" عمران نے اس طرح سانس لی جیسے خود اس کی گردن بچی ہو!

"آپ الجھن میں پڑ سکتے ہیں۔ عمران صاحب! کیپٹن فیاض کے محکمے کا کوئی آدمی آپ کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام بھی غلط درج کرایا ہے۔"

"ارے تو اب صحیح کرا دو نا۔ یار میری تو عقل ہی چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے۔"

"اب نام صحیح کرانے بیٹھے تو یہیں کی پولیس ٹانگ پکڑ لے گی۔"

"ارے تو پھر کیسے گردن چھوٹے گی۔"

"میں تو جا رہا ہوں یہاں سے آپ میرا سامان دیکھئے گا۔"

"کہاں جا رہے ہو، واہ۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔!"

"آپ کا تو شاید کچھ بھی نہ بگڑے مگر مجھ پر ایکس ٹو کا عتاب ضرور نازل ہوگا۔ اس کا کہنا ہے کہ پولیس کی نظروں میں آنے سے بچو۔"

"تو تم مجھے تنہا چھوڑ جاؤ گے۔"

"پھر میں کیا کروں!"

"میری ہی طرح تم بھی صبر کرو اور ڈرتے رہو!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"نہیں مجھے جانے ہی دیجئے۔!"

"دیکھو! اب میں بھی کرائے کا ٹٹو نہیں رہا! باقاعدہ طور پر تمہارے ہی محکمے سے تعلق رکھتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"آپ کی اور بات ہے! آپ کو پہلے ہی سے سب جانتے ہیں اور آپ کے متعلق وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکیں گے کہ آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے بھی ہو سکتا ہے۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔!

"کون ہے؟" صفدر نے گرج کر پوچھا۔

"پولیس!" باہر سے آواز آئی۔

"ارے باپ رے۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

صفدر نے دروازہ کھول دیا۔

ایک سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبل اندر داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ اسسٹنٹ منیجر بھی تھا۔

"آپ کا کیا نام ہے!" سب انسپکٹر نے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"صفدر سعید۔"

"کہاں سے آئے ہیں!"

"دارالحکومت سے!"

"پیشہ!"

"مچھلیوں کی آڑھت۔۔۔۔!"

"پتہ۔۔۔۔!"

"تیرہ گرین اسکوائر۔!"

ایک کانسٹیبل نوٹ کرتا جا رہا تھا۔

سب انسپکٹر عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کا نام!"

"علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ آکسن۔۔۔۔!"

سب انسپکٹر نے اسے گھور کر دیکھا! اور دوسرے کانسٹیبل سے کہا۔

"رجسٹر کھولو!"

کانسٹیبل کے ہاتھ میں ہوٹل کا وہ رجسٹر تھا جس میں قیام کرنے والوں کے نام اور پتے درج کئے جاتے تھے!

کانسٹیبل نے رجسٹر کھول کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"مگر اس میں تو تفضل حسین درج ہے۔!" اس نے گونجیلی آواز میں کہا۔

"درج ہونے کو تو۔۔۔۔ لارڈ لنلتھ گو بھی درج ہو سکتا ہے۔۔۔۔ پھر؟ بھلا مجھے لارڈ لنلتھ گو کون تسلیم کرے گا۔"

"اس میں تفضل حسین کیوں درج ہے!" سب انسپکٹر منیجر کی طرف مڑا۔

"جو کچھ انہوں نے بتایا ہوگا! وہی درج کیا گیا ہوگا جناب! آپ ان سے یہ پوچھئے کہ نام کے آگے دستخط کس کے ہیں۔۔۔۔!"

عمران رجسٹر میں دستخط دیکھنے کے لئے آگے جھک آیا۔

"ہاں یہ میرے ہی دستخط ہیں اور سچ مچ یہاں تفضل حسین ہی درج ہے۔" عمران نے سب انسپکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پلکیں جھپکائیں پھر بولا۔ "مگر دستخط بھی صاف ہیں.... صاف عمران پڑھا جاسکتا ہے۔"

سب انسپکٹر نے دستخط کو بنظر غائر دیکھتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے دستخط صاف ہیں۔" پھر سر اٹھا کر بولا۔ "آپ نے نام غلط لکھے جانے پر اعتراض کیوں نہیں کیا تھا۔"

نہ جانے کیوں یک بیک صفدر موج میں آگیا۔ اس نے کہا۔ "یہ دراصل اپنی یاد داشت کھو بیٹھتے ہیں۔ اس لئے آپ ان کے متعلق صحیح معلومات نہ حاصل کر سکیں گے۔"

"او....!" عمران دانت پیس کر صفدر کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔ "تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ گے! تمہارے فرشتے بھی نہیں ثابت کر سکتے کہ میں اپنی یاد داشت کھو بیٹھا ہوں۔"

"کیا قصہ ہے۔" سب انسپکٹر نے صفدر کو گھورا۔

"الگ چلیں تو بتاؤں۔ یہ یہاں مجھے گفتگو نہیں کرنے دیں گے۔"

"چلئے!" سب انسپکٹر نے پلکیں جھپکائیں۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے غصے نے عمران کی عقل سلب کر لی ہو۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے اس نے کہا۔ "اپنے بیان کا یہ خود ذمہ دار ہوگا.... یہ سراسر بکواس ہے کہ میں اپنی یاد داشت کھو بیٹھتا ہوں۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑگئے ہیں مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حلیمہ خانم سے میری شادی ضرور ہوگی خواہ میرے سر پر سینگ نکل آئیں۔ اب یہ لوگ پولیس سے میرے پاگل پن کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

سب انسپکٹر رک کر عمران کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ صفدر نے کہا۔ "بیکار وقت نہ برباد کیجئے! وہ میرا چچازاد بھائی ہے۔ مجھ سے زیادہ اس کے متعلق اور کوئی نہیں جان سکتا۔ منیجر صاحب آپ بھی آیئے۔"

منیجر بھی آگے بڑھا.... اُس نے ایک خالی کمرے تک ان کی راہنمائی کی! صفدر نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر انہیں پیش کیا اور ایک سگریٹ اپنے لئے منتخب کر کے سلگاتے ہوئے کہا۔ "اس کی تصدیق منیجر صاحب کر سکتے ہیں کہ ان سے پاگلوں کی سی حرکتیں سرزد ہوتی رہتی

ہیں! مثال کے طور پر سرخ لنگوٹی کا قصہ!"

"میں سن چکا ہوں۔" سب انسپکٹر غرایا۔ "مگر آپ لوگ یہاں کس غرض سے آئے ہیں۔"

"محض تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے! اپنے یہاں بے تحاشا گرمی پڑنے لگی ہے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں بیچارے کلرک کی بھی غلطی نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ انہوں نے اسے اپنا نام تفضل حسین ہی بتایا ہو! لیکن وہ دستخط کرنے میں کبھی غلطی نہیں کرتے۔ میں نے بارہا آزمایا ہے۔"

"حلیمہ خانم کا کیا قصہ ہے۔"

صفدر چکرا گیا اور سوچنے لگا کہ اس سلسلے میں کس قسم کی بکواس مناسب رہے گی۔

"یہی تو ساری مصیبت کی جڑ ہے۔" صفدر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ہمارے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ یہ کون ہے۔ بس وہ اس کے متعلق ہر وقت کچھ نہ کچھ بڑبڑایا کرتے ہیں! ان کا خیال ہے کہ ہم لوگ حلیمہ خانم کے سلسلے میں ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ ان کی شادی حلیمہ خانم سے ہو.... اسی لئے ہم نے انہیں پاگل مشہور کر دیا ہے۔ یقین کیجئے کہ ہم کسی حلیمہ خانم کے وجود سے واقف نہیں ہیں۔"

"کوئی خیالی عورت! کیوں؟" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"سو فیصدی خیالی۔"

"میری رائے ہے کہ آپ انہیں بریلی بھجوا دیجئے.... لیکن آپ یہ نہ سمجھئے کہ میں نے آپ کے بیان پر یقین کر لیا ہے۔"

"نہ کیجئے یقین۔" صفدر جھنجھلا گیا۔ "میں نے آپ کو مجبور تو نہیں کیا کہ یقین کر ہی لیجئے۔ آپ کے یقین کرنے یا نہ کرنے سے حقائق نہیں بدل سکتے۔"

"خیر... میں دیکھوں گا کہ آپ لوگوں پر کس حد تک جرم کے مرتکب ہونیکا شبہ کیا جاسکتا ہے۔"

"ضرور دیکھئے میں آپ کو منع نہیں کرتا۔"

"آپ دونوں پولیس کو مطلع کئے بغیر سردار گڈھ سے نہیں جاسکیں گے۔"

"اوہ.... بہت بہتر!" صفدر نے زندہ دلی کا مظاہرہ کیا۔ "سردار گڈھ سے جانا تو بڑی چیز ہے ہم آپ سے پوچھے بغیر غسل خانے میں بھی قدم نہیں رکھیں گے۔"

"بے تکی باتیں نہ کیجئے! میں آپ کو شبہے میں بند بھی کر سکتا ہوں۔" سب انسپکٹر جھلا گیا۔

صفدر لاپروائی سے دروازے کی طرف مڑا اور کمرے سے نکلتے وقت پلٹ کر بولا۔

"بہت بڑا دل چاہئے تھانیدار صاحب! میں کسی بنئے کا لونڈا نہیں ہوں۔ ہوم سیکرٹری تک یہاں کھنچے چلے آئیں گے۔"

اور پھر اُس کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ اپنے کمرے میں چلا آیا.... یہاں عمران کانسٹیبلوں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ حلیمہ خانم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔!

صفدر کو دیکھتے ہی وہ اُس کی طرف انگلی اٹھا کر دہاڑا۔ "یہ ہے وہ دشمن جس نے مجھے پاگل ثابت کرنے کی کوشش میں.... چیڑی اوٹی.... نہیں اونچی ایڑی.... لاحول ولا قوۃ.... یہ بھی نہیں.... ایڑی چوٹی.... ہاہا.... ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔"

"بڑے بھائی خدا کے لئے عقل کی باتیں کرو۔" صفدر نے مغموم لہجے میں کہا۔

"ارے جاؤ.... چلے جاؤ یہاں سے.... ورنہ اب بات بڑھ جائے گی!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا! اتنے میں اسسٹنٹ منیجر نے کمرے میں داخل ہو کر کانسٹیبلوں سے کہا کہ سب انسپکٹر انہیں ڈائننگ ہال میں بلا رہا ہے۔ جب کانسٹیبل چلے گئے تو اس نے صفدر اور عمران کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ پولیس سے اجازت حاصل کئے بغیر ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے باہر قدم نہیں نکالیں گے۔"

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے! میں جانتا ہوں۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ نہ بھولئے کہ گیند ان کے سر پر لگی تھی!" منیجر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔!"

"یہ تو پولیس ہی معلوم کرے گی!"

"تو ہم لوگ اب ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے نہیں نکل سکیں گے۔"

"ہاں....! مجھ سے یہی کہا گیا ہے۔"

"بہتر ہے۔" صفدر بیزاری سے ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہمیں آرام کرنے دیجئے۔!"

منیجر نے بُرا سا منہ بنایا اور دونوں کو گھورتا ہوا چلا گیا۔

صفدر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔ "دیکھا کرشمہ لال لنگوٹی کا۔"

"بہت شاندار ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایک بار میرے دادا نے لال لنگوٹی میں ایک جن

کو پچھاڑا تھا مگر بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کو نہیں بلکہ ڈرائی جن کو پچھاڑا تھا۔"

"عمران صاحب! ہم تفریح کیلئے آئے تھے لیکن اس منحوس لال لنگوٹی نے بیڑا غرق کر دیا۔"

"پروا نہ کرو!"

"کیا کریں گے آپ۔!"

"نیک بندے صبر کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے۔ صبر نہ کریں تو غصہ آئے اور خواہ مخواہ ہاضمہ خراب ہو کر رہ جائے!"

"آہا.... ہم نے ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھایا۔" صفدر بڑبڑایا۔

"وہیں ڈائننگ ہال میں کھائیں گے؟" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ ڈائننگ ہال میں آئے! عمران اس وقت لنگوٹی میں نہیں تھا۔

پھر بھی قیام کرنے والے اسے دیکھ کر ہنسنے لگے! اس وقت اس کے جسم پر بے تکا لباس بھی نہیں تھا۔ ڈھنگ کے کپڑے تھے جو سلیقے کے ساتھ پہنے گئے تھے۔ مگر اس سے چہرے پر برسنے والی حماقت میں کیا فرق پڑتا....؟ اب تو لوگوں کے ہنسنے کے لئے صرف اس کی شکل ہی کافی ہوتی تھی! صفدر نے ڈھٹائی اختیار کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

مگر پھر عمران کی ایک نئی حرکت نے اُسے حد سے زیادہ نروس کر دیا! کیونکہ اسے عمران سے اس کی توقع نہیں تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ کسی بوڑھی عورت کو آنکھ مارے گا۔

عورت یوریشین تھی اور اس کے چہرے پر لاتعداد جھریاں تھیں۔ اگر وہ اکہرے جسم کی ہوتی تو شاید اتنی بدشکل معلوم نہ ہوتی جتنی موٹاپے کی وجہ سے معلوم ہوتی تھی! وہ عمران پر چڑھ دوڑی!

صفدر بُری طرح بوکھلا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ اسی میز پر بیٹھا رہے یا یہاں سے ہٹ ہی جائے!

"کیوں ماری تھی آنکھ تم نے.... کیا سمجھتے ہو!" عورت ہانپتی ہوئی بولی۔

"تمہیں....! ارے توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ "بہک گئی ہوگی.... ورنہ میں نے تو اس لڑکی کو آنکھ ماری تھی جو نیلے اسکرٹ میں ہے!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"آپ ٹھیک سمجھی ہیں محترمہ!" صفدر جلدی سے بولا۔ "ذرا آہستہ بولئے.... یہ اس وقت نشے میں ہیں.... خواہ مخواہ بات بڑھ جائے گی۔ دونوں کی بدنامی ہے اس میں....!"

"ارے جاؤ....!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تم کیوں دخل دیتے ہو! چیخنے دو! پچھلے سال میں نے دو کرنلوں اور تین میجروں کو آنکھ ماری تھی.... کسی نے کیا بگاڑ لیا تھا میرا.... ایک بار ایک خان بہادر کو آنکھ ماری تھی جھک مار کر رہ گئے تھے.... پچھلی جنگ میں اس لئے حصہ لیا تھا کہ ہٹلر کو آنکھ مارنے کا موقع ملے مگر وہ اس سے پہلے ہی مر گیا تھا.... ہاں۔"

"دیکھا آپ نے!" صفدر نے بے بسی سے کہا۔

"میں ابھی بتاتی ہوں۔" عورت نے کہا اور بپھرے ہوئے انداز میں منیجر کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"عمران صاحب آپ نے تو جینا دوبھر کر دیا ہے۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بس.... بس! خاموش رہو! میں نہیں جانتا تھا کہ اتنے پرانے تعلقات ہونے کے باوجود بھی تم اُس عورت کی طرف داری کرو گے۔ جو تمہاری کوئی رشتہ دار بھی نہیں لگتی!"

"اب میں پاگل ہو جاؤں گا....!" صفدر نے دانت پیس کر کہا۔

"ایسی قسمت کہاں ہے.... میری!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔"

"آنکھ مارنے کی آزادی.... آزادی تحریر و تقریر کی طرح یہ بھی ضروری ہے۔"

"آپ کے لئے تو سب کچھ ضروری ہے.... اب صرف ننگے ہو کر ناچنے کی کسر رہ گئی ہے۔"

"کون ہے جو ننگا ہو کر نہیں ناچ رہا۔"

"اب آپ فلسفہ چھیڑ دیں گے۔ لیکن دیکھئے اب کیا طوفان اٹھتا ہے.... وہ منیجر کے کمرے کی طرف گئی ہے۔"

"جلدی سے کھانا طلب کرو۔" عمران نے کہا۔

صفدر بڑبڑاتا رہا۔ "پولیس نے ہم پر پابندی عائد کی ہے! اب آپ نے یہ سب کچھ شروع کر دیا ہے! میں تو آپ کے ساتھ آکر پچھتا رہا ہوں۔!"

عمران نے ویٹر کو بلایا۔ اور جب وہ قریب آگیا تو اس نے اس سے راز دارانہ لہجے میں کہا۔

"وہ نیلے اسکرٹ والی لڑکی کتنی حسین ہے۔"

"ہی.... ہی.... ہی.... جی ہاں جناب.... کھانے کے لئے کیا لاؤں۔" ویٹر نے پوچھا۔

"ہائیں.... کیا تم مجھے آدم خور سمجھتے ہو! میں اس لڑکی کی بات کر رہا ہوں!"

"جی ہاں.... جی ہاں....!" ویٹر بولا۔ "خدا کی قدرت ہے.... جناب!"

"میں اس کے لئے تین سو تک دے سکتا ہوں۔"

"وہ.... قیام کرنے والوں میں سے ہے جناب....! پیشہ ور نہیں معلوم ہوتی....!"

"تمہارا انعام الگ.... پچاس روپے اس کے بھی لگالو....!"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب!" ویٹر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"مگر وہ ایسی لڑکی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ کے لئے بہترین چیز مہیا کی جاسکتی ہے۔"

"کھانا لاؤ....!" صفدر غرایا۔ "جاؤ دفع ہو جاؤ۔"

"اچھا۔ اچھا۔" عمران نے سر ہلا کر جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔ "جاؤ پہلے کھانا لاؤ۔"

ویٹر کنکھیوں سے صفدر کو دیکھتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔

"حد ہو گئی۔" صفدر آنکھیں نکال کر بولا۔ "یہ سب کچھ کسی طرح بھی نہیں برداشت کیا جاسکتا۔ آپ ایسی ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جن کے متعلق میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسسٹنٹ منیجر دکھائی دیا جو تیزی سے ان کی طرف آرہا تھا لیکن اس کے ساتھ وہ عورت نہیں تھی۔

"آپ لوگ حد سے بڑھ رہے ہیں۔" وہ قریب آکر غرایا۔

"لوگ نہیں! صرف میں۔!" عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میں آپ کو بھی آنکھ مار سکتا ہوں! یہ دیکھئے.... یہ ماری.... یہ ماری.... یہ ماری.... اب چلئے۔"

"اچھی بات ہے۔" اسسٹنٹ منیجر جھینپے ہوئے انداز میں زبردستی ہنستا ہوا بولا۔ "میں دیکھوں گا آپ کو۔"

"دیکھ لیجئے گا۔ مقدمہ دائر کیجئے میرے خلاف!.... عدالت میں بھی آنکھ نہ ماری تو کچھ نہ کیا۔"

"میں آپ کو پاگل خانے بھجوا سکتا ہوں۔"

"میں نے خود بھی کوشش کی تھی۔" صفدر نے زچ ہو کر کہا۔ "لیکن سردار گڑھ کے پاگل

خانے میں جگہ نہیں مل سکی! اگر آپ وہاں ان کا داخلہ کرا سکیں تو بے حد مشکور ہوں گا۔ میری بھی جان چھوٹے۔"

عمران اس پر کچھ نہیں بولا۔ البتہ منیجر کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ بے بسی محسوس کر رہا ہو۔

"ذرا آیئے.... میرے ساتھ!" صفدر اٹھتا ہوا بولا اور اسسٹنٹ منیجر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ ایک گوشے میں پہنچ کر صفدر رکا اور اس نے آہستہ سے کہا۔ "پاگل خانے میں تو جگہ نہیں ہے لیکن آپ انہیں حوالات ضرور بھجوا سکتے ہیں!"

"وہ آپ کے ساتھی ہیں۔" منیجر کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"ساتھی نہیں بلکہ چچازاد بھائی۔" صفدر نے ٹھنڈی سانس لی! "مگر میں اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں کیونکہ اب میری عزت پر بھی بن رہی ہے۔"

"نہ گھبرایئے.... کچھ نہ کچھ ہو کر ہی رہے گا۔ اگر پولیس نے آپ لوگوں پر یہیں ٹھہرنے کی پابندی نہ عائد کی ہوتی تو اس وقت تک حالات دوسرے ہوتے۔"

"یقیناً صفدر نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا۔ چلو عارضی ہی سہی جان تو چھوٹی! فی الحال نہ وہ حوالات کی شکل دیکھ سکتے تھے اور نہ ہوٹل ہی سے نکلنے کا سوال پیدا ہوتا تھا۔

"آپ براہِ کرم انہیں قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے!"

"بھئی میں کوشش تو کرتا ہوں.... مگر وہ کچھ نہ کچھ کر ہی گذرتے ہیں! مثلاً آنکھ کا معاملہ۔"

"دیکھئے یہ سردار گڈھ ہے۔ آپ لوگ پردیسی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی مصیبت میں پڑجائیں! اُن سے کہئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو بھی قابو میں رکھیں۔"

صفدر نے صرف سر ہلا دیا۔ وہ عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو اسی ویٹر سے گفتگو کرنے میں مشغول تھا جسے کچھ دیر پہلے نیلے اسکرٹ والی کے لئے ساڑھے تین سو کی پیشکش کی تھی! ویٹر میز پر کھانا لگا رہا تھا۔

ادھر اسسٹنٹ منیجر صفدر کا دماغ چاٹ رہا تھا اور صفدر یونہی "اچھا اچھا" کہے جا رہا تھا۔ بات ایک بھی پلے نہیں پڑی تھی۔

آخر منیجر رخصت ہو گیا اور صفدر میز کی طرف بڑھا۔

عمران ویٹر سے پوچھ رہا تھا۔ "یہ انہیں دونوں کے ساتھ رہتی ہے۔"

"جی ہاں جناب!" ویٹر نے جواب دیا! صفدر کو دیکھتے ہی وہ کچھ نروس سا ہو گیا تھا۔

"کچھ کرو پیارے.... ورنہ میں بالکل مر جاؤں گا۔"

"میں کیا کروں صاحب! میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"پھر کون کرے گا۔"

"میں کیا بتا سکتا ہوں صاحب!"

"ارے تم کیسے آدمی ہو! نہ کچھ بتا سکتے ہو اور نہ کچھ کر سکتے ہو! کیا میں یہ پلیٹیں تمہارے سر پر توڑ دوں۔"

"جاؤ....!" صفدر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر غرایا اور ویٹر چپ چاپ کھسک گیا۔

"ارے! تم کون ہوتے ہو اسے بھگانے والے۔" عمران چڑ کر بولا۔

"ہوش میں آجایئے عمران صاحب ورنہ نتیجہ بہت بُرا ہو گا۔"

"کیوں وہ کیا کہہ رہا تھا۔" عمران نے آگے جھک کر آہستہ سے پوچھا۔

صفدر نے اُسے اپنی گفتگو کا لب لباب بتایا۔

"چلو.... یہ بھی اچھا ہی ہوا" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ورنہ ہوٹل چھوڑنا پڑتا۔ ادھر پوزیشن یہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی اس نیلے اسکرٹ والی سے عشق ہو گیا ہے۔ سوچتا ہوں آج ہی سے اس میں اضافہ شروع کر دوں تاکہ دونوں طرف آگ لگ جائے.. کیوں؟ کیا میں نے کوئی غلط بات کہی ہے۔"

"براہِ کرم مجھے کھانا کھانے دیجئے! ورنہ بھوکا ہی سو رہوں گا۔"

"ارے جاؤ۔" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "عشق میں نے کیا ہے اور بھوکے تم سو رہو گے! اب اتنا بھی میں جانتا ہوں کہ جسے عشق ہوتا ہے۔ صرف اسی کی بھوک مر جاتی ہے۔ اس کے دوستوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے۔"

"اسی کو تو عشق کہتے ہیں۔" عمران نے بھولے پن سے کہا۔ "دوسروں کی سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا۔"

صفدر بُرا سا منہ بنائے ہوئے نوالے حلق سے اتارتا رہا اور عمران اس طرح کھا رہا تھا جیسے

کھانے کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو۔

"ارررررم....!" دفعتاً اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "بڑے بھائی آ گئے۔"

صفدر بھی اسی طرف دیکھنے لگا.... وہی سب انسپکٹر ان کی طرف آ رہا تھا۔

جس سے شام کو جھڑپیں ہوئی تھیں۔ مگر وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ کیپٹن فیاض بھی تھا۔ صفدر نے سوچا یہ تو بہت بُرا ہوا۔ عمران کے ساتھ اس کا دیکھا جانا کیپٹن فیاض کے علم کی حد تک نامناسب تھا۔ مگر اب کرتا بھی کیا.... وہ نہیں جانتا تھا کہ سراغ رسانی کے ہیڈ کوارٹرز سے فیاض ہی چلا آئے گا۔

"یہی حضرات ہیں!" سب انسپکٹر نے کیپٹن فیاض سے کہا۔

"آہا.... آیئے جناب کھانا حاضر ہے....!" عمران نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں شکریہ!" سب انسپکٹر غرایا.... فیاض نے ایک کرسی کھینچ لی۔ لیکن عمران سے کچھ نہیں بولا۔ البتہ وہ صفدر کو گھور رہا تھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے پاس اسلحہ بھی ہے۔" سب انسپکٹر نے عمران سے پوچھا۔

"جی ہاں.... ایک ریوالور اور ایک دو نالی بندوق۔" عمران بھی فیاض کی طرف سے لاپروائی ظاہر کرتا ہوا بولا۔ "ریوالور اپنی حفاظت کے لئے اور دو نالی بندوق کسی فلم ڈائریکٹر کے لئے رکھ چھوڑی ہے۔"

انسپکٹر نے کیپٹن فیاض کی طرف دیکھا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ....!" فیاض نے اس سے کہا۔

"بہت بہتر حضور عالی۔"

اس نے فیاض سے کچھ پیچھے کرسی دھکیلی اور بیٹھ گیا۔

"میرے پاس دونوں کا لائسنس بھی ہے۔ چوکیدار صاحب! اررہپ، ارے باپ رے تھانیدار صاحب! حالانکہ دو نالی بندوق لانے کی ضرورت نہیں تھی! مگر میں پہاڑوں پر عموماً دو نالی بندوق لے جاتا ہوں۔ مگر مجھے ابھی تک کوئی فلم ڈائریکٹر نہیں مل سکا۔

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"کئی سال سے ایسی کسی پہاڑن کی تلاش میں ہوں جیسی فلموں میں پیش کی جاتی ہیں۔ شوخ

وشنگ۔ لچکتی، تھرکتی ہوئی.... بیل گاڑی پر سوار ہے تو ناچ رہی ہے.... اونٹ پر سوار ہے تو ناچ رہی ہے.... گدھے کی دم پر.... یعنی کہ.... آج تک مجھے ایسی کوئی پہاڑن نہیں مل سکی.... نہیں مل سکی تو میں نے بندوق خرید لی.... اب کسی فلم ڈائریکٹر کی تلاش ہے.... وہ بھی نہیں.... ملتا.... اب بتاؤ میں کیا کروں....!"

"تم جاؤ۔" فیاض نے انسپکٹر کی طرف مڑ کر کہا۔

انسپکٹر اٹھ گیا۔ لیکن فیاض وہیں بیٹھا عمران کو گھورتا رہا.... اور عمران؟

وہ اس طرح سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا تھا جیسے فیاض کو پہچانتا ہی نہ ہو۔ فیاض نے کچھ دیر بعد سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالا اور اسے سلگا کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا! صفدر کھانا ختم کر چکا تھا۔ فیاض نے اس کی طرف سگریٹ کیس بڑھایا۔

"اوہ.... نہیں شکریہ۔" صفدر نے کہا۔

"لیجئے نا۔" فیاض نے مسکرا کر کہا۔ "آپ سگریٹ تو پیتے ہی ہوں گے۔"

"میرا سیکریٹری میرے سامنے سگریٹ پینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔" عمران نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"مگر پولیس رپورٹ میں تو چچازاد بھائی کا حوالہ ہے۔" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"ہمپ" عمران نے سر اٹھا کر کہا۔ چند لمحے فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "ابھی ابھی میں ایک بوڑھی عورت کو آنکھ مار چکا ہوں۔ اسلئے مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ.... میں بہت اداس ہوں!"

"اچھا....!" فیاض سر ہلا کر بولا۔ "کیا تم اپنے سیکریٹری کی موجودگی میں معاملے کی بات کرنا چاہتے ہو۔"

"سیکریٹری! ہماری گفتگو کا ایک ایک لفظ نوٹ کرو۔" عمران نے صفدر سے کہا اور ویٹر کو میز صاف کرنے کا اشارہ کیا۔

فیاض پھر خاموش ہو گیا تھا۔ شائد وہ میز صاف کرنے کا منتظر تھا۔ جب ویٹر برتن سمیٹ لے گیا تو اس نے جیب سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال کر میز پر رکھ دیا۔ صفدر نے اسے کنکھیوں سے دیکھا اور نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

"کسی نہ کسی کو تو پھانسی ہونی ہی چاہئے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "دبلی گردن

میں پھندا نہیں لگتا تو کسی موٹی گردن کو تلاش کرو....!"

"میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو!" فیاض دانت پر دانت جما کر غرایا۔

"بور مت کرو!" عمران ہاتھ ہلا کر غرایا۔ "مجھے اُن گیندوں سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں ہے، جو تمہیں یہاں کھینچ لائی ہیں۔"

"تم آج تالاب ہی میں موجود تھے جب قتل ہوا تھا۔"

"بس تو پھر تالاب میں کوئی ایسا خنجر تلاش کرو جس پر میری انگلیوں کے نشانات مل سکیں۔"

"آخر ایسے مواقع پر تمہاری موجودگی کیوں ضرور ہوتی ہے۔"

"سوپر فیاض میں گفتگو کے موڈ میں نہیں ہوں صبح ملنا۔"

"میں تم سے صرف اتنا ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہتھکڑیوں کا یہ جوڑا کس کے لئے ہے!" فیاض نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"شاید تمہارے لئے....!" عمران کا موڈ بگڑ گیا.... لیکن اس نے مزید کچھ کہنے سے پہلے صفدر کو وہاں سے ہٹا دینا ہی مناسب سمجھا۔

"سیکریٹری!" اُس نے کہا۔ "تم آرام کرو.... میں شطرنج کی ایک بازی کھیلے بغیر سونے کے لئے نہیں جاؤں گا۔"

صفدر کے چلے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے پھر عمران نے کہا۔

"میری دانست میں یہ ہتھکڑیاں صرف تمہارے ہی ہاتھوں کے لئے موزوں رہیں گی۔"

"بکواس مت کرو۔"

"یہ میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں مائی ڈیئر سپرنٹنڈنٹ کہ تم خواہ مخواہ دارالحکومت سے یہاں دوڑے چلے آئے ہو! یہ معاملہ تمہارے بس کا نہیں ہے۔"

"تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"اگر مجھے سروکار نہ ہو تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جاؤ گے۔ ویسے اگر تم اس کیس کو سمجھ سکے ہو تو یہی بتادو کہ ان گیندوں سے متعلق کئی وارداتیں ہو جانے کے باوجود بھی لوگ ان کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں۔"

فیاض تھوڑی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر یک بیک غیر متوقع طور پر نرم لہجے میں

بولا۔ "یار یہی چکر تو سمجھ میں نہیں آتا۔ تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے۔"

"ابھی کچھ بھی نہیں۔" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ "اور اگر مجھ پر اسی قسم کی پابندیاں عائد رہیں تو شائد حشر تک کوئی نظریہ قائم نہ کر سکوں۔"

"اوہو.... پابندیوں کی بات چھوڑو۔ وہ تو ابھی ختم ہو سکتی ہیں۔ میں دراصل یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے ناکام واپس نہ جاؤں۔"

"ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہاری مدد کروں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس شرط پر کہ تم مجھ سے یہاں اس ہوٹل میں دوبارہ نہ ملنا۔ دوسری بات یہ کہ میرے سیکریٹری کو اسی وقت یہاں سے ہتھکڑیاں لگا کر لے جاؤ۔ لیکن اسے حوالات میں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے.. تیسری بات یہ کہ ہوٹل کے ذمہ داروں کو ہدایت کرو کہ مجھے ہوٹل سے نہ نکالیں اور میرے لئے اب یہ پابندی نہیں رہ گئی کہ میں ہوٹل کی کمپاؤنڈ تک محدود رہوں۔"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "چلو منظور ہے۔"

"آہا ٹھہرو! لیکن تم ابھی اس کی وجہ نہیں پوچھو گے۔"

"یہ بھی منظور ہے!"

"گڈ!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تو پھر اب کھیل شروع ہو جانا چاہئے۔"



کچھ دیر بعد ڈائننگ ہال میں اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا! کیونکہ فیاض صفدر کے ہتھکڑیاں لگا کر لے جا رہا تھا اور عمران ایک میز پر کھڑا دونوں ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہا تھا۔ "یہ ظلم ہے۔ سراسر ظلم ہے.... ہم بے قصور ہیں.... ہم کچھ نہیں جانتے!" لیکن فیاض اُسے ساتھ لئے نکلا چلا گیا۔

دوسرے لوگ عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ اس سے صفدر کی گرفتاری کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ "انہیں شبہ ہے کہ میرا بھائی بھی گیندوں والے جرائم سے متعلق ہے.... یہ جھوٹ ہے.... بہتان ہے۔"

کچھ لوگ پولیس والوں کو بُرا بھلا کہنے لگے....!

"میں تو جانتا تھا کہ یہ ہو کے رہے گا۔" اسسٹنٹ منیجر بولا۔

"آپ جانتے تھے نا.....!" عمران ہاتھ ہلا کر چیخا۔ "میں بھی یہ جانتا ہوں کہ اس ہوٹل میں شریفوں کا گذر ناممکن ہے۔"

"آپ ہوٹل کو نہیں بدنام کر سکتے جناب!"

"ہوٹل بدنام ہو کر رہے گا۔ اگلے سیزن پر تم لوگ کوئی اور دھندا کرتے ہوئے نظر آؤ گے۔"

اسسٹنٹ منیجر دوسرے گاہکوں سے انصاف طلب کرنے لگا۔ لیکن شاید اس وقت کوئی اس کا ساتھ دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

پھر کچھ دیر بعد عمران اپنے کمرے میں چلا آیا۔

اس نے صفدر کو بتایا تھا کہ گیند پر جھپٹنے والوں میں سے دو آدمیوں کے چہرے اسے اچھی طرح یاد تھے! اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں ان دونوں آدمیوں میں دلچسپی لیتا رہا تھا۔ نیلے اسکرٹ والی لڑکی انہیں دونوں کے ساتھ تھی اور عمران نے ویٹر سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ لڑکی سفید فام تھی لیکن وہ دونوں دیسی ہی تھے۔

دوسری صبح عمران نے اسسٹنٹ منیجر کو فون پر مطلع کیا کہ وہ اُس کے ہوٹل سے جا رہا ہے۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ ایسا نہ کر سکیں گے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیوں؟" عمران کا لہجہ غصیلا تھا۔

"ہمیں پولیس کی طرف سے یہی ہدایت ملی ہے کہ آپ کو سامان سمیت باہر نہ جانے دیں!"

"تم جھوٹے ہو مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"اچھی بات ہے کوشش کر کے دیکھئے۔"

"مسٹر منیجر میں تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ تم غلطی پر ہو۔ تم مجھے یہاں قید نہیں کر سکتے۔"

"آپ تفریحاً باہر جا سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیکن آپ کا مستقل قیام یہیں رہے گا۔"

"ارے واہ.... تو کیا میں زندگی بھر یہیں پڑا رہوں گا۔"

"نہیں! صرف اس کیس کے اختتام تک.... پولیس یہی چاہتی ہے۔"

کچھ دیر بعد عمران ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے باہر نظر آیا! اس نے ایک ٹیکسی لی اور تار گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اُسے ٹرنک کال کرنی تھی، جو بلیک زیرو کے لئے تھی.... تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اسے کال کے لئے منتظر رہنا پڑا۔ خدا خدا کر کے لائن ملی! دوسری طرف سے بلیک زیرو ہی بول رہا تھا۔ عمران نے کوڈ ورڈ میں اسے مختصراً سب کچھ بتا دیا اور ہدایت کی وہ کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان کو سردار گڈھ کے لئے آج ہی روانہ کر دے۔ اس کال کے بعد اُسے اس آدمی کی فکر ہوئی جو گیند کے حادثے میں زخمی ہو کر ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا اور اب بھی سرکاری ہسپتال ہی میں تھا۔ مگر وہ بذاتِ خود اس کے متعلق تفتیش نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی دانست میں مجرم بہت چالاک تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی نظروں میں آ جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اب تک کے شبہات رفع کرنے کے لئے اس نے پچھلی رات صفدر کو حراست میں دے دیا تھا۔

وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ فیاض یا اس کے محکمے کے ذریعہ تفتیش کرائے ویسے اس میں کوئی دشواری پیش نہ آتی لیکن یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ کام اس کے حسب منشا ہی ہوتا۔

وہ پھر ہوٹل میں واپس آگیا۔ اب اس کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت میں اداسی کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

بعض لوگ اُسے ہمدردی اور ترحم سے دیکھ رہے تھے اُس کے چہرے پر مایوسی اور اداسی کی بدلیاں چھائی رہیں۔ پھر شام ہو گئی اور ہوٹل کا ایک حصہ بارونق نظر آنے لگا۔

آج ڈائننگ ہال کی ایک بھی میز خالی نہیں تھی کیونکہ آج یہاں کیبرے کا پروگرام تھا! عمران کو ان لغویات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن اسے تو بہرحال ڈائننگ ہال میں بیٹھنا تھا۔ لیکن آج وہ اپنی میز پر تنہا تھا۔

ہوٹل کی کئی پیشہ ور لڑکیاں اس کی حماقت آمیز اداسی پر مغموم نظر آنے لگی تھیں لیکن نہ جانے کیوں ان میں سے کسی نے بھی قریب آکر ہمدردی نہیں ظاہر کی تھی۔

آج نیلے اسکرٹ والی بھی تنہا تھی! اُس کے دونوں ساتھی موجود نہیں تھے۔ عمران نے ان کے نام معلوم کر لئے تھے۔ ایک کا نام والٹن تھا اور دوسرے کا گروبر.... دونوں دیسی عیسائی تھے۔ لڑکی کی صحیح قومیت نہیں معلوم ہو سکی تھی! لیکن وہ غیر ملکی ہی تھی اور اس کا نام لزی تھا۔

آج یہ لڑکی نارنجی رنگ کے اسکرٹ میں تھی۔

جب عمران نے محسوس کیا کہ وہ بھی اُسے ترحم آمیز نظروں سے دیکھ رہی ہے تو اس نے

اپنے چہرے پر اور زیادہ سوگ طاری کر لیا اور اس طرح بار بار آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے آنسو بھی پونچھ رہا ہو اور اس پر بور بھی ہو رہا ہو کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔

یک بیک وہ لڑکی اپنی میز سے اٹھی اور سیدھی اس کے پاس چلی آئی۔

"تم بہت مغموم ہو۔" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے لئے رنجیدہ ہوں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا وہ اسے حوالات میں کھانا دیتے ہوں گے۔ میرے بھائی کو۔"

"اُس کی آنکھوں سے دو سیال دھاریاں گالوں پر ڈھلک آئیں۔"

"ارے! تم اس کی فکر نہ کرو۔ حوالات میں لوگ بھوکے نہیں رکھے جاتے۔" لڑکی نے کہا۔

"اب وہ حولات سے کیسے نکلے گا۔"

"کیا تم کسی سے ضمانت نہیں دلوا سکتے۔"

"میں یہاں کسی کو نہیں جانتا۔"

"پھر بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم مجھے ننھے سے بچے معلوم ہوتے ہو۔"

عمران پہلے تو بسورتا رہا پھر بازوؤں میں منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگا۔

"اوہو شاید یہاں کا ماحول تمہیں تکلیف دہ معلوم ہو رہا ہے۔ چلو باہر چلیں۔" لڑکی جلدی سے بولی۔

"نہیں! میں کیبرے دیکھوں گا۔" عمران سسکیاں لیتا ہوا بولا۔ لڑکی کو ہنسی آ گئی لیکن پھر اس نے جلدی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہیں شرم نہیں آتی اس طرح روتے ہو!" اس نے کہا۔

"آتی تو ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ میرا بھائی!" عمران اسی طرح منہ چھپائے روتا ہوا بولا۔ "اب وہ مجھے کیسے ملے گا! میں کیا کروں۔"

"اس قسم کی ذہنیت تو تمہیں صبر ہی کرنے پر مجبور کر دے گی۔" لڑکی نے قدرے جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ... اگر میں اُسے ساتھ لئے بغیر واپس گیا تو ممی مجھے گھر سے نکال دیں گی۔"

"وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئی تھیں۔" لڑکی نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا مذاق نہ اڑاؤ میں بہت مظلوم ہوں۔"

"مگر وہ لوگ تمہیں بھی ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔" لڑکی نے پوچھا۔

"قسمت اچھی تھی ان کی کہ مجھے نہیں لے گئے! ورنہ میں حوالات میں مویشی خانہ بنا دیتا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا! اب وہ تن کر بیٹھ گیا تھا۔ مگر آنکھوں میں سرخی تھی، بالکل ایسی ہی جیسے بہت دیر تک روتا رہا ہو۔

"کیا یہ سچ ہے کہ تم ذہنی فتور میں مبتلا ہو! یہاں ہوٹل میں یہی مشہور ہے۔"

دفعتاً عمران کو لڑکی کے دونوں ساتھی دکھائی دیئے۔ اُس نے بظاہر ان پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی تھی۔ لیکن حقیقت اس سے پوشیدہ نہیں رہی تھی کہ وہ دونوں لڑکی کو غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

لڑکی انہیں دیکھتے ہی اٹھ گئی لیکن وہ اس کی میز پر نہیں رکے۔ شاید وہ اوپری منزل پر اپنے کمروں میں جا رہے تھے۔ لڑکی بھی زینوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔ عمران جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ مگر کچھ دیر بعد اُسے اٹھنا ہی پڑا کیونکہ وہ ان لوگوں پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔

اپنے کمرے میں آ کر اس نے لباس تبدیل کیا اور پلاسٹک کی وہ ناک نکالی جس کے نیچے گھنی مونچھیں بھی موجود تھیں۔ یہ اس کا ریڈی میڈ میک اپ تھا جو اکثر راہ چلتے ہی ہو جاتا تھا۔ ناک کا خول ناک پر فٹ ہو جاتا تھا اور مونچھیں اوپری ہونٹ پر فٹ ہو جاتی تھیں۔ اس نے فی الحال اُسے کورٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

مسئلہ مشکل تھا اس لئے اُسے سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ اس کا شبہ درست ہی نکلتا۔ یعنی وہ تینوں حقیقتاً اس جرم میں ملوث ہی تھے.... ویسے والٹن اور گروبر کو اس نے بلاشبہ گیند کی طرف جھپٹتے دیکھا تھا اور اسے مدنظر رکھ کر اس نے جو نظریہ قائم کیا تھا اس میں اتنی جان تو تھی ہی کہ وہ کوئی طریق کار متعین کر کے اس پر کچھ وقت صرف کر سکتا۔ وہ کمرے سے نکلا۔ ابھی تک وہ اپنی ہی ناک میں تھا یعنی مصنوعی ناک نہیں استعمال کی تھی۔

ڈائننگ ہال میں پروگرام شروع ہو چکا تھا! ہال کی روشنی گل کر دی گئی اور صرف سٹیج بے حد روشن تھا۔ لیکن ہال میں بھی اندھیرا نہیں تھا۔ اسٹیج کی روشنی اتنی تیز تھی کہ اس کے عکس نے ہال کو تاریک ہو جانے سے بچا لیا تھا! عمران وہاں رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ انہیں زینوں پر تھا جن سے گذر کر والٹن لزی اور گروبر بالائی منزل پر گئے تھے۔

اب عمران کے چہرے پر مصنوعی ناک اور گھنی مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ بالکل شرابیوں کے سے انداز میں چلتا رہا.... جیسے ہی وہ دوسری راہداری پر مڑا اُسے وہ تینوں نظر آگئے۔ عمران پیشاب خانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ لوگ قریب ہی کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔ شاید کوئی مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ عمران نے پیشاب خانے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

اُن میں سے ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ "فضول ہے اس کے متعلق قطعی نہ سوچو اسے وہم کہتے ہیں! اگر تم کہیں جا رہے ہو اور راستے میں تمہیں خیال آجائے کہ لباس میں کسی قسم کا بے ڈھنگا پن پیدا ہو گیا ہے تو تم اس وہم میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ سارے راہ گیر تمہارے لباس کے اُسی عیب کو دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہوتی کوئی تمہاری طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ مگر تم خواہ مخواہ بور ہوتے رہتے ہو۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی تمہیں وہم ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ تمہیں شبہے کی نظر سے دیکھتے ہیں۔"

"اُف.... فوہ!" دوسرا بولا۔ "اتنی لمبی تقریر! آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔"

"یہی کہ بہت زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت نہیں ہے! ورنہ تم سے لاتعداد غلطیاں سرزد ہوں گی۔"

"یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آئی۔" لزی کی آواز آئی۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔" غصیلے لہجے میں جواب ملا! "تم تو حد سے زیادہ لاپرواہ ہو۔ آخر ایک ایسے آدمی کے ساتھ بیٹھنا کہاں کی عقل مندی تھی جسے.... خیر جانے دو۔ میں فی الحال کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بس تم دونوں روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں دو گھنٹے کے اندر وہاں پہنچنا ہے۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے قدموں کی آوازیں سنیں جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ بھی باہر نکل آیا.... اس نے انہیں زینوں کی جانب مڑتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں تھا۔ گروبر اور لزی باہر آئے شاید انہیں والٹن ہی کی طرف سے کہیں جانے کی ہدایت ملی تھی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ عمران نے بھی عجلت ہی میں دوسری ٹیکسی سنبھالی تھی۔ لیکن اس کی ٹیکسی اس وقت تک حرکت میں نہیں آئی جب تک کہ اگلی ٹیکسی نے کچھ فاصلہ نہیں طے کر لیا۔

تعاقب سلیقے سے ہو رہا تھا۔ عمران کا ٹیکسی ڈرائیور سمجھا تھا شاید وہ اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا اس لئے اس نے موقع نکال کر ایسی بھاگ دوڑ کی کہانیاں چھیڑ دیں اور عمران کچھ دیر بعد اکتا کر بولا۔ "وہ میری بے وفا بیوی ہے۔"

"ارے.... اُف فوہ۔" ٹیکسی ڈرائیور بوکھلا کر بولا۔ "پھر آپ کیا کریں گے۔"

"جہاں وہ جائے گی وہاں میں بھی جاؤں گا۔"

"صاحب کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گی کہ میں خواہ مخواہ دھر لیا جاؤں۔"

"ہاہا.... ارے.... نہیں تم غلط سمجھے! وہ اپنے خالو کے ساتھ جا رہی ہے۔"

"پھر آپ نے بے وفا کیوں کہا تھا۔"

"نہیں تو۔ تم نے غلط سنا ہو گا! میں دراصل اسے اس وقت متحیر کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی ابھی باہر سے آیا ہوں! اس سے ملاقات نہیں ہوئی.... ہاہا.... بڑا لطف رہے گا۔"

"مگر ڈرائیور شاید اب بھی غیر مطمئن تھا۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں جناب!" ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "ہم قانوناً کسی دوسری ٹیکسی کا تعاقب نہیں کر سکتے! ہاں پولیس کے لئے ہم مجبور ہیں۔"

"پھر تو کیا میں اتر جاؤں۔"

"آپ خود سوچئے جناب....!"

"پرواہ مت کرو میں اس ٹیکسی کے پیچھے نہیں ہوں بلکہ وہ ٹیکسی میرے آگے ہے یعنی کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیسے سمجھاؤں۔"

"دفعتاً اس نے ٹیکسی کو ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں مڑتے دیکھا۔ یہ سردار گڈھ کا ایک مشہور نائٹ کلب کریسنٹ تھا۔

"اچھا بھائی لے اتار دے!" عمران نے کہا۔ "کان پکڑ لئے.... آئندہ بیوی تو کیا.... بیوی کے باپ کا بھی تعاقب نہیں کریں گے۔"

ڈرائیور نے ٹیکسی سڑک کے کنارے لگا دی۔

عمران نے نیچے اتر کر کرایہ ادا کیا اور لنگڑاتا ہوا کریسنٹ کی طرف چلنے لگا۔

"کریسنٹ ایک شاندار نائٹ کلب تھا۔ دور دور تک اس کی شہرت تھی۔ سیزن میں

خصوصیت سے ذی حیثیت سیاحوں سے بھرا رہتا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوا.... آرکسٹرا جاز بجا رہا تھا اور دودھیا رنگ کی روشنی سارے ہال میں بکھری ہوئی تھی۔ اس نے گروبر اور لزی کو جلد ہی دیکھ لیا! میز پر ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آس پاس کی کئی میزیں بھی خالی تھیں۔

عمران نے ایک میز منتخب کی اور ان کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔

وہ دونوں خاموش ہی تھے۔ لزی نے کچھ دیر بعد ویٹر کو بلا کر وہسکی اور پورٹ طلب کیں! پھر ویٹر کے جانے کے بعد گروبر سے بولی۔

"والٹن شاید اس بات پر خفا ہو گیا ہے کہ میں اس احمق کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔"

"میرا بھی خیال ہے کہ تم نے غلطی کی تھی۔"

"کیوں؟ ایک نہیں درجنوں آدمیوں کو میں نے اس سے گفتگو کرتے دیکھا ہے" پھر ہنس کر کہا۔ "ورنہ تم جانتے ہی ہو کہ میں نے آج تک کسی مرد پر رحم نہیں کیا۔"

"تم اتنی اکڑنے کیوں لگی ہو۔" گروبر بولا۔

"اس لئے کہ میں تم سبھوں کی عقل ہوں۔"

"اس کے باوجود بھی تمہیں احمقوں پر رحم آتا ہے۔ مگر میں اسے احمق نہیں سمجھتا۔ وہ یقینی طور پر کوئی رنگین مزاج رئیس زادہ ہے اور لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے مضحکہ خیز حرکتیں کرتا ہے۔"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔"

"کوئی دلیل....!"

"ختم کرو! میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ ہو سکتا ہے کہ میں اسے پسند کرنے لگی ہوں۔"

"آہا.... تم....!" وہ طنزیہ انداز میں ہنسا۔ "کیا اب پتھر میں جونک لگے گی۔"

"خاموش رہو۔" لزی کا لہجہ غصیلہ تھا۔

"جھگڑا کرو گی.... کیوں؟"

لزی نے کوئی جواب نہ دیا! اتنے میں ویٹر شراب کی ٹرے لایا۔

"چلو.... اٹھاؤ!" لزی بولی۔ "اب اس وقت میں الجھن پیدا کرنے والی باتیں سننا پسند نہ روں گی۔"

عمران نے اپنے لئے کافی منگائی تھی۔

پھر لزی اور گروبر پیتے اور اوٹ پٹانگ باتیں کرتے رہے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ آخر وہ دونوں یہاں کیوں بھیجے گئے ہیں! ویسے ان کی گفتگو سے تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے ان کے متعلق کوئی نظریہ قائم کرنے میں غلطی نہیں کی۔

"ارے لزی بس!" دفعتاً گروبر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آج تو تم پلاتی ہی چلی جا رہی ہو! نہیں اب نہیں۔ کام بھی تو کرنا ہے۔"

"کام کی فکر تمہیں نہ ہونی چاہئے۔ وہ تو مجھے کرنا ہے۔" لزی نے کہا۔

"ہام" گروبر کی آواز میں ہلکی سی غراہٹ بھی شامل تھی۔

اس دوران میں عمران نے کرسی بدل لی تھی اور انہیں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے گروبر کی آنکھوں میں بے اعتباری پڑھ لی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے لزی کے بیان پر یقین نہ آیا ہو۔

دفعتاً وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹیک کر جھکتا ہوا غرایا۔ "کیوں؟ کیا کھیل ہے۔"

"کیسا کھیل؟" لزی کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"میں اس روسیاہ کی طرف سے مطمئن نہیں رہتا اس لئے مجھے شبہ ہے کہ وہ بھی مجھے شبہے کی نظر سے دیکھتا ہے۔"

"تم ایسے بُرے الفاظ میں اس کا تذکرہ نہ کرو۔" لزی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "کیونکہ میں اسے پوجتی ہوں۔ وہ میرا ہیرو ہے۔"

"وہ تمہارا ہیرو ہے۔" گروبر کا لہجہ زہریلا تھا۔ "لیکن تم شاید اس کے صحیح نام سے بھی واقف نہ ہو! اُس کی شکل بھی نہ دیکھی ہو۔"

"یہی تو سب سے بڑی کشش ہے اُس میں۔"

"جہنم میں جھونکو اُسے!" گروبر میز پر گھونسہ مار کر غرایا۔ "اس وقت کی بات کرو۔ تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو!"

"میں لائی ہوں.... یا والٹن نے بھیجا ہے۔"

"کیا وہ کام جو میرے علم میں لایا گیا تھا وہی اصلیت ہے یا.... پھر؟"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ البتہ ہمیں جو کام کرنا ہے اس کے لئے تقریباً ایک گھنٹے تک

انتظار کرنا پڑے گا۔ مگر میری دانست میں یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کام ہو ہی جائے کیونکہ اگر وہ نہ آیا تو کیا ہم ہوا کی حجامت بنائیں گے۔"

"کچھ بھی ہو۔" وہ آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ "تم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اتنی پلا دی... میرا دماغ قابو میں نہیں ہے۔"

"ارے۔ تم کیوں فکر کرتے ہو! میں سب کچھ ٹھیک کرلوں گی۔"

گروبر کرسی کی پشت سے ٹک گیا اور آنکھیں بند کرلیں۔! لزی اسے ایسی نظروں سے دیکھتی رہی جیسے کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔

پھر عمران نے گروبر کو میز پر سر ٹیکتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑاتا بھی جارہا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں وہ خاموش ہوگیا! عمران نے لزی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ دیکھی جسے وہ کوئی مخصوص معنی نہ پہنا سکا۔

"گروبی.... گروبی...." لزی نے گروبر کا شانہ ہلا کر آواز دی لیکن کوئی جواب نہ ملا! لزی اس کا شانہ چھوڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔

پھر عمران نے دیکھا کہ تین مختلف گوشوں سے تین آدمی اٹھ کر لزی کی میز کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ تینوں وضع قطع سے مہذب اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے۔ ان کے لباس بھی معمولی نہ تھے۔

لزی ان سے آہستہ آہستہ کچھ کہتی رہی پھر اُن میں سے دو آدمیوں نے گروبر کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھا دیا! لیکن وہ اپنی قوت سے کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔! اُس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں اور وہ گہری سانسیں لے رہا تھا۔

لزی بھی اٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ تیسرے آدمی کے ساتھ آگے چل رہی تھی اور وہ دونوں گروبر کو زبردستی چلانے کی کوشش کررہے تھے۔ بدقت تمام وہ اُسے کمپاؤنڈ میں لے جاسکے۔

وہاں سے لزی تو تنہا ایک طرف چل دی اور گروبر ان تینوں کے ساتھ رہ گیا! عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ انہیں تینوں کا تعاقب کرے گا۔

اب وہ گروبر کو ایک جانب گھسیٹنے لگے۔ وہاں کئی ٹیکسیاں بھی موجود تھیں۔ لیکن وہ اسے پیدل

ہی گھسیٹتے رہے۔ اس سے عمران نے اندازہ کرلیا کہ وہ زیادہ دور نہیں جائیں گے۔ نائٹ کلب کرینٹ کے آس پاس آبادی نہیں تھی۔ البتہ پہاڑوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے اور ایسا سناٹا ان پر مسلط تھا جیسے صدیوں سے ان میں کسی قسم کی آواز ہی نہ سنی گئی ہو۔

کلب سے کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک طرف نشیب میں اترنے لگے۔ عمران چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا برابر ان کا تعاقب کررہا تھا۔

"ایک جگہ اس نے انہیں رکتے دیکھا۔ گروبر ان کی گرفت میں کھڑا جھوم رہا تھا اور اُس کے حلق سے بے ہنگم قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ مطلع صاف تھا اس لئے تاروں کی چھاؤں میں ان کے تاریک سائے تو کم از کم دیکھے ہی جاسکتے تھے!

دفعتاً کسی نے کہا۔ "بس اب گرا کر ذبح کر ڈالو۔"

لیکن پھر ان میں ابتری پھیل گئی کیونکہ جھومتا ہوا سایہ یک بیک ان کی گرفت سے نکل کر کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا تھا۔

"کتے کے پلو" گروبر غرا رہا تھا۔ "تم لوگ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ آج کی رات مجھ پر سخت ہے۔"

"عمران نے سوچا کہیں اتنی سخت نہ ہو جائے کہ اندھیرے میں اس کی آنتیں ہی پیٹ سے باہر آجائیں۔ کیونکہ وہ اسے یہاں ذبح کرنے کے لئے لائے تھے۔ ان کے پاس چھرا یقینی طور پر ہوگا۔ یہ سوچ کر اس نے اوپر ہی سے ہانک لگائی۔ "ارے یہ کیا ہو رہا ہے.... کون ہے! عزیز، عبدل، نصیر، موتی، رامو.... دوڑو.... دوڑو.... دیکھو کون لوگ ہیں۔"

"لڑنے والے یک بیک منتشر ہوگئے اور پھر تین سائے تو نشیب میں دوڑتے چلے گئے اور ایک "بچاؤ بچاؤ" چیختا ہوا اوپر کی طرف دوڑا۔ عمران بڑی تیزی سے ایک جانب ہٹ کر کھڑا ہوگیا اور پھر جیسے ہی گروبر اوپر پہنچا عمران نے آہستہ سے کہا "شکریہ ادا کرو۔"

"تم کون ہو دوست؟" گروبر کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"ایک بہت بڑا آدمی۔" عمران نے جواب دیا۔

"قریب آؤ۔"

"تم اپنی حفاظت کرو۔ مجھے قریب بلانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میری صورت میں تمہیں

جواہرات جڑے ہوئے نہیں نظر آئیں گے!" عمران نے جواب دیا۔ "مگر ٹھہرو! میں تمہیں یہاں نہیں مل سکتا۔ مجھے بتاؤ کہ اب تم کہاں جاؤ گے ظاہر ہے کہ والٹن اور لزی تمہیں زندہ دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔"

"اوہو.... تو تم بہت کچھ جانتے ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال درست ہو۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر گروبر نے کہا۔ "میں لال باغ کے ساتویں بنگلے میں تمہیں مل سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے.... اب جاؤ۔"

کچھ دیر تک پھر خاموشی رہی۔ لیکن اس بار گروبر نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ اس کی بجائے عمران نے اس کے قدموں کی چاپ سنی جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھی۔



دوسری صبح عمران نے ہوٹل میں والٹن اور لزی کو چیک کیا! وہ وہیں تھے۔ اُن کے چہروں پر اسے تشویش کے آثار نہیں دکھائی دیئے تھے۔ گویا انہیں اس کی پرواہی نہیں تھی کہ اُن کے شکار پر کیا گذری۔

گروبر ہوٹل میں نہیں نظر آیا۔ عمران نے پچھلی رات ہی کو اطمینان کر لیا تھا کہ گروبر نے اپنی جائے قیام کے متعلق غلط بیانی نہیں کی تھی وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں نظر آیا تھا۔ مگر عمران اس سے ملا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی لاعلمی میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس بنگلے میں موجود ہے یا نہیں۔

کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان اسی دن سردار گڈھ پہنچ گئے اور انہوں نے عمران کو فون پر اپنی آمد کی اطلاع دی۔ وہ دو مختلف ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے۔ غالباً بلیک زیرو نے بحیثیت ایکس ٹو انہیں اسی قسم کی ہدایت دی تھی۔

عمران نے کیپٹن خاور کو گروبر کی نگرانی پر مامور کر دیا! اور لیفٹیننٹ چوہان کو ہدایت دی کہ وہ والٹن اور لزی پر نظر رکھے....! مگر اس آدمی کا مسئلہ باقی تھا جو ہسپتال میں ایک پاگل مریض

کی حیثیت سے زیرِ علاج تھا.... عمران اس کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر ابھی تو بہتیری باتیں معلوم کرنی تھیں! مثلاً وہ لوگ جو گیندوں کے شکار ہوئے تھے کون تھے! کس طبقے سے تعلق رکھتے تھے ان کی شناخت بھی ہو سکی تھی یا نہیں۔

اس کے علاوہ لزی والٹن اور گروبر کے معاملات بھی کچھ کم غور طلب نہ تھے۔ پچھلی رات اس نے لزی اور گروبر کی گفتگو سنی تھی۔ گروبر نے کسی "روسیاہ" کا تذکرہ بہت بُرے لہجے میں کیا تھا! جس پر لزی نے خود اُسے بُرا بھلا کہتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اُس کا تذکرہ بُرے لہجے میں نہ کرے کیونکہ وہ اس کا ہیرو تھا اور وہ اسے بہت پسند کرتی تھی۔ پھر جب گروبر نے کہا تھا کہ شاید اس نے کبھی اس کی شکل بھی نہ دیکھی ہو، اور نہ یہ جانتی ہو کہ وہ حقیقتاً کون ہے تو اس پر لزی خاموش ہو گئی تھی۔ یہ روسیاہ کون تھا جو لزی کا ہیرو ہونے کے باوجود بھی اس کے لئے ایک نامعلوم آدمی تھا۔ کیا وہ اس کا سربراہ تھا؟ عمران بڑی دیر تک سوچتا رہا۔ گروبر کے اندازِ گفتگو سے یہی قیاس کیا جا سکتا تھا کہ وہ گم نام "روسیاہ" ان کا سرغنہ ہی تھا اور چونکہ گروبر اُس کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا اس لئے اسے ختم کرا دینے کی اسکیم بنائی گئی تھی۔

مگر کیا گروبر اتنی قوت رکھتا تھا کہ اس روسیاہ سے ٹکرا جاتا؟ اب عمران اس مسئلے پر غور کرنے لگا! لزی اور اس کے ساتھی گروبر کو کریسنٹ کلب سے اچھی حالت میں نہیں لے گئے تھے! یعنی اُسے اتنا تیز نشہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے پیروں سے چل بھی نہیں سکتا تھا! لیکن پھر دس یا پندرہ منٹ بعد یک بیک اس طرح ہوش میں آجانا کیا معنی رکھتا تھا؟ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ اسے اس حادثے کی اطلاع پہلے ہی سے تھی اور اس نے اتنی زیادہ ہرگز نہیں پی تھی کہ خود کو قابو میں نہ رکھ سکتا۔

عمران کا ذہن پھر والٹن اور لزی کی طرف بہک گیا.... کیا والٹن اس گروہ کا کوئی اہم آدمی ہے؟.... اس کی کیا حیثیت ہے!.... وہ دیر تک اُس کے متعلق سوچتا رہا پھر اٹھ گیا! گھڑی پانچ بجا رہی تھی! اسے چھ بجے کیفے گرین میں خاور اور چوہان سے ملنا تھا! وہ ہوٹل سے نکلا اور کیفے گرین کے لئے ایک ٹیکسی کی! لیکن وہ اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔

کیفے گرین پہنچ کر اُسے تقریباً بیس منٹ تک ان دونوں کا انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران میں عمران برابر تاڑتا رہا تھا کہ کہیں اس کا تعاقب تو نہیں کیا گیا۔ لیکن اسے اس قسم کے آثار نظر

ہیں آئے۔

خاور اور چوہان پانچ یا چھ منٹ کے وقفے سے کیفے میں داخل ہوئے تھے۔

"کہئے عمران صاحب کیا چکر ہے!" لیفٹیننٹ چوہان نے ہنس کر پوچھا۔

"ارے یار کیا بتاؤں.... شرم آتی ہے۔" عمران نے شرمیلے انداز میں کہا۔ "میں نے دراصل اپنے ایک نجی کام کے سلسلے میں ایکس ٹو سے درخواست کی تھی کہ مجھے کیپٹن خاور لیفٹیننٹ چوہان چند دنوں کے لئے عطا کئے جائیں۔"

"نجی کام کے لئے ہم لوگ استعمال کئے جارہے ہیں۔" چوہان نے معنی خیز نظروں سے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا مطلب!" خاور نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم مجھے گروبر کے متعلق بتاؤ۔"

"لال باغ کے ساتویں بنگلے میں صرف ایک آدمی رہتا ہے۔ لیکن اس کا وہ حلیہ نہیں ہے جو آپ نے بتایا تھا اور اب اس کا نام بھی گروبر نہیں ہے۔ پھاٹک پر جو نام کی تختی ہے اس پر پی سندرم ایڈووکیٹ تحریر ہے۔"

"حلیہ کیا ہے۔ پیارے.... کپتان صاحب!"

"گول چہرہ.... گھنی مونچھیں.... اور پیشانی پر چوٹ کا لمبا سا داغ۔"

"ہام۔" عمران لمبی سانس لے کر اپنا سر کھجانے لگا۔

حلیہ گروبر کا نہیں تھا۔ اور عمران نے اس بنگلے کے پھاٹک پر کسی کے نام کی تختی بھی نہیں دیکھی تھی! عمران نے سوچا کیا وہ وہاں سے کھسک گیا۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہاں اُس حلئے کا کوئی آدمی نہیں ہے جو میں نے تمہیں بتایا تھا۔"

"وہاں اُس بنگلے میں اُس حلئے کا کوئی آدمی نہیں رہتا۔ پڑوسیوں سے میں اس کی تصدیق کر چکا ہوں۔"

"یہ پی سندرم کیسا آدمی ہے۔"

"خوش اخلاق، ہنس مکھ اور دوسروں کے کام آنے والا۔"

"سبحان اللہ....!" عمران بے حد خوش نظر آنے لگا.... انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے پی سندرم خاور کا کوئی رشتہ دار رہا ہو اور عمران نے خاور کا دل رکھنے کے لئے اُس کی تعریف سن کر خوشی ظاہر کی ہو۔

پھر اس نے چوہان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "تم کیا خبر لائے ہو۔"

"لزی ایک خوبصورت لڑکی ہے عمران صاحب۔" چوہان نے کہا۔

"تمہیں پسند تو نہیں آئی۔" عمران نے گھبرا کر پوچھا۔

"بہت زیادہ عمران صاحب۔"

"بیڈ لک" عمران بسور کر بولا۔ "اب مجھے تمہاری بھی نگرانی کرانی پڑے گی۔"

"کیوں"

"وہ والٹن اور گروبر کو بھی پسند ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"پتہ نہیں کیوں مجھے ان لوگوں پر بے حد غصہ آتا ہے۔ جو اُسے پسند کرتے ہیں۔ میں نے تم لوگوں کو اس لئے بلوایا ہے کہ یہ معلوم کرو کہ وہ دونوں اُسے کیوں پسند کرتے ہیں۔"

"اگر یہ حقیقت ہے تو ایکس ٹو پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔" چوہان بولا۔

"ضرور بھیجو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں اُس کے لئے کام کرتا ہوں! اِس لئے اُسے میرے کام آنا چاہئے.... میں آج کل بہت پریشان ہوں۔ ابھی تو مجھے اس کا بھی پتہ لگانا ہے کہ خود میں اُسے کیوں اتنا پسند کرتا ہوں۔"

چوہان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "بہت گہرے ہو استاد اصل معاملے کی ہوا بھی نہ لگنے دو گے۔ خیر ہاں تو میں نے والگا سے اُس کا تعاقب شروع کیا تھا۔ وہ تنہا تھی۔ والٹن اس کے ساتھ نہیں تھا وہ سب سے پہلے سول ہسپتال گئی تھی۔" عمران کو وہ پاگل مریض یاد آگیا جو گیندوں ہی کے سلسلے میں زخمی ہو کر سول ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"سول ہسپتال سے وہ کہاں گئی تھی۔"

"یہی بتانے جا رہا تھا۔" وہ حقیقتاً ایک سمجھ میں نہ آنے والی لڑکی ہے.... میں یہ سوچ بھی

نہیں سکتا تھا کہ وہ اُسی ہسپتال میں نرس کے فرائض انجام دیتی ہوگی۔"

"کیا.....!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سب سے پہلے وہ ہسپتال کی عمارت میں گئی تھی اور پھر وہاں سے ہسپتال کے ایک رہائشی کوارٹر میں گئی اور جب وہاں سے دوبارہ برآمد ہوئی تو اس کے جسم پر نرسوں جیسا لباس تھا۔ وہ پھر ہسپتال کی عمارت میں چلی آئی۔ پھر میں نے اُسے جنرل وارڈ کے مریضوں کی خبر گیری کرتے ہوئے دیکھا۔ چھان بین کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ وہ شوقیہ یہ کام کرتی ہے۔ اس کے لئے اُسے تنخواہ نہیں ملتی! چونکہ کئی ڈاکٹر اس پر بُری طرح ریجھے ہوئے ہیں لہٰذا اس کے اس شوق کی تکمیل بہ آسانی ہورہی ہے اور وہ روزانہ تقریباً دو گھنٹے کوئی معاوضہ لئے بغیر وہاں نرس کے فرائض انجام دیتی ہے۔"

"دو گھنٹے بعد وہ کہاں گئی تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"دو گھنٹے بعد۔" چوہان نے ایک طویل سانس لی اور خاور کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "دو گھنٹے بعد پھر ہوٹل میں واپس آگئی تھی.... قصہ دراصل یہ ہے کہ آج اُس نے مجھے تھکا مارا کیونکہ بیس ہی منٹ بعد وہ دوبارہ باہر جانے کے لئے تیار ہوگئی تھی اور اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا.... لیکن براہِ کرم اب یہ نہ پوچھئے گا کہ وہ کہاں گئے تھے۔"

"کیوں؟"

"وہ کہیں بھی نہیں گئے تھے۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"وہ کہیں نہیں گئے تھے۔ انہوں نے صرف پورے سردار گڈھ کا ایک چکر لگایا تھا اور اس کے بعد پھر والگا میں واپس آگئے تھے۔"

"ہوں....!" عمران نے اپنے دیدے نچائے اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"لزی سول ہسپتال میں نرس کے فرائض کب سے انجام دے رہی ہے۔"

"زیادہ دن نہیں ہوئے۔" چوہان نے کہا۔ "صرف ایک ماہ سے! اف فوہ! کتنا فلرٹ کرتی ہے وہ ڈاکٹروں سے۔"

"اب میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے گٹھیا ہوجائے۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں۔!"

"کبھی کسی سے عشق ہوا ہے تمہیں۔" عمران نے بسور کر پوچھا۔

"مجھے اُلو نہ بناؤ پیارے۔" چوہان ہنس پڑا۔

"اچھا۔" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

خاور نے لیفٹیننٹ چوہان سے کہا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ یہ حضرت اُسی گیند والے کیسوں کے چکر میں ہیں۔ آج مجھے یہاں کیپٹن فیاض بھی نظر آیا تھا۔"

عمران نے اُس پر ایک متفکرانہ نظر ڈالی اور پھر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ اب وہ صرف چوہان اور خاور کی گفتگو سن رہا تھا۔ ان دونوں نے ان کیسوں کے متعلق ایک طویل بحث چھیڑ دی تھی۔ اس کا سلسلہ تقریباً آدھے گھنٹے تک قائم رہنے کے باوجود بھی وہ کوئی نظریہ نہیں قائم کرسکے! آخر عمران نے خاور سے کہا۔ "یہ پی سندرم ایڈووکیٹ اپنے کچھ دلال بھی رکھتا ہوگا۔ مطلب یہ کہ ایسے لوگ جو اُس کے لئے کیس تلاش کرتے ہوں۔"

"ہم نے ابھی اتنی زیادہ معلومات نہیں فراہم کیں۔"

"مجھے کم از کم ایسے ایک آدمی کا نام اور پتہ چاہئے۔"

"کل شام سے پہلے ناممکن ہے!"

"میں اس کے لئے صرف چھ گھنٹے کی مہلت دے سکتا ہوں۔" عمران نے خاور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"دیکھو یار!" خاور مسکرایا۔ "دھونس دھڑلے سے کام نکالنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ میں بیزار ہوکر یہاں سے چلا جاؤں گا اور میری جگہ تنویر متعین کردیا جائے گا۔ پھر سوچو کیسی جوتیوں میں دال بٹے گی۔"

"صرف چھ گھنٹے" عمران کا لہجہ سخت تھا۔



دوسری صبح ناشتہ کے دوران میں پھر لزی سے ملاقات ہوگئی... وہ خود ہی عمران کی میز پر آئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھی رہی اور عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں سر جھکائے بیٹھا رہا جیسے وہ اُس کے عزیز کی تعزیت کرنے آئی ہو۔

آخر جب یہ خاموشی لزی کو شاید گراں گذرنے لگی تو اس نے پوچھا۔

"تم نے اپنے بھائی کے لئے کیا کیا۔"

"اب اس کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں کہ اپنی آدھی جائیداد اسی کے نام منتقل کردوں کیونکہ اُسے تو یقینی طور پر پھانسی ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب!" لزی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اب کیا بتاؤں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "پچھلی رات میں نے خواب میں دیکھا ہے جیسے میرے بھائی ہی نے اُسے چھری ماری ہو۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"مطلب یہ کہ ایسا ممکن ہے۔!"

"آخر کیوں؟ کیا پہلے سے دشمنی تھی۔"

"نہیں بلکہ اُس گیند کی وجہ سے اُس کا دماغ چل گیا ہوگا۔ گیندوں پر نظر پڑتے ہی وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اس شدت سے غصہ آتا ہے کہ وہ اپنے قریب کھڑے ہوئے کسی آدمی کی گردن تک مروڑ سکتا ہے۔"

"تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔" لزی ہنس پڑی۔

"مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے اس بات سے۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ارے لوگ تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں! میں کیا کسی کو بے قوف بناؤں گا۔"

"تم نے اُس کی ضمانت کے لئے کوشش کیوں نہیں کی۔!" لزی نے کہا۔

"غیر ضروری ہے اُسے پھانسی تو ہو ہی جائے گی۔ پھر خواہ مخواہ وقت کیوں برباد کیا جائے۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔"

"یہ جملہ بھی میرے لئے نیا نہیں ہے! پتہ نہیں کیوں لوگ مجھے بچپن ہی سے عجیب کہتے اور سمجھتے آئے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتی کہ اُس کے خلاف ثبوت مہیا کئے بغیر اُسے کیسے پھانسی دے دی جائے گی۔"

"اوہ....! میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا! مجھے صاف صاف کہنا پڑے گا کہ گیند اس کی بہت بڑی کمزوری ہے! اکثر وہ درجنوں گیندیں چبائے بغیر نگل گیا ہے۔"

لزی پھر ہنسنے لگی۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بے چین سی بھی نظر آنے لگی ہے۔

لیکن وہ اس کی وجہ نہ سمجھ سکا۔ اس نے کنکھیوں سے ہال کا جائزہ بھی لیا مگر وہ صرف مضطرب تھی کسی طرف متوجہ نہیں تھی! تو پھر وہ کوئی خیال ہی رہا ہوگا جس نے اسے غیر متوقع طور پر مضطرب کر دیا تھا۔

وہ اس طرح اٹھی جیسے بے خیالی میں یہ فعل اُس سے سرزد ہوا ہو۔ پھر یک بیک چونک کر بولی۔ "میں تم سے پھر ملوں گی! مجھے تمہارے بھائی کی گرفتاری پر افسوس ہے۔"

وہ ایک طرف چلی گئی! اور عمران سوچتا ہی رہ گیا کہ آخر اس سے کیا چاہتی ہے اس طرح خواہ مخواہ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

کیا یہ لوگ خود اُس کے چکر میں ہیں؟ اُسے پچھلی شام ہی شبہ ہوا تھا جس وقت چوہان نے یہ رپورٹ دی تھی کہ لزی اور والٹن نے سردار گڈھ کے چکر لگائے تھے۔ یونہی بلا مقصد چکراتے پھرنا بھی کسی نہ کسی مقصد کا حامل ضرور رہا ہوگا۔ کہ اس طرح وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کہیں اُن کا تعاقب تو نہیں ہو رہا؟

اگر یہی بات تھی تو چوہان یقینی طور پر اُن کی نظروں میں آ گیا ہوگا۔ اس نکتے پر مزید غور کرنے سے پہلے ہی اُسے ایک خطرے کا احساس ہوا۔ اور وہ سوچنے لگا کہ کہیں خود انہی کی نگرانی نہ شروع ہو گئی ہو۔

اُس نے ناشتہ ختم کیا اور کچھ دیر ہال ہی میں وقت برباد کرنے کے بعد اپنے کمرے میں چلا آیا۔ کمرے کے وسط میں چھوٹی گول میز پر سرخ رنگ کا ایک لفافہ دیکھ کر اسے رک جانا پڑا۔ جب وہ کمرے سے گیا تھا تب اس قسم کا کوئی لفافہ وہاں موجود نہ تھا۔ عمران نے اُسے اٹھایا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اس پر کوئی تحریر نہیں تھی۔ لیکن اس کے اندر تہہ کیا ہوا کاغذ ضرور تھا۔

عمران نے لفافہ چاک کر کے کاغذ نکالا! کاغذ پر تحریر نظر آئی۔

"میرا خیال ہے کہ ہم سے کوئی بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ کیونکہ مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا تعاقب کیا جا رہا ہو۔ چوہان کا بھی کم و بیش یہی خیال ہے، آپ ذرا ہوشیار رہئے گا۔ یہ لوگ بہت چالاک معلوم ہوتے ہیں.... پی سندرم ایڈووکیٹ زیادہ تر فوجداری کے مقدمات کرتا ہے۔ مجھے حالات کا علم ہو چکا ہے! شاید آپ اس سے صفدر کی ضمانت کے سلسلے میں گفت و

شنید کرنا چاہتے ہیں! لیکن گروبر کا مسئلہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آسکا.... ہمیں سارے حالات سے آگاہی ہونی چاہئے۔ ورنہ شاید ہم دھوکا کھا جائیں۔"

"کھا بھی جاؤ....!" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے خط چاک کر دیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُس نے خاور اور چوہان سے میک اپ میں نہ مل کر سخت غلطی کی تھی۔

کچھ دیر بعد اُس نے ایک طویل سانس لی اور بڑبڑایا۔ "اچھا دوستو! اگر تم میرے پیچھے ہو تو میں تمہیں پاگل ہو جانے پر مجبور کر دوں گا۔"

اس نے لباس تبدیل کیا اور دروازہ کھول کر راہداری میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا! دونوں طرف سناٹا تھا۔

باہر نکل کر دروازہ مقفل کرنے کے بعد اس نے اپنی ناک پر پلاسٹک کی مصنوعی ناک جمائی اور گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

ہال میں لزی پھر دکھائی دی! اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا۔ عمران نے سوچا کہ اگر کچھ دیر ان لوگوں سے بھی صحبت رہے تو کیا بُرا ہے ہو سکتا ہے بے خبری کے عالم میں اُن کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل ہی جائے جس پر وہ اپنی تفتیش کی بنیاد رکھ سکے۔

وہ ان کے قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھ گیا! فاصلہ اتنا تھا کہ اگر وہ آہستہ گفتگو کرتے تب بھی عمران کچھ نہ کچھ تو سن ہی لیتا۔

لزی والٹن سے کہہ رہی تھی۔ "میں اب بہت شدت سے بور ہو رہی ہوں۔ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہئے۔"

"سلسلہ ختم کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔" والٹن بولا۔

"پھر بتاؤ! میں کیا کروں! اب میں کچھ دن صرف آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ کھیل تو اب ختم ہی سمجھو۔" والٹن بولا۔ "کیوں کہ اب یہ مخدوش ہو گیا ہے۔"

"ہاں۔" لزی نے ایک طویل سانس لی، کچھ دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔ "گروبر کے مسئلے میں تم خاموش ہو! میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ تمہاری دانست میں وہ ناقابل اعتماد تھا! اس لئے تم نے اُسے راستے سے ہٹا دینا چاہا تھا۔ لیکن وہ نکل گیا۔"

"اس کی تلاش جاری ہے۔" والٹن نے کہا۔ اس تذکرے پر وہ کچھ متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔

"کیا تمہیں اُس کے متعلق کوئی ہدایت ملی تھی۔" لزی نے پوچھا۔

"نہیں! اتنے اختیارات مجھے بھی ہیں کہ میں ایسے معاملات سے خود ہی نپٹ لوں۔"

"لیکن تم نہیں نپٹ سکے۔" لزی نے کہا۔ "ہو سکتا ہے تمہاری یہ غلطی ہم پر تباہی نازل کرے۔"

"اوہ ختم کرو۔" والٹن بُرا سا منہ بنا کر غرایا۔

"اچھا اب اس احمق کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے۔"

"تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے۔"

"اس لئے کہ تم مجھ پر اعتماد کرنا چھوڑ دو۔"

"کیا مطلب!" والٹن کی بھنویں تن گئیں۔

"میں تم سے بحث کرتی ہوں۔ بعض اوقات مخالفت بھی کر بیٹھتی ہوں۔ گروبر کا بھی یہی رویہ تھا۔"

دفعتاً والٹن مسکرایا اور پیار بھری نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "جس دن اس کی نوبت آئی میں تمہارے ہاتھ میں ایک ریوالور دے کر کہوں گا کہ والٹن کی چھاتی کا نشانہ لو اور ٹریگر دبا دو۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"اُس نے ایک دن تم سے اظہارِ عشق کیا تھا اور تم خفا ہو گئی تھیں۔"

"صاف صاف کہو!" لزی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کوئی تم سے اظہارِ عشق کرے۔"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔" لزی غرائی۔ "تمہیں میرے ذاتی معاملات سے کیا سروکار! اور مَیں اسے ایک ذلیل حرکت سمجھتی ہوں کہ کسی کی ٹوہ میں رہا جائے۔" قبل اس کے کہ والٹن کچھ کہتا عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ارے واہ! کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت کیسے ہو سکتی ہے!"

وہ دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے۔ پہلے والٹن کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی اور پھر یک بیک وہ بپھر گیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" اس نے گرج کر کہا۔

"نہیں تو.... کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔" عمران کا جواب تھا۔

"تم ہماری گفتگو میں دخل دینے والے کون ہو۔"

"بس دخل ہی دینے والا ہوں۔"

"کیا تم جھگڑا کرو گے۔" والٹن کے نتھنے پھولنے پچکنے لگے۔

"میں کسی طرح بھی تم سے کمزور نہیں پڑوں گا۔" عمران نے اُسے چیلنج کیا۔

"اگر میں تمہارے منہ پر تھپڑ رسید کردوں تو کیسی رہے گی۔" لزی غرائی۔

"ارے باپ رے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔ "تب تو یہ مصنوعی ناک اور مونچھیں ایک سیکنڈ میں تباہ ہو کر رہ جائیں گی۔"

والٹن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اُس کی آنکھوں سے درندگی اور وحشت جھانک رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمران کے سر پر تھا۔

"بیٹھیے.... بیٹھیے.... جناب!" عمران بوکھلا کر بولا۔ "آپ شاید خفا ہو گئے!"

"تم کون ہو!" والٹن سانپ کی طرح پھپھکارا اور ساتھ ہی وہ بیٹھ بھی گیا۔

"وہی بدنصیب جس کے بھائی کو پولیس لے گئی تھی!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"اس کا مطلب!" اس نے مونچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"میں لزی کی ٹوہ میں رہتا ہوں۔" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ "مگر اس وقت اس کی زبان سے یہ سن کر بڑی کوفت ہوئی کہ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت ہے۔"

"میں پوچھتا ہوں کہ تم کیوں رہتے ہو اس کی ٹوہ میں!" والٹن نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

"اکیلے میں ہی نہیں ہوں! اس کام کے لئے میں دو آدمیوں کو بھاری تنخواہیں دے رہا ہوں! وہ بھی ان کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔"

"دیکھو دوست! میرے کوٹ کی جیب میں پستول ہے اور اس کا رخ تمہارے سینے کی طرف ہے۔ انگلی کے ہلکے سے اشارے پر تمہارے سینے میں سوراخ ہو جائے گا۔ ایسے مواقع پر میں یہ نہیں دیکھتا کہ آس پاس کتنی بھیڑ ہے۔"

"ارے.... بب.... باپ رے۔" عمران کانپنے لگا۔

"اٹھو اور زینے کی طرف چلو!" والٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یار معاف کردو! اب کبھی کسی کی ٹوہ میں نہیں رہوں گا۔" عمران گھگھیایا۔

"اٹھو! ورنہ میں دباتا ہوں ٹریگر۔"

عمران چپ چاپ اٹھ گیا۔

والٹن بولا۔ "پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا بس چپ چاپ چلتے رہو۔" عمران کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ "ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بہت زیادہ خوف زدہ ہو گیا ہو۔ اس نے زینے طے کئے! والٹن اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے اپنے کمرے کے سامنے اُسے رکنے کو کہا اور لزی سے بولا۔ "کمرہ کھولو۔"

لزی اس کے ساتھ ہی آئی تھی۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار نظر آرہے تھے۔

اس نے کمرہ کھولا اور والٹن نے عمران کی گردن پکڑ کر اُسے اندر دھکیل دیا۔ عمران نے مزاحمت نہیں کی۔

لزی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ والٹن کی جیب سے پستول نکل آیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔" وہ پستول سے کرسی کی طرف اشارہ کر کے غرایا۔ لزی کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"جھوٹ بول کر تم کامیاب نہیں ہو سکو گے۔" والٹن نے کہا۔

"پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت کیوں ہے؟" عمران نے لزی کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔ "اسی جملے نے میرے آگ لگادی تھی! ورنہ مجھے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ تمہاری گفتگو میں دخل دیتا۔"

"تم کیوں تھے اس کی ٹوہ میں۔" والٹن نے گرج کر پوچھا۔

"کیوں نہ ہوتا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اس سے پوچھو کہ یہ اتنی خوبصورت کیوں ہے؟"

"کیا بکواس کر رہے ہو تم۔" لزی بگڑ گئی۔

"اچھا چلو تم بڑی بدصورت ہو! خدا کرے لولی لنگڑی بھی ہو جاؤ۔"

لزی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ والٹن بول پڑا۔ "تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے۔"

"ممی اور ڈیڈی نے!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔ "ان کا خیال تھا کہ سردار گڈھ میں

میرا جی بہل جائے گا۔"

"ممی کے بچے میں تمہیں فنا کردوں گا۔" والٹن دانت پیس کر بولا۔

"بس! بس! معلوم ہو گیا! ابھی تک صرف تم ہی ملے ہو۔"

"کیا مطلب!" والٹن نے کہا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کر کے اُسے گھورنے لگا۔

"مطلب یہ کہ یہ میری ہے! میں اس کو بچپن ہی سے خواب میں دیکھتا آیا ہوں۔ اب ملی ہے اتنے دنوں بعد..... میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی اسے چاہتا تو نہیں ہے۔"

"میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔" لزی اس کی طرف گھونسہ تان کر جھپٹی۔

"ٹھہرو۔" والٹن نے اس کا بازو پکڑ کر روک لیا۔

"میں اسے اس بکواس کا مزہ چکھاؤں گی۔"

"ارے جاؤ۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "تم مجھ سے تگڑی ہو گیا۔ بد تمیزی کرو گی تو دو چار جھاپڑ جھاڑوں گا۔ اپنی محبت سے سب چلتا ہے۔"

"محبت کے بچے خاموش رہو۔" لزی دانت پیس کر چیخی۔

"تم میک اپ میں کیوں ہو۔" دفعتاً والٹن نے اُس سے نرم لہجے میں پوچھا اور ریوالور والا ہاتھ بھی نیچے جھکا لیا۔

"اُس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ میک اپ میں تمہیں کوئی پہچان نہ سکے گا۔ ورنہ یہ کم بخت مونچھیں تو بُری طرح چبھتی ہیں۔"

"کس نے کہا تھا۔"

"اب میں نام تھوڑا ہی جانتا ہوں۔ بہت شریف آدمی ہے بیچارہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے بھائی کو بھی رہا کرادوں گا۔"

"نام نہیں جانتے تو حلیہ ہی بتاؤ۔" والٹن کا لہجہ بدستور نرم رہا۔

"نہیں بتاؤں گا! کیوں بتاؤں...!"

"اچھا یہی بتادو کہ اُس نے تمہیں اس کام پر کیوں آمادہ کیا تھا۔"

"کچھ بھی نہیں۔ ارے جب ستارے ٹھیک ہوتے ہیں تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا رو رہا تھا کہ وہ نیک دل آدمی میرے پاس آیا اور بولا کہ اے شریف آدمی اس

طرح نہ رو! تیرے گردش کے دن ختم ہوگئے! میں تیرے بھائی کو ضمانت پر رہا کرادوں گا! اور تیرے دل کی کلی بھی کھلے گی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی ہے اور تو اُسے حاصل کرنا چاہتا ہے یہ ممکن ہے ایسا ہو سکتا ہے مگر اسی وقت جب تو یہ معلوم کر سکے کہ وہ کسی دوسرے سے تو محبت نہیں کرتی۔ پھر اُس نے طریقہ بتایا کہ میں کس طرح اس کے متعلق معلومات حاصل کر سکوں گا۔ یہ دیکھو۔" عمران نے اپنی مصنوعی ناک مونچھ سمیت چہرے سے ہٹادی اور پھر بولا۔ "اس سے میری شکل ہی بدل جاتی ہے اور چزی کے پیچھے پھرتا رہتا ہوں.... وہ مجھے کبھی نہیں پہچان سکی! ہاہا!"

"اس کا نام چزی نہیں لزی ہے۔" والٹن مسکرایا۔

"تم خواہ مخواہ وقت برباد کر رہے ہو۔" لزی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تم نیچے جاؤ! میں ان سے کچھ دیر گفتگو کرنا چاہتا ہوں! یہ تو بہت نیک اور صاف گو آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

لزی چند لمحے والٹن کو گھورتی رہی پھر دروازے کی طرف گھوم گئی اس کے جانے کے بعد والٹن نے دروازہ بند کیا اور عمران سے بولا۔

"کیا واقعی تم اسے چاہتے ہو۔"

"دل و جان سے بھائی صاحب۔" عمران کے دانت نکل پڑے۔

"میں خود بھی اس کے لئے کسی اچھے سے شوہر کی تلاش میں تھا۔" والٹن نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ ایک یتیم لڑکی ہے۔"

"ارے.... واہ یتیم تو میں بھی ہوں! بس بڑے بھائی کرادو شادی۔"

"اوں.... ہوں.... یوں نہیں.... پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے۔"

"میرا بزنس ہے دارالحکومت میں۔"

"بزنس.... کس چیز کا بزنس....!"

"امپورٹ.... ایکسپورٹ۔"

"کتنی آمدنی ہوگی۔"

"میں نے آج تک یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ میری آمدنی کتنی ہے۔"

"خیر.... یہ شادی ہو سکتی ہے۔ مگر تم کوشش کرو کہ لزی تمہیں پسند کرنے لگے۔!"

"کیسے کوشش کروں۔" عمران نے بے بسی سے کہا۔ "میں اب تک درجنوں لڑکیوں کے لئے کوشش کر چکا ہوں لیکن کسی نے بھی مجھے پسند نہیں کیا۔"

والٹن عمران کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو! عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار کچھ اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔

"دیکھو دوست!" اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "میں تمہارے لئے بہت کچھ کر سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تم مجھے اپنا سمجھو۔"

"ارے.... بالکل.... بالکل اپنے ہو بڑے بھائی! اگر لزی سے میری شادی ہو جائے تو میں تمہیں اپنا باپ تک بنا سکتا ہوں۔" عمران نے گرم جوشی کا اظہار کیا۔

"تمہیں وہ شخص دراصل تباہ کرنا چاہتا ہے!" والٹن بولا۔

"کون....!"

"وہی جس نے تمہیں لزی پر نظر رکھنے کا مشورہ دیا تھا۔"

"ارے نہیں وہ تو بڑا اچھا آدمی ہے۔ وہ مجھے تباہ کیوں کرنے لگا۔"

"اچھا.... تو کیا تم اُسے مجھ سے بھی اچھا سمجھتے ہو۔"

"ارر.... دیکھو بڑے بھائی! ہر ایک کی بات الگ ہوتی ہے۔ یعنی کہ وہ اپنی جگہ پر اچھا ہے.... اور تم اپنی جگہ پر.... یعنی کہ یوں سمجھ لو.... یعنی کہ.... اب کس طرح سمجھاؤں.... بات پیٹ میں ہے۔ زبان پر نہیں آتی۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے! تم ایک اچھے آدمی ہو اس لئے کسی کو بھی بُرا نہیں سمجھتے! خیر اسے جانے دو! اب میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں! اس لزی کے چاہنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ مختلف طریقوں سے اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں انہیں اس کی بھی فکر رہتی ہے کہ وہ اُس کے چاہنے والوں کی تعداد معلوم کریں! خود نہیں معلوم کر سکتے کیونکہ مجھ سے ڈرتے ہیں اس لئے تم جیسے سیدھے سادے آدمیوں کی تلاش میں رہتے ہیں اب اس کے کسی چاہنے والے نے تمہیں پھانس لیا ہے، محنت تم کر رہے ہو لیکن شاید فائدہ اُسے پہنچ جائے اور تم یونہی رہ جاؤ۔"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔" عمران نے آہستہ سے کہا اور کچھ سوچتا ہوا سر ہلانے لگا۔

"آ رہی ہے.... نا.... ارے تم اُسے مفت کے مزدور ملے ہو.... کیا اب بھی اس کا نام یا حلیہ نہ بتاؤ گے۔ بتاؤ تاکہ میں بروقت اس کا انتظام کر سکوں۔"

"ضرور بتاؤں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ آدمی مجھے الو بنا رہا ہے۔"

"قطعی الو بنا رہا ہے، دوست! اور تم اس کی راہ صاف کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتے ہو۔"

"ارے میں اُسے زندہ دفن کر دوں گا۔" عمران مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"یوں نہیں۔" والٹن اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "جس طرح وہ مکر کر رہا ہے اسی طرح تم بھی مکر سے مارو.... خواہ مخواہ ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے!"

"اچھا.... پھر بتاؤ میں کیا کروں۔"

"اس کا حلیہ ہی بتاؤ.... اگر نام معلوم نہیں۔"

عمران اس انداز میں سوچنے لگا جیسے اُس کا حلیہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو! پھر اُس نے بڑے اطمینان سے گروبر کا حلیہ دہرایا۔

"اوہ....!" والٹن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں.... وہ ہکلایا۔ "تت.... تو.... کیا.... وہ روزانہ تم سے ملتا ہے۔"

"ہاں.... کہیں نہ کہیں مل ہی جاتا ہے۔ ورنہ پھر رات کو کمرے میں آتا ہے۔"

"تو تم اُسے اب تک کی رپورٹ دیتے رہے ہو۔"

"ہاں پھر کیا کرتا.... مگر اب اُس سے نپٹ لوں گا۔"

"نہیں.... نہیں! جلد بازی سے کام بگڑ جائے گا۔ تم اب بھی اس سے اسی طرح ملتے رہو۔"

"ارے ابھی تو کہہ رہے تھے....!"

"تم سمجھے نہیں! مطلب یہ کہ مناسب موقع پر ہم اُس سے نپٹ لیں گے۔ ابھی تم یونہی چلنے دو۔"

"تمہاری مرضی!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی لیکن پھر یک بیک مغموم

نظر آنے لگا۔

"کیوں دوست کیا بات ہے....!"

"میرا بھائی...." عمران کی آواز گلوگیر ہو گئی۔

"اوہ بالکل پرواہ نہ کرو!" وہ بڑی بے تکلفی سے اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میں ذمہ لیتا ہوں کہ اُسے ضمانت پر رہا کرالاؤں گا۔"

"میرے پیارے بھائی! عمران بڑی گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دبا کر رہ گیا۔

"مجھے اپنا دوست سمجھو! اس پر مجھے افسوس ہے کہ میں نے خواہ مخواہ تم پر پستول نکال لیا تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ لزی کی حفاظت کے لئے ہر وقت مسلح رہنا پڑتا ہے۔ ایک بار کوئی اُسے زبردستی اغوا کر لیجانے کی کوشش کر چکا ہے۔"

"مار ڈالوں گا...." یک بیک عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "ہر ایسے آدمی کو مار ڈالوں گا جو اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھے گا.... زبردستی.... اغوا.... زبردستی اغوا....!"

بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے عمران پر دورہ پڑ گیا ہو۔

"ارے ارے...." والٹن بوکھلا کر اس کی طرف جھپٹا! لیکن عمران بدستور دیوانوں کے سے انداز میں "زبردستی اغوا" کی تکرار کرتا رہا! دانتوں پر دانت بڑی سختی سے جمے ہوئے تھے! انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ اور اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ والٹن نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ لیکن اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

"اوہو.... ارے سنو.... سنو تو سہی۔"

"زبردستی اغوا.... زبردستی اغوا.... زبردستی اغوا۔"

آہستہ آہستہ اس کی آواز کا جوش و خروش کم ہوتا جا رہا تھا۔ اور آنکھیں بھی سکڑتی جا رہی تھیں! پھر والٹن کو اُسے اپنے بازوؤں پر سنبھالنا پڑا.... کیونکہ اُس کی دانست میں بیہوش ہو گیا تھا! وہ چند لمحے اُسے اسی طرح سنبھالے کھڑا رہا پھر بہ آہستگی فرش پر لٹا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ والٹن کمرے سے جا چکا تھا لیکن دروازہ مقفل کرنے کی آواز عمران نے نہیں سنی تھی۔ وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے فرش پر پڑا رہا۔ کچھ دیر بعد اُس نے پھر قدموں کی آواز سنی لیکن آنکھیں نہیں کھولیں۔ البتہ

اندازہ کر لیا کہ آنے والے دو ہی ہو سکتے ہیں۔

"یہ آدمی میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔" عمران نے لزی کی آواز سنی۔

"کیا یہ ایک شاندار ایڈونچر نہیں ہو گا کہ تم ایک نیم دیوانے اور احمق کی محبوبہ بنو۔" یہ والٹن کی آواز تھی لزی کی کھنکھناتی ہوئی ہنسی سے کمرہ گونج اٹھا۔

"جانتی ہو! اس نے کس کا حلیہ بتایا ہے۔" والٹن نے کہا۔

"کس کا!"

"گروبر کا۔"

"نہیں۔"

"یقین کرو! گروبر ہی نے اُسے ہمارے پیچھے لگایا ہے۔"

"مگر کیوں؟ اگر اسے ٹکرانا ہی ہے تو ٹکرا جائے اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔" لزی نے کہا۔

"گروبر کو میں نے محض اس لئے راستے سے ہٹانا چاہا تھا کہ وہ نقاب پوش کے چکر میں پڑ گیا تھا اور اسے بے نقاب کر دینے کی فکر میں تھا۔ اُس کی یہ خواہش اب شدت سے بھڑک اٹھی ہو گی لہٰذا خود سامنے آنے کی بجائے اس نے احمق کو استعمال کرنا مناسب سمجھا! بہر حال لزی ہوشیار رہو۔ وہ ہم پر تباہی بھی لا سکتا ہے۔"

"تم نے مجھے آج تک یہ نہ بتایا کہ نقاب پوش اس مسئلے کو کیسی نظر سے دیکھتا ہے۔"

"وہ قطعی بے تعلقی کا اظہار کر رہا ہے! اُس کا خیال ہے کہ ایک ہزار گروبر بھی اس تک نہ پہنچ سکیں گے اور یہ حقیقت بھی ہے.... ہم میں سے کون اُسے جانتا ہے.... کون اس کے ٹھکانے سے واقف ہے.... اگر آج ہم پر کوئی افتاد پڑ جائے تو اس کا بال بھی بیکا نہیں ہو گا۔ وہ ہر حال میں محفوظ رہے گا اور یہ حقیقت محض کہانی معلوم ہو گی کہ ہم کسی دوسرے کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔"

"مگر ہم آج تک کسی خطرے سے دوچار نہیں ہوئے۔" لزی بولی۔

"وہ بے حد چالاک ہے اور ہمیں ہر موقع پر بچاتا رہتا ہے.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو گروبر کب کا ٹوٹ چکا ہوتا۔"

"خیر ختم کرو۔" لزی نے کہا۔ "اب اسے کس طرح ہوش آئے گا۔"

"خود بخود۔" والٹن نے جواب دیا۔ "میں نہیں چاہتا کہ میرے کمرے میں اس کے لئے ڈاکٹر طلب کیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی اور عمران دل ہی دل میں مسکراتا رہا پھر اُس نے والٹن کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

"لزی تمہیں اس احمق کو بہت ہی احتیاط سے ہینڈل کرنا ہے۔ اگر گروبر ہاتھ آ گیا تو میں اسے تمہارا ہی کارنامہ سمجھوں گا۔"

"آہا.... ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" لزی بولی۔ "آخر یہ گروبر نقاب پوش کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا۔"

"ہم میں سے کون نہیں ہے اس کے چکر میں! صرف نیت کا فرق ہے۔ گروبر شائد اس فکر میں تھا کہ اُس تک پہنچ کر اُسے بلیک میل کرے۔ ہم تو محض اس لئے اُسے جاننا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارا چیف ہے۔"

"پتہ نہیں کیوں.... اوہ.... دیکھو وہ ہوش میں آ رہا ہے۔"

عمران نے ایک جھرجھری سی لی تھی! اور آنکھوں کے پپوٹے گردش میں آ گئے تھے۔ پھر یک بیک وہ حلق سے بلی کی سی آواز نکالتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"اوہو.... کیسی طبیعت ہے تمہاری۔" لزی اس کی طرف جھپٹی۔

"ارے باپ رے۔" عمران بوکھلا کر ایک طرف کھسک گیا اور لزی بے ساختہ ہنس پڑی! والٹن بھی مسکرا رہا تھا۔



اب عمران پر والٹن کی حیثیت واضح ہو گئی تھی۔ قیاس تو پہلے بھی یہی تھا لیکن محض قیاسات کی بناء پر نہ کوئی نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے اور نہ راہِ عمل ہی متعین کی جا سکتی ہے۔ اب اس کا یقین ہو جانے پر کہ والٹن محض آلہ کار ہے اس مسئلے پر باقاعدہ طور پر سوچنا شروع کر دیا تھا۔

لزی اس سے بہت قریب آ گئی تھی اور وہ ہر وقت اس آدمی کی تاک میں رہتی تھی جس کے اکسانے پر عمران نے اس کی اور والٹن کی نگرانی شروع کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس سلسلے

میں اسے مایوسی ہی ہونی تھی۔ بھلا گروبر تھا ہی کہاں کہ ان کے درمیان آ ٹپکتا۔

لزی اور والٹن کو جھانسا دینے کے بعد ہی عمران نے چوہان اور خاور کو ہدایت دی تھی کہ وہ سردار گڈھ سے واپس چلے جائیں۔ اب ان کی جگہ لیفٹیننٹ صدیقی اور سارجنٹ نعمانی کو لینی تھی۔

وہ دونوں بھی تیسرے ہی دن وہاں پہنچ گئے! ان دونوں نے والگا ہی میں قیام کیا تھا اور ہر وقت عمران پر نظر رکھتے تھے! لیکن عمران نے ابھی تک کوئی کام اُن کے سپرد نہیں کیا تھا۔

فی الحال اُس نے یہ اسکیم ترک کر دی تھی کہ پی سندرم ایڈووکیٹ تک پہنچ کر گروبر کے متعلق معلومات حاصل کرے۔ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ ہوتا کہ وہ اس سے مل کر صفدر کی ضمانت پر رہائی کے متعلق مشورہ کرتا۔ اسکیم یہی تھی لیکن اب تفتیش کا رخ بدل گیا تھا۔ اب اُسے گروبر کی چنداں فکر نہ تھی! پہلے اسے گروبر کی تلاش تھی اس لئے کہ گروہ والوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا ایسی صورت میں وہ اپنے بچاؤ کے لئے سرکاری گواہ تک بن سکتا تھا۔

مگر اب ایسے حالات میں جب کہ والٹن اور لزی خود ہی اس کے پھندے میں آ پھنسے تھے تو وہ گروبر کے سلسلے میں دردِ سری کیوں مول لیتا۔ اب تو یہی دونوں اصل مجرم تک پہنچنے میں نادانستہ طور پر اُس کے معاون و مددگار بن سکتے تھے۔

کیپٹن فیاض ابھی تک سردار گڈھ ہی میں مقیم تھا اور خلاف توقع اس بار اس نے بڑے صبر سے کام لیا تھا۔ نہ تو اس نے ابھی تک عمران سے ملنے کی کوشش کی تھی اور نہ فون ہی پر اُسے بور کیا تھا۔ عمران خود ہی اس سے ملا! مگر اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد کہ اب اس کا تعاقب نہیں کیا جاتا۔ یہ ملاقات سردار گڈھ کے ایک پبلک پارک میں ہوئی تھی۔

"بھئی اب تو میں اکتا گیا ہوں۔" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"وہ مریض بھی ختم ہو گیا جس سے کچھ معلوم ہونے کی توقع تھی۔"

"اوہ.... وہ آدمی جو ہسپتال میں تھا۔"

"ہاں! وہی۔"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر تھوڑی دیر بعد اُس نے پوچھا۔ "موت کے اسباب کیا تھے؟"

"ہارٹ فیلور۔"

"پوسٹ مارٹم ہوا ہے۔"

"ہاں....!"

"یار فیاض! میرا دل چاہتا ہے کہ اب میں حقے کا تمباکو بنا کر بیچوں۔"

"بہکنے لگے۔"

"پھر بتاؤ میں کیا کروں اتنے دنوں سے تو جھک مار رہا ہوں! تم نے بھی کچھ نہیں کیا۔"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔" فیاض مسکرایا۔

"ارے تو بتاؤ نا کون سے فقیر مارے ہیں۔ فقیر.... نہیں.... فقیر نہیں.... وہ کیا کہتے ہیں اُسے جو مچان پر رکھ کر کھینچا جاتا ہے۔ ارے لاحول ولا قوۃ مچان بھی شاید غلط کہہ رہا ہوں.... ارے ہاں کمان کمان.... تیر.... تیر.... کہنے کا مطلب یہ کہ تم نے کون سے بڑے تیر مارے ہیں۔"

"بکواس کر چکے۔"

"چلو کر چکا۔"

"سردار گڈھ میں اکثر بڑی حیرت انگیز وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔" کیپٹن فیاض نے جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مثلاً بعض اوقات یہاں سانپ بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں!"

"بڑی شان والا ہے نیلی چھتری کا باسی۔" عمران درویشانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔

فیاض اس کی طرف دھیان دیئے بغیر کہتا رہا۔ "آئے دن ایسی لاشیں ملتی ہیں اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سانپ کے زہر کی کہانی سناتی ہے۔"

"سانپ کے دانتوں کے نشانات بھی مرنے والوں کے جسموں پر ضرور ملے ہوں گے۔" عمران نے پوچھا۔

"یقیناً ملتے رہے ہیں۔"

"ویسے بھی سانپوں اور گینڈوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔" عمران مسکرایا۔

"اس فرق کو میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔" فیاض چڑ کر بولا۔

"تم نے ابھی تک کوئی کام کی بات نہیں کی سوپر فیاض۔" دفعتاً عمران سنجیدگی اختیار کرتا ہوا

بولا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ گینڈوں کے شکار ہونے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرو۔"

"اسی سلسلہ میں گفتگو کروں گا۔" فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

عمران منتظر رہا! فیاض جب کافی مقدار میں دھواں پھیپھڑوں سے خارج کر چکا تو بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔ "میں جب ان لوگوں کے متعلق چھان بین کر رہا تھا اسی دوران میں مجھے ان لوگوں کے متعلق معلوم ہوا جو اس دوران میں سانپوں کا شکار ہوئے تھے! اوہو آنکھیں نہ نکالو.... میں دراصل انہیں لوگوں کے متعلق بتاؤں گا جو گینڈوں کے شکار ہوئے تھے۔"

"یار بتاؤ بھی جلدی میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"یہ سب پولیس کی بلیک لسٹ پر تھے۔"

"یعنی....!"

"پولیس کو ان پر شبہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی غیر قانونی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔"

"اور اس کے باوجود بھی یہاں کی پولیس قاتلوں کا پتہ نہیں لگا سکتی۔"

"ہاں۔" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "پولیس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ مرنے والے ایک دوسرے سے کسی قسم کا تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔"

"پھر کیا نتیجہ نکلا۔"

"کچھ بھی نہیں!" فیاض سر ہلا کر بولا۔ "ان کا آپس میں تعلق نہیں ثابت ہو سکا! اسی طرح سانپوں کے شکار ہونے والوں میں کئی سزایاب مجرم بھی تھے۔ لیکن اُن کا بھی آپس میں کوئی تعلق نہیں ظاہر ہو سکا تھا۔"

"ارے پھر وہی سانپ۔"

"پوری بات سنو۔" فیاض جھلا کر بولا۔

"میں نے آج تک کسی کی آدھی بات نہیں سنی! تم پوری لئے پھرتے ہو۔ خیر یہ بتاؤ کہ پولیس کو کس غیر قانونی حرکت کا شبہ تھا اُن پر!"

"اُن میں کچھ ایسے تھے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اسمگلر ہیں۔"

"لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں!"

"اچھی بات ہے!" عمران نے طویل سانس لی۔ "تمہارا کیا نظریہ ہے۔"

"میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ گیندوں اور سانپوں والے حادثات کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔"

"ارے چلو سانپ بھی ہضم کرلوں گا تمہارے لئے.... مگر فی الحال یہاں سانپ زیرِ بحث نہیں ہیں۔"

"پھر تم کیا پوچھنا چاہتے ہو!"

"دہی بڑے اور پکوڑے میں فرق ہے۔"

"میں بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں بہت وقت برباد ہو چکا ہے۔" فیاض جھلا گیا۔

"اچھا تو میں تمہیں صرف پانچ گھنٹے دیتا ہوں ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرو۔"

"نام اور پتہ بتاؤ۔" فیاض نے بیزاری سے کہا۔ "بہت وقت برباد ہو رہا ہے میری بڑی بدنامی ہو رہی ہے۔"

"اسی لئے کہہ رہا تھا کہ ابھی کنوارے ہو! سرمہ لگا کر نہ نکلا کرو باہر۔"

"اچھا تو میں چلا۔" فیاض جھٹکے کے ساتھ اٹھتا ہوا بولا۔

"ارے ٹھہرو! نام اور پتہ تو لکھتے جاؤ! اُس کا نام پی سندرم ہے۔ پیشہ وکالت....؟"

دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ فیاض متحیر نظر آنے لگا ہے۔ اُس نے کہا۔ "وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں رہتا ہے۔!"

"تم اس کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔" فیاض کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

"تم اس کے متعلق کیا معلوم کر چکے ہو۔" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ.... تو تم کافی حد تک آگے جا چکے ہو۔" فیاض نے ٹھنڈی سانس لی۔ لیکن اُس کے لہجے میں مسرت تھی۔

"اب تم دیر کر رہے ہو!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں اس سے مل چکا ہوں۔" فیاض بولا۔ "اُس نے بھی حال ہی میں رپورٹ درج کرائی کہ اسے چند نامعلوم آدمیوں کی طرف سے خدشہ ہے کہ وہ اسے مار ڈالیں گے۔"

"گیندوں والے حادثات شروع ہونے سے پہلے یا بعد کو۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ قتل ہو چکے تھے۔" فیاض نے جواب دیا۔ "اس کا بیان ہے کہ اسے دھمکیوں والے خطوط مل رہے ہیں لیکن وہ خود اُن خطوط کے لکھنے والوں سے ناواقف ہے۔"

"تم نے خطوط دیکھے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں! اور وہ کسی ایک آدمی کے لکھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے۔ انداز تحریر میں فرق ہے! اور دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ اس زمانے میں بھی اُس نے ایسی ہی ایک رپورٹ درج کرائی تھی جب مار گزیدہ لوگوں کی لاشیں مل رہی تھیں۔"

"اوہ....! فیاض تم آج کل بہت اچھے جا رہے ہو۔ کیا سپرنٹنڈنٹ سے انسپکٹر بننے کا ارادہ ہے۔" فیاض کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "اچھا سوپر فیاض اب میں تو چلا لیکن تم سندرم سے دور ہی دور رہنا۔ اب اُسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"کھیل خراب ہو جائے گا۔"

"تم اُسے کس سلسلے میں چیک کر رہے ہو!" فیاض نے پوچھا۔

"بس دیکھتے جاؤ! دراصل صفدر کی ضمانت کیلئے ایک آدمی گیری والٹن کوشش کر رہا ہے۔!"

"گڈ....! ضمانت ہو جانی چاہئے۔"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہو گیا۔ غالباً وہ عمران کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

پھر یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ عمران سوچ میں کھویا ہوا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پارک سے باہر نکل رہا تھا۔ ایک بار پھر گروبر اس کے ذہن کی سطح پر ابھر آیا۔ گروبر اُن لوگوں میں سے تھا جو بظاہر گیندوں والے حادثات کے ذمہ دار تھے۔ وہ کسی بناء پر گروبر سے ناخوش ہو گئے اور انہوں نے اُسے ٹھکانے لگا دینا چاہا۔ مگر گروبر خود اپنی حکمت عملی سے بچ گیا اور پھر گروبر نے جو اندھیرے میں اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا اپنی قیام گاہ کی حیثیت سے پی سندرم کے بنگلہ کا پتہ بتایا تھا! لیکن اسی رات بنگلے کی کمپاؤنڈ میں نظر آنے کے بعد سے پھر وہاں نہیں ملا تھا۔ بعد کی تفتیش سے معلوم ہوا کہ پی سندرم کے پڑوسیوں نے بھی کبھی وہاں کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا تھا۔ جس کا حلیہ گروبر سے مطابقت رکھتا ہو۔ دوسری طرف پی سندرم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ کچھ نامعلوم آدمی اُسے جان سے مار ڈالنا چاہتے ہیں! فیاض کے بیان کے مطابق نہ تو اس

نے کسی جان پہچان والے پر شبہ ظاہر کیا تھا اور نہ اپنے کسی دشمن ہی کا نام لیا تھا... یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ آخر کوئی اسے دھمکیاں دے ہی کیوں رہا تھا۔

پھر فیاض کے بیان کے مطابق گینڈوں کے سلسلے میں قتل ہونے والے پولیس کی بلیک لسٹ پر تھے! اس سے قبل کچھ لوگ سانپوں کے شکار ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے ہی لوگ تھے جن پر پولیس نظر رکھتی تھی۔ اس دوران میں بھی پی سندرم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ وہ خطرے میں ہے اس وقت بھی اس نے کچھ خطوط پیش کئے تھے جن میں مار ڈالنے کی دھمکیاں تھیں۔ عمران سوچتا رہا لیکن کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ آخر گروبر نے اُسے پی سندرم کا پتہ کیوں بتایا تھا؟ اگر انہیں لوگوں کی طرف سے پی سندرم کو دھمکیاں ملی تھیں تو ایسی صورت میں جب کہ وہ لوگ خود گروبر کے دشمن ہوگئے تھے گروبر کو پی سندرم کا نام بھی نہ لینا چاہئے تھا... اس کے برعکس وہ والٹن کو بہ آسانی پھانس سکتا تھا۔ مگر کیا پی سندرم کا نام اس لئے لیا گیا تھا کہ وہ بھی کسی معاملے میں نتھی کرلیا جائے؟ یا پھر اس کا مقصد یہ تھا کہ پولیس پی سندرم کے ذریعہ مجرموں تک پہنچ جائے اور گروبر خود کو اس معاملے سے الگ ہی رکھے! دوسری طرف گروبر کے ساتھی اس بُری طرح گروبر کے چکر میں تھے کہ عمران نے انہیں بہ آسانی اُلو بنالیا تھا اور وہ اُس کی حماقت انگیز شخصیت پر اعتماد کرنے لگے تھے؟

یہ سب کیا تھا۔

عمران کو فوری طور پر اس سوال کا جواب نہ مل سکا۔ بہرحال اب اس نے فیصلہ کرلیا کہ صدیقی کو والٹن اور لزی کی نگرانی کے لئے والگا ہوٹل میں ہی رکھے اور نعمانی کو پی سندرم کے پیچھے لگادے۔

رات خاصی خوشگوار تھی اور چونکہ یہ سنیچر کی رات تھی اس لئے ڈائننگ ہال کافی آباد تھا اور اسٹیج پر ایک رقاصہ تھرک رہی تھی! عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی میز خالی نہیں تھی۔ مگر لزی کی میز! وہ اپنی میز پر تنہا تھی۔

عمران کسی ہچکچاہٹ کے بغیر اُس کی طرف بڑھتا چلا گیا! لزی سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی اور اس کے سامنے میز پر شیری کی بوتل رکھی ہوئی تھی اس نے نیم وا آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر پھیل گئی! "ب.... بیٹھو

.... بیٹھو" اس نے کہا۔ "تم کہاں تھے.... میں تمہارے لئے کتنی بے چین تھی ڈیئر.... ذرا شراب انڈیلو تمہاری عدم موجودگی میں سرور بھی نہیں ہوتا....!"

عمران بڑے سعادت مندانہ انداز میں اس کے لئے شراب انڈیلنے لگا اور وہ بڑبڑاتی رہی۔ "جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے.... نہ جانے کیوں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی۔!"

عمران نے گلاس اُس کے آگے کھسکا دیا اور وہ بولی۔ "مگر پیارے یہ بہت بُری بات ہے کہ تم شراب نہیں پیتے!"

"میرے ڈیڈی کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے شراب نہ پینی چاہئے۔" عمران نے بسور کر جواب دیا۔

"تمہارے ڈیڈی سمجھ دار ہیں۔ تمہیں ڈیڈی کی نصیحت پر عمل کرنا چاہئے۔"

"کروں گا.... شش.... شادی.... کے بعد۔" عمران نے کہا اور پھر جھینپ کر سر جھکا لیا اور اس کے کانوں کی لویں تک سرخ ہوگئیں۔

"ہے.... ہے....! کتنے پیارے ہو تم....!" وہ اس کا ہاتھ دبا کر مسکرائی اور عمران اس طرح کانپنے لگا جیسے سردی لگ کر بخار چڑھ آیا ہو۔

لزی ہنس پڑی اور اس نے اس کا شانہ تھپتھپا کر کہا۔ "ہم دونوں کی زندگی بڑی خوشگوار گزرے گی.... مگر دیکھو اب تم مجھے اطلاع دیئے بغیر کہیں نہ جایا کرو۔ میں پریشان ہوجاتی ہوں!"

"ارے بس کیا بتاؤں! عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں تھا! مگر وہ مل گیا! اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک خط دے رہا ہوں تم اسے مسٹر بندرم کے پاس لے جاؤ! وہ تمہارے بھائی کی ضمانت کرادیں گے۔ وکیل ہیں۔"

لزی نے گلاس ہاتھ سے رکھ دیا اور پلکیں جھپکاتی ہوئی اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کون مل گیا تھا۔" اس نے پوچھا۔

"ارے وہی۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "جس نے مجھے تم لوگوں کے پیچھے لگایا تھا! اور وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں جو ایک وکیل رہتا ہے نا.... کیا نام ہے.... مسٹر بندرم.... یا ڈنڈرم.... نام ٹھیک سے یاد نہیں۔"

"اوہ.... تو اس نے تمہیں وہاں بھیجا تھا۔" لزی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... کیا کرتا جانا ہی پڑا۔ میں اپنے بھائی کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں۔ یہ اس کی ضمانت کا معاملہ تھا۔"

"پھر تم نے اُس وکیل سے کیا گفتگو کی۔"

"خط جو لفافے میں بند تھا لے جا کر اُسے دے دیا۔ اس نے خط پڑھ کر میری بڑی آؤ بھگت کی! ایک بوتل کوکا کولا کی پلائی اور پھر سگریٹ پیش کی.... مگر تم جانتی ہو کہ مجھے تمباکو بھی پسند نہیں ہے۔"

"میں پوچھتی ہوں اس سے گفتگو کیا ہوئی تھی۔"

"بس یہی کہ آج کل موسم بڑا اچھا جا رہا ہے۔ اس موسم میں اگر گو بھی کھائی جائے تو چقندر جیسے بچے پیدا ہو سکتے ہیں اور اگر شکر قند!"

"اوہ....!" لزی نے دانت پیس کر میز پر مکا رسید کیا۔ "میں پوچھتی ہوں بھائی کی ضمانت کے متعلق کیا گفتگو ہوئی تھی۔"

"ارے یہی تو اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں ہوئی تھی۔"

"تم عجیب آدمی ہو! میں میز الٹ دوں گی۔" لزی جھلا گئی۔ "نہیں.... بتاؤ آخر اُس نے اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں کی تھی۔" عمران نے اس کے غصے کو نظر انداز کر دیا۔

لزی اُسے گھورتی ہوئی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی ہو! عمران بے تعلقانہ انداز میں ادھر اُدھر دیکھتا رہا.... شاید وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اسے بات کرتے کرتے بھول جانے کی عادت ہے۔

"اے.... ادھر دیکھو۔" لزی نے اسے مخاطب کیا۔ "تم نے اس سے کیا باتیں کی تھیں۔"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میں سمندر میں گھوڑا دوڑا سکتا ہوں۔ اس پر وہ خوب ہنسا تھا! پھر تمہارا تذکرہ چھڑ گیا تھا۔ ارے اف فوہ اب یاد آیا۔"

عمران خاموش ہو کر پیچ و تاب کھانے لگا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی ایسی بات یاد آ گئی ہو جس پر اُسے غصہ آنا چاہیئے۔

"کیا یاد آیا۔"

"ارے اس الو کے پٹھے نے کہا تھا کہ میں تم سے ہوشیار رہوں تم دراصل ایک ایسے آدمی سے محبت کرتی ہو جو اپنے چہرے پر سیاہ نقاب ڈالے رہتا ہے! مجھے اس پر غصہ آ گیا اور میں نے اُسے بُرا بھلا کہا۔ بس پھر میں بھول ہی گیا کہ میں اس کے پاس کس لئے گیا تھا۔"

لزی کے ہونٹ خفیف سے کھل گئے تھے اور چمکدار دانتوں کی قطار کا کچھ حصہ بڑے دلکش انداز میں جھانکنے لگا تھا۔ آنکھوں سے تحیر زدگی مترشح تھی۔

"میں اسے مار ڈالوں گا۔" عمران نے کہا۔ "بس تم اتنا کہہ دو کہ اس نے جھوٹ کہا تھا۔"

"میں اسے جانتی ہی نہیں۔ پتہ نہیں وہ کون ہے اور اس نے کیوں ایسی لغویات کہی تھیں۔"

"اچھی بات ہے تو میں اُسے دیکھ لوں گا۔"

"پتہ نہیں تم کن الٹے سیدھے آدمیوں سے ملتے پھرتے ہو۔" لزی نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "میں کہتی ہوں کہ یہ لوگ میرے اور تمہارے تعلقات خراب کرا دیں گے۔"

"ارے واہ.... مرگئے کرانے والے.... میں گدھا تو نہیں ہوں کہ ان کی باتوں میں آ جاؤں گا۔"

"اوہو! ٹھہرو میں ابھی آئی.... زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگیں گے۔ میری ایک دوست آنے والی تھی۔ ذرا دیکھ لوں وہ پارک میں تو نہیں ہے۔ تم یہیں بیٹھنا۔ اگر کہیں گئے تو میں خفا ہو جاؤں گی.... آں....!"

وہ عمران کا دایاں گال سہلاتی ہوئی اٹھ گئی۔

عمران نے آنکھوں کی جنبش سے سارجنٹ نعمانی کو اشارہ کیا، جو ہال کے ایک گوشے میں بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لزی دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ نعمانی بھی اٹھا اور وہ بھی اُس کے بعد ہی باہر چلا گیا۔

پھر عمران کو تقریباً بیس منٹ تک بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد لزی واپس آ گئی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "میری دوست نہیں آئی۔ لیکن اس کا ملازم پیغام لایا ہے کہ میں خود اس کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں۔ وہاں خاصی تفریح رہے گی کیونکہ اس نے ایک پیشہ ور شعبدہ باز کو آج رات کے لئے انگیج کیا ہے۔ تم بھی چلو میرے ساتھ.... چلو گے نا۔"

"ضرور چلوں گا۔" عمران بچگانہ انداز میں خوش ہو کر بولا۔ "شعبدہ باز.... ہاہا.... مجھے بڑا مزا

آتا ہے بازی گری دیکھ کر.... مگر ذرا لباس تبدیل کرلوں اس وقت ٹھنڈک کچھ بڑھ گئی ہے۔"

"جلدی کرو! میں بھی لباس تبدیل کرنے جا رہی ہوں۔" لزی نے کہا اور عمران اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر وہ قفل کھولنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ نعمانی آ گیا۔ دونوں اندر داخل ہوئے عمران نے دروازہ بند کیا۔

"وہ آپ کو کہیں لے جائے گی۔" نعمانی نے آہستہ سے کہا۔ "اس نے باہر ٹیلی فون بوتھ میں کسی سے آپ کے متعلق گفتگو کی تھی اور پھر شاید دوسری طرف سے کہا گیا تھا کہ وہ آپ کو کہیں لے جائے۔"

"اس نے میرے متعلق کیا گفتگو کی تھی۔"

"یہی کہ گروبر آپ کو ملا تھا اور ایک خط دے کر سندرم نامی کسی آدمی کے پاس بھیجا تھا۔"

نعمانی نے کہا اور قریب قریب وہی سب کچھ دہرا دیا جو عمران نے لزی سے کہا تھا۔

"اچھی بات ہے تو میں جاؤں گا اس کے ساتھ.... اور تم دونوں.... نظر رکھنا لیکن اُسے تعاقب کا احساس نہ ہونے پائے یعنی اگر ہم کسی ایسے ویران راستے پر جا رہے ہوں جہاں ٹریفک نہ ہو تو تم قطعی تعاقب نہ کرنا! کیونکہ میں اُن کے ہوشیار ہو جانے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔"

"لیکن اگر آپ تنہا کسی مصیبت میں پڑ گئے تو....؟"

"اس کی پرواہ نہ کرو۔"

نعمانی سر ہلا کر رہ گیا۔



لزی اور والٹن طویل راہداری میں کھڑے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس طرح چیف گروبر کو شکار کرنا چاہتا ہے۔" والٹن نے کہا۔

"کیسے؟"

"مجھے یقین ہے کہ گروبر اس احمق پر ہر وقت نظر رکھتا ہوگا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا تعاقب کرے۔"

"ممکن ہے۔" لزی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "چلو اب ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔"

وہ ڈائننگ ہال میں آئے اور یہاں عمران کو اپنا منتظر پایا۔

"چچ.... چلو....!" عمران نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اتنی دیر کر دی تم لوگوں نے اگر وہ دو چار شعبدے دکھا چکا ہوگا! تو مجھے بڑا افسوس ہوگا۔"

باہر آ کر والٹن نے آہستہ سے لزی سے کہا۔ "اوہ.... وہ دیکھو.... وہ گاڑی آئی ہے جس کی باڈی ساؤنڈ پروف ہے غالباً ہمیں اسے ساؤنڈ پروف حصے ہی میں بٹھانا ہوگا۔ یہ گاڑی بھیجنے کا تو یہی مقصد ہو سکتا ہے۔"

عمران ان سے کچھ فاصلے پر تھا اس لئے شاید وہ ان کی کوئی گفتگو نہیں سن سکا تھا۔ بہر حال وہ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی وین کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

والٹن نے اُس کا پچھلا حصہ کھولا۔ اندر روشنی تھی، اور وہ ایک چھوٹا سا آرام دہ کمرہ محسوس ہو رہا تھا! لزی نے عمران سے کہا کہ وہ اندر بیٹھ جائے خود وہ آگے والٹن کے ساتھ بیٹھے گی۔ عمران بے چون و چرا اندر بیٹھ گیا! والٹن نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ دونوں اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس آ بیٹھے۔ وین چل پڑی۔ لیکن وہ دونوں خاموش تھے شاید ڈرائیور کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک ویران راستے پر مڑ گئی! چونکہ وہ چڑھائی تھی۔ اس لئے رفتار دھیمی ہو گئی تھی۔ سڑک کے دونوں جانب اونچی اونچی چٹانیں تھیں۔ جب کسی موڑ پر یک بیک اُن پر گاڑی کے ہیڈ لیمپ کی روشنی پڑتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ اونگھتے اونگھتے چونک پڑے ہوں۔

کچھ دیر بعد گاڑی لکڑی کے چھوٹے سے مکان کے سامنے رک گئی۔ یہاں بھی گہرا اندھیرا تھا۔ البتہ مکان کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں میں مدھم سی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ والٹن اور لزی بڑے اطمینان سے نیچے اترے اور کچھ دیر تک اُن میں سرگوشیاں ہوتی رہیں پھر والٹن نے گاڑی کی پشت پر آ کر دروازہ کھولا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس کے حلق سے ایک متحیر زدہ سی آواز نکلی.... کیونکہ گاڑی خالی تھی اور عمران کا پتہ نہ تھا۔ لزی بھی آ گئی اور وہ بھی والٹن ہی کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گاڑی کے اندر دیکھنے لگی۔ دفعتاً لکڑی کے مکان سے کسی کی غراتی ہوئی سی آواز آئی۔

"کیوں کیا ہو رہا ہے۔"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کئے ہوئے بے حس و حرکت کھڑے رہے۔

ہلکی سی چڑچڑاہٹ کے ساتھ مکان کا دروازہ کھلا اور قدموں کی آواز آئی۔ "جو اُن سے قریب ہوتی گئی! اور پھر آنے والا اُن کے پاس پہنچ کر رک گیا۔

"کیا بات ہے....!" آنے والے نے پوچھا۔

"وہ تو.... نن.... نہیں ہے.... جناب!" لزی ہکلائی۔

"کون نہیں ہے۔"

"وہی احمق آدمی اُسے ہم لائے تھے؟"

"والٹن!" آنے والا غرایا۔ "یہ کیسے ہوا؟"

"میں کیا بتاؤں چیف! خود میری سمجھ میں نہیں آرہا! میں نے خود ہی اُسے اندر بٹھایا تھا اور اُس کے متعلق یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ راستے ہی میں کہیں اتر جائے گا۔ ایک جگہ بھی تو گاڑی نہیں روکی گئی تھی۔!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا تعاقب نہ کیا گیا ہوگا۔"

"مجھے یقین ہے چیف! کیونکہ میں اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ محتاط رہا تھا۔"

"خیر اندر آؤ۔" آنے والا مکان کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "اگر وہ چڑھائی شروع ہونے کے بعد اترا ہے تو ذرا ہی سی دیر میں اسے یہاں آنا پڑے گا۔ کیونکہ چڑھائی شروع ہونے کے بعد سے ہر موڑ پر میرا کوئی نہ کوئی آدمی موجود رہتا ہے اور اس طرف سے گذرنے والے اجنبیوں کو یقینی طور پر چیک کیا جاتا ہے خواہ وہ کسی وقت اِدھر سے گذرے۔" وہ لکڑی کے مکان میں داخل ہوئے ان کے پیچھے گاڑی کا ڈرائیور بھی تھا۔

مکان اندر سے بھی خستہ حال ہی تھا! ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے اُسے زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا! وہاں دو آدمی اور بھی موجود تھے۔

"کیوں.... والٹن" نقاب پوش والٹن کی طرف مڑ کر غرایا۔ "گروبر پر تم نے کس کے حکم سے حملہ کیا تھا۔"

"اُس کی نیت خراب تھی چیف! اس لئے میں نے سوچا۔"

"تم نے کچھ نہیں سوچا! تم میں کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں۔" والٹن نے سر جھکالیا۔

"بولو خاموش کیوں ہوگئے۔"

"اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ باز پُرس کریں گے تو شاید....!"

"ہاہا۔" نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ "کیوں والٹن میں اس وقت تمہیں ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح نہیں پڑھ سکتا۔ کیا تم نے لزی کے لئے گروبر کو قتل نہیں کرنا چاہا تھا۔ تم نہیں پسند کرتے تھے کہ لزی کو تمہارے علاوہ اور کوئی چاہے۔"

"ٹھہرو۔" دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی وہ چونک کر اُدھر مڑے دروازے کے سامنے ایک نقاب پوش کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس سے وہ ان سبھوں کو کور کر رہا تھا۔

"والٹن...." نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا۔ "لو دیکھو آخر اس وقت میں نے چور پکڑ ہی لیا اگر مجھے ذرا بھی دیر ہو جاتی تو یہ تمہیں قتل کر کے لزی کو زبردستی اٹھالے جاتا۔"

وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نووارد نقاب پوش کو دیکھ رہے تھے کیونکہ اس کی آواز اور دوسرے نقاب پوش کی آواز میں ذرہ برابر فرق نہیں تھا! لہجہ تک یکساں تھا۔

"تم کون ہو!" پہلے نقاب پوش نے گرج کر پوچھا۔

"میں وہ ہوں جس کی آواز اور لہجے کی تم نے نقل اتارنے کی کوشش کی ہے۔"

نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا اور پھر والٹن سے بولا۔ "والٹن اسے پکڑ کر رسی سے جکڑ دو.... ارے کیا تم نے اسے ابھی تک نہیں پہچانا.... یہ گروبر ہے.... میرے بھیس میں تمہاری گردن کاٹنے آیا ہے.... ذرا اس کے چہرے سے نقاب تو ہٹاؤ۔ حقیقت خود ہی تم پر منکشف ہوجائے گی۔ چلو میں تمہیں حکم دیتا ہوں.... ہمارا سب سے بڑا دشمن اپنی حماقت سے ہمارے جال میں آگیا ہے.... پکڑو۔"

والٹن پہلے نقاب پوش کی طرف بڑھا اور اس نے بھی ریوالور نکال لیا۔

"پیچھے ہٹو.... ورنہ گولی ماردوں گا۔" پہلا نقاب پوش دہاڑا۔

"تم سب ہٹ جاؤ۔" نئے آنے والے نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ "میں دیکھ لوں گا۔"

وہ سب اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ اب دونوں نقاب پوش ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ دفعتاً پہلے نقاب پوش کے ریوالور سے شعلہ نکلا.... اور نیا آنے والا نقاب پوش اچھل کر دیوار سے

جاتا اور اس کا بایاں ہاتھ سینے پر تھا اور داہنا ہاتھ نیچے جھول گیا تھا وہ ہولے ہولے کراہنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے حلق سے آواز ہی نہ نکل رہی ہو۔

پہلے نقاب پوش نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگایا پھر بڑبڑاتا ہوا دوسرے نقاب پوش کی طرف بڑھا۔ "دیکھ لیا تم نے یہ ہمارے دشمنوں میں سے کوئی ہے! اب میں تمہیں اس کا چہرہ دکھاؤں گا" اُس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال کر دونوں ہاتھ نووارد نقاب پوش کے چہرے کی طرف بڑھائے جس کے متعلق یہی کہا جا سکتا تھا کہ اس کا دم اکھڑ رہا ہے کیونکہ اس کے بار بار سکڑتے اور پھیلتے ہوئے ہونٹوں سے گھٹی گھٹی سی سسکیاں منتشر ہو رہی تھی۔

لیکن غیر متوقع طور پر اچانک دوسرے نقاب پوش کی لات اُس کے پیٹ پر پڑی اور ایک بے ساختہ قسم کی چیخ کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا۔ ساتھ ہی دوسرے نقاب پوش نے اس پر چھلانگ بھی لگائی اور اُس پر اس طرح جا گرا جیسے کوئی باز کسی چھوٹے سے پرندے کو چھاپ کر بیٹھ جاتا ہے۔ پہلا نقاب پوش اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آؤ.... والٹن.... قریب آؤ.... گروبر کی شکل دیکھو! جو آواز بدل کر تمہیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔" دوسرے نقاب پوش نے ہنس کر کہا اس نے اپنی بائیں کلائی پہلے نقاب پوش کی گردن پر جما دی تھی اور داہنے ہاتھ سے اس کا نقاب نوچ رہا تھا۔

"گروبر....؟" بیک وقت سبھوں کی زبان سے نکلا۔

"میں تمہارا چیف ہوں.... میں تمہارا چیف ہوں۔" گروبر گھٹی گھٹی سی آواز میں چیخ رہا تھا۔

"اس لئے ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔" والٹن غرایا.... پھر اس نے دوسرے نقاب پوش سے کہا۔ "چیف اسے ہمارے حوالے کر دیجئے! ہم اس کے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کریں گے۔"

"نہیں فی الحال اسے رسی سے جکڑ دو! اس سے بہت کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تم سمجھتے ہی ہو! اس کے بعد پھر یہ تمہارا ہے۔!"

گروبر دیوانوں کی طرح چیختا رہا۔ لیکن اُسے رسیوں سے جکڑ ہی دیا گیا والٹن کہہ رہا تھا۔

"اُف.... فوہ.... چیف! یہ سور واقعی بڑا چالاک ہے! پہلے اس نے ایک بیوقوف آدمی کو ہمارے پیچھے لگایا اور اُسے سکھا دیا کہ وہ کسی وقت خود کو ہم پر ظاہر کر دے پھر اس کا حلیہ ہمیں بتائے کہ اسی نے اس کو ہمارے پیچھے لگایا تھا۔ مجھے گروبر کی تلاش تھی میں دھوکا کھا گیا! میں نے سوچا یہ

احمق اچھا پھنسا ہے اسی کے ذریعے گروبر تک پہنچ جاؤں گا! لیکن یہ تو اس وقت معلوم ہوا کہ اس احمق نے ہمیں اچھی طرح بیوقوف بنایا ہے، چونکہ ہمیں یہاں لا کر پھنسایا تھا اس لئے خود راستے ہی سے غائب ہو گیا مگر جناب تو کیا اس دوران میں یہ گروبر ہی ہم سے فون پر گفتگو کرتا رہا تھا۔"

"قطعی۔" دوسرے نقاب پوش نے کہا۔ "میں نے اس کا موقع دیا تھا تاکہ یہ بہ آسانی میری گرفت میں آ سکے۔ یہ چونکہ میری آواز کی کامیاب نقل اتار سکتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ مجھے ٹھکانے لگا کر خود میری جگہ لے لے! اور میں والٹن تمہارا شکر گزار ہوں کہ تمہاری ذہانت نے اس کے ناپاک ارادے تاڑ لئے تھے۔!"

"یہ فراڈ ہے۔ یہ فراڈ ہے۔" گروبر حلق پھاڑ پھاڑ کر چیختا رہا۔ مگر وہ لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔

"اچھا اب اسے لے چلو.... شہر میں تمہیں اس کا نیا تماشا دکھاؤں گا اور شاید آج تم میری شخصیت سے بھی واقف ہو جاؤ۔"

وہ اسی وین میں بیٹھ گئے جس میں والٹن اور لزی عمران کو لائے تھے۔

لزی، والٹن اور نقاب پوش اگلی نشست پر تھے، والٹن ڈرائیو کر رہا تھا۔ بقیہ لوگ قیدی نقاب پوش سمیت پچھلے حصے میں تھے۔

ریلوے اسٹیشن کے قریب اس نے والٹن سے گاڑی روکنے کو کہا۔

"میں ذرا ٹیلی فون بوتھ سے ایک کال کروں گا۔ تم ٹھہرو!" وہ گاڑی سے اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔" لزی بڑبڑائی۔ "میرا دل بہت الجھ رہا ہے۔"

"یہ چیف واقعی بہت حیرت انگیز ہے۔" والٹن بولا۔ لزی نے پھر کچھ نہیں کہا۔ تھوڑی دیر بعد نقاب پوش پھر واپس آ گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی روانگی نہیں ہو سکی! نقاب پوش نے بتایا کہ اُس نے جسے فون کیا تھا وہ یہیں آ رہا ہے۔ لہٰذا اُس کا انتظار کرنا پڑے گا۔

والٹن اور لزی خاموش رہے۔ نقاب پوش نے کہا۔ "کیوں والٹن؟ اگر تم لزی سے شادی کر لو تو کیا حرج ہے۔"

"حرج تو نہیں ہے جناب! مگر ایک میری خواہش سے کیا ہوتا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر گفتگو کرتے رہے! نقاب پوش لزی کو سمجھاتا رہا کہ اُسے والٹن

سے شادی کر لینی چاہئے۔ لزی پہلے تو باقاعدہ طور پر بحث کرتی رہی۔ پھر پیچھا چھڑانے کیلئے بولی۔

"یہ مسئلہ یوں رواروی میں نہیں طے ہو سکتا! میں اس پر غور کروں گی.... جناب.... اور.... چونکہ۔!"

لیکن وہ اس سے آگے نہ کہہ سکی! کیونکہ اس نے اچانک وین کو مسلح پولیس کے نرغے میں دیکھا! رائفلیں ان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔

"ارے یہ کیا ہوا....!" والٹن کی زبان سے بے ساختہ نکلا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب کی طرف جانے لگا۔

"نہیں۔" نقاب پوش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تمہاری شادی لزی کے ساتھ ضرور ہو گی! مگر اُسی صورت میں جب کہ تم دونوں وعدہ معاف گواہ بن جاؤ۔"

دفعتاً ایک آدمی گاڑی کے قریب آ گیا اور نقاب پوش والٹن سے بولا۔

"ان سے ملو! والٹن.... یہ ہیں سینٹرل کے کیپٹن فیاض! معقول آدمی ہیں۔ تمہاری شادی میں حارج نہیں ہوں گے۔"

کیپٹن فیاض کے پیچھے کھڑے ہوئے انسپکٹر نے ہتھکڑیوں کا جوڑا والٹن کے ہاتھوں میں ڈال دیا۔ پھر دوسری ہتھکڑیاں نقاب پوش کی طرف بڑھائیں۔

"نہیں....!" کیپٹن فیاض نے کہا۔ "عورت کے ہاتھوں میں لگاؤ۔"

"نہیں کیوں؟" والٹن غرایا۔ "یہ ہمارا چیف ہے ملک کا ایک بہت بڑا اسمگلر۔"

"تم دھوکا کھا گئے والٹن۔" نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ "میں پی سندرم ایڈووکیٹ ہوں۔"

"تب تم میرے چیف سے بھی بڑے اسمگلر ہو۔ اس سے زیادہ ذلیل ہو۔" والٹن کی آواز کانپ رہی تھی۔ تب نقاب پوش نے کیپٹن فیاض سے کہا۔ "سن لیا تم نے اب نہ کہنا کہ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔"

"تم آخر ہو کون۔" لزی جھلائے ہوئے لہجے میں چیخی۔

"آہا.... میں وہی مظلوم احمق ہوں! جسے تم اور زیادہ احمق بنانا چاہتی تھیں!" نقاب پوش نے چہرے سے نقاب ہٹا دی۔

لزی اور والٹن کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں! وین کے پچھلے حصے میں دوسروں کے

بھی ہتھکڑیاں لگ رہی تھیں! دفعتاً گروبر کی آواز آئی۔ "دیکھ لیا مردود تم نے اپنی حماقت کا نتیجہ.... کتو! تم اندھے ہو گئے تھے!"

"والٹن ڈیئر....!" احمق نے ہنس کر کہا۔ "گروبر ٹھیک کہہ رہا ہے! وہی حقیقتاً تمہارا چیف تھا اور تمہارے درمیان معمولی کارکنوں کی حیثیت سے رہتا تھا! اگر وہ تمہارا چیف نہ ہوتا تو اس طرح تمہارے ہاتھوں سے بچ نہ نکلتا۔"

"وہ کوئی بھی ہو! مجھے اُس سے نفرت ہے!" والٹن غرایا۔

"بس پھر سرکاری گواہ بن جاؤ۔"

"یقیناً بنوں گا۔"

"اچھا سوپر فیاض.... اب مجھے اجازت دو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"آج رات پھر مجھے یہ سوچنا ہے کہ مجھے بھنڈی کا سالن کیوں اچھا نہیں لگتا جب کہ بھنڈی پر لوگوں نے پوری کتابیں لکھ ڈالی ہیں.... ٹاٹا۔"



دوسری صبح عمران دیر تک نہ سو سکا۔ کیونکہ فیاض نازل ہو گیا تھا! اس کے ساتھ صفدر بھی تھا۔

"تمہارا ہی خیال صحیح نکلا۔" فیاض نے کہا۔ "وہ گینڈیں اس لئے پھینکی جاتی تھیں کہ گروبر کے آدمی ان پر اس طرح جھپٹیں کہ مقتول اُن کے نرغے میں آ جائے وہ اُسے ختم کریں اور صاف نکل جائیں بھیڑ بھاڑ میں یہ بھی نہ معلوم ہو سکے کہ حملہ آور کون تھا! مارے جانے والے پی سندرم کے آدمی تھے۔ پی سندرم کو بھی میں نے گرفتار کر لیا ہے اور اب پولیس اسمگل کئے ہوئے ذخیروں پر چھاپے مار رہی ہے۔ اب تک کروڑوں کا مال برآمد ہوا ہے گروبر اور سندرم بہت عرصے سے اسمگلنگ کرتے آئے ہیں۔ مگر پی سندرم بھی مخالف گروہ کے سرغنہ کی شخصیت سے واقف نہیں تھا سندرم صرف اسمگلر تھا لیکن اُس میں جوڑ توڑ کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس لئے گروبر کے ہاتھوں ہمیشہ پٹتا رہا اور ہاں وہ سانپوں والا معاملہ بھی انہی لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بھی سندرم ہی کے آدمی تھے! اور وہ کسی کا زہر نہیں تھا بلکہ گروبر کے آدمیوں نے حقیقتاً زہریلے قسم کے سانپ پال رکھے تھے اور سانپوں سے ڈسوا کر ان کی لاشیں

سڑکوں پر پھنکوا دیتے تھے! والٹن نے سب کچھ بتادیا ہے مگر وہ عورت زبان نہیں کھولتی اس نے سرکاری گواہ بننے سے انکار کردیا ہے۔

"وہ کہتی ہے کہ اگر گروبر ہی ہمارا چیف تھا تو اس کے لئے میں جان بھی دے سکتی ہوں۔"

"عورت" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "حالانکہ یہی عورت ایک بار گروبر کو قتل کرادینے کی کوشش کر چکی ہے! اور گروبر پر دوبارہ ہاتھ ڈالنے ہی کے لئے وہ مجھ سے قریب ہو گئی تھی.... مگر اب وہ گروبر کے لئے جان بھی دے سکتی ہے۔"

اس کے بعد عمران کو پوری کہانی دہرانی پڑی۔ فیاض سنتا رہا۔ جب عمران خاموش ہوا تو اس نے کہا۔ "آخر یہ گروبر نے تمہیں پی سندرم کا پتہ کیوں بتادیا تھا۔ جب کہ وہ اپنے مخالفوں کو بھی منظر عام پر نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔"

"شاید اندھیرے میں وہ مجھے ہی پی سندرم سمجھا تھا! چونکہ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے۔ لہٰذا اس وقت وہاں پی سندرم کی موجودگی بھی ناممکنات میں سے نہیں تھی اور پھر یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے آدمیوں کو توڑنے کی فکر میں بھی رہتے تھے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ گروبر نے اس وقت پتہ نہیں بتایا تھا بلکہ یہ جتایا تھا کہ میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔"

"مگر تم تو کہتے ہو کہ گروبر تمہیں پی سندرم کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں بھی نظر آیا تھا۔"

"ہاں یہ تو اس کے لئے ایک شاندار موقع تھا! وہ پی سندرم کی ہمدردیاں حاصل کر کے اس کے قریب ہو جاتا اور قریب رہ کر زک دینا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا تھا تو پھر وہاں ٹھہرنا بھی بیکار سمجھا ہوگا۔ ویسے اُسے یہ فکر ضرور تھی کہ آخر وہ کون تھا جس نے اس کی جان بچائی تھی۔"

"مگر آخر اس ہنگامے کی کیا ضرورت تھی۔" صفدر نے پوچھا۔ "وہ خاموشی سے بھی اسے ختم کر سکتے تھے۔"

"جب دو اسمگلر آپس میں لڑتے ہیں تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک میدان چھوڑ کر بھاگ جائے پہلے گروبر نے خاموشی ہی سے کام کیا تھا۔ مثلاً سانپ کاٹنے کی وارداتیں۔ لیکن سندرم اس کے مقابلے میں جمارہا! پھر گروبر نے کہا اچھا اب اعلانیہ بھری پُری سڑکوں پر قتل ہوں گے۔ مقصد یہ تھا کہ سندرم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے ساتھ ہی گروبر یہ بھی جانتا تھا کہ

اصل معاملے کا علم پولیس کو نہ ہونے پائے! لہٰذا اس کے گروہ کی ایک عورت لزی سول ہسپتال سے متعلق ہو گئی تھی تاکہ اگر کوئی زخمی وہاں پہنچے تو پولیس کو بیان نہ دے سکے۔ وہ اس سے پہلے ہی اُسے زہر دے دیتی تھی یا کوئی ایسی دوا جس سے اس کی ذہنی حالت ہی خراب ہو جائے۔"

"مگر تم نقاب پوش کیسے بن بیٹھے تھے!" فیاض نے پوچھا۔

والٹن مجھے ایک وین میں لے گیا۔ اس کا دروازہ ایسا تھا کہ اندر سے بھی کھل سکتا تھا۔ جیسے ہی وین رکی تھی میں اتر کر چٹانوں کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ پھر جب وہ سب لکڑی کے مکان کے اندر چلے گئے تو میں بھی باہر سے مکان کے اندر کا جائزہ لینے لگا! سچویشن ایسی تھی کہ ایک تدبیر سوجھ ہی گئی۔ جیب سے نقاب نکالی اور شروع ہو گیا۔"

"کچھ بھی ہو۔" فیاض مسکرایا۔ "تم سے تو شیطان بھی پناہ مانگے گا۔"

پھر صفدر کی طرف دیکھ کر بولا۔ "ارے کیا یہ کسی آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔ تنہا اتنے مجرموں سے نپٹنا.... اور پھر ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ خود ہی اپنے سرغنہ کو پکڑ کر باندھ لیں۔ یہی نہیں بلکہ گرفتار ہونے کیلئے بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ چلے آئیں۔"

"کچھ بھی نہیں سوپر فیاض۔" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "یہ صرف ستاروں کے کھیل ہیں ورنہ بعض اوقات تو ایسی فاش غلطیاں ہوتی ہیں کہ سوچ کر الجھن ہوتی ہے۔ مثلاً ایک بار ایک قسم کی گیس کے چکر میں پڑ کر بالکل ہی بے دست و پا ہو گیا تھا اور ایک دوسرا آدمی صرف پندرہ منٹ تک سانس روکے رکھنے کی بناء پر ماسٹر آف سچویشن بن گیا تھا! اب یہاں سانس روکنا تو کیا ضرورت پڑنے پر اپنا معدہ بھی آنتوں سمیت کھینچ کر کاندھے پر لاد سکتا ہوں۔ مگر اس وقت غفلت ہو گئی تھی! ذراسی لغزش جس نے مجھے خود اپنی نظروں سے گرادیا تھا۔

"کیا قصہ تھا۔"

"قصہ سرکاری تھا ورنہ ضرور سنادیا جاتا۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ صفدر مسکرانے لگا! اور پھر وہ تینوں اٹھ کر ناشتے کے لئے ڈائننگ ہال میں چلے گئے۔

(ختم شد)

بریز نمبر 30

چار لکیریں

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران کا تیسواں ناول ملاحظہ فرمایئے۔ بار بار یہ لکھنا بھی فضول ہی ہے کہ آپ اسے بالکل ہی نئے انداز میں پائیں گے۔ ہر ناول کا انداز نیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ میری کہانیوں سے کبھی کے بور ہو چکے ہوتے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے جس کے اکثر آپ بھی شاکی ہیں! وہ یہ کہ کسی ناول کے اشتہار میں جو نکتے لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تذکرہ کہانی میں نہیں ملتا.... مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اکثر ایسا ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب میں کسی ناول کا اشتہار ترتیب دینے لگتا ہوں اس وقت کہانی کے متعلق ایک اڑتا سا خاکہ ذہن میں ہوتا ہے اسی کے مطابق پوائنٹس لکھتا چلا جاتا ہوں لیکن کہانی لکھنے بیٹھتا ہوں تو ان میں سے بعض پوائنٹس پلاٹ سے دور بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر ان

عمران سیریز نمبر 30

چار لکیریں

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران کا تیسواں ناول ملاحظہ فرمائیے۔ بار بار یہ لکھنا بھی فضول ہی ہے کہ آپ اسے بالکل ہی نئے انداز میں پائیں گے۔ ہر ناول کا انداز نیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ میری کہانیوں سے کبھی کے بور ہو چکے ہوتے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے جس کے اکثر آپ بھی شاکی ہیں! وہ یہ کہ کسی ناول کے اشتہار میں جو نکتے لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تذکرہ کہانی میں نہیں ملتا.... مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اکثر ایسا ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب میں کسی ناول کا اشتہار ترتیب دینے لگتا ہوں اس وقت کہانی کے متعلق ایک اڑتا سا خاکہ ذہن میں ہوتا ہے اسی کے مطابق پوائنٹس لکھتا چلا جاتا ہوں لیکن کہانی لکھنے بیٹھتا ہوں تو ان میں سے بعض پوائنٹس پلاٹ سے دور بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر ان

پوائنٹس کو زبردستی کہانی میں کھپانے کی کوشش کی گئی تو کہانی بے ڈھنگی ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر زیرِ نظر ناول کے اشتہار میں عمران سے متعلق ایک پوائنٹ تھا کہ وہ بندروں کے سے انداز میں راہگیروں پر حملے کرتا ہے.... لیکن آپ کو اس کہانی میں ایسی کوئی سچویشن نہیں نظر آئے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ پوائنٹ زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی تو کہانی سے بچگانہ پن جھلکنے لگتا۔ ویسے اشتہار بناتے وقت جو خاکہ ذہن میں تھا اس میں یہ پوائنٹ کافی جچا تلا معلوم ہوا تھا! لیکن کہانی کا ٹمپو اسے برداشت کرنے سے قاصر رہا۔

چلئے یہ ایک سچویشن اس کہانی میں نہ آسکی۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی کہانی کی دلچسپی میں کوئی فرق آیا ہو تو شوق سے کتاب میرے منہ پر مار دیجئے۔

ابنِ صفی



اس وقت کیپٹن فیاض کی کھوپڑی ہوا میں اڑ گئی جب اس نے عمران کے ساتھ شہر کی ایک طوائف دیکھی۔ طوائف کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا کیونکہ ایک بار وہ منشیات کی تجارت کرنے والے ایک گروہ کے ساتھ پکڑی گئی تھی اور خود فیاض ہی نے اس کا بیان قلم بند کیا تھا۔

اب فیاض کو اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا! دعوت نامے پر مسٹر اور مسز عمران لکھ کر اس نے ایک بہت بڑی حماقت کا ثبوت دیا تھا! لکھا تھا یونہی مذاقاً اور اس خیال کے تحت کہ عمران اگر زیادہ موڈ میں ہوا تو روشی کو بھی ساتھ لیتا آئے گا جس کی خوش مزاجی فیاض کو بے حد پسند تھی۔

دعوت نامے فیاض کی نگرانی میں بھجوائے گئے تھے اور عمران کے دعوت نامے پر اس کا نام اور پتہ فیاض ہی نے تحریر کیا تھا! یہ دعوت عمران اور فیاض کے مشترکہ دوست خان دلاور کی طرف سے دی گئی تھی۔ خان دلاور شہر کے بڑے سرمایہ داروں میں سے تھا اور زمانہ حصول علم کے چند سال اس نے عمران کے ساتھ انگلینڈ میں گذارے تھے اور اس کی باغ و بہار طبیعت کا بے حد مداح تھا۔

ہر سال وہ دسمبر کا مہینہ اپنی دیہی کوٹھی میں گذارتا تھا.... تنہا نہیں بلکہ بے فکروں کی ایک بہت بڑی بھیڑ کے ساتھ.... درجنوں دوست مدعو کئے جاتے جن کا قیام ایک مہینے تک اسی کوٹھی میں رہتا۔ مختلف اقسام کی تفریحات ہوتیں.... دن کا زیادہ حصہ سیر وسیاحت میں گذرتا.... اور راتیں راگ و رنگ کے لئے مخصوص ہوتیں! شراب پانی کی طرح اٹھتی۔ شہر کا سب سے مشہور آرکسٹرا ایک ماہ کے لئے انگیج کیا جاتا۔ بہر حال سارا دسمبر کوٹھی اندر کا اکھاڑا بنی رہتی۔

خان دلاور تھا تو کنوارہ ہی مگر زندہ دل آدمی تھا۔ خود بیوی نہیں رکھتا تھا مگر دوستوں اور ان

کی بیویوں پر بے دریغ خرچ کرتا تھا! اس بار جب وہ کوٹھی کے سالانہ جشن کے سلسلے میں دعوت نامے بھجوانے لگا تو فیاض نے عمران کا نام بھی لیا۔

"ارے.... یار وہ تو آتا ہی کب ہے! اس سے پہلے بھی کئی بار اسے مدعو کر چکا ہوں۔" خان دلاور نے جواب دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آج کل اسے فرصت ہے۔"

"اچھا تو پھر بھیجو! مجھے تو وہ اتنا پسند ہے کہ ہر وقت ساتھ رکھنے کو جی چاہتا ہے۔ آہا بڑا لطف رہے گا۔ اگر آجائے.... خواتین کے لئے کھلونا بن کر رہ جائے گا.... ہاہا.... کیا آدمی ہے.... ارے یار.... فیاض.... لندن میں اکثر بڑی خوبصورت لڑکیاں اسے گھر چھوڑنے آیا کرتی تھیں.... ہم دونوں ایک ہی فلیٹ میں بہت دنوں تک رہے تھے! ایک بار کا لطیفہ سنو ایک بار اسے ایک بہت ہی بھولی بھالی لڑکی گھر پہنچانے آئی تھی کہنے لگی کہ یہ راستہ بھول گئے تھے۔ ایک جگہ کھڑے بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ بمشکل تمام انہیں اپنا پتہ یاد آیا تھا لیکن پھر بھی شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے پتہ غلط یاد آیا ہو! میں نے اپنا سر پیٹ لیا! لڑکی اس سے اتنی متاثر ہوئی تھی کہ اکثر اس کی خیریت پوچھنے گھر جاتی رہتی تھی.... اسے خود عورتوں سے دلچسپی تھی نہیں.... یاروں کے مزے تھے.... کیا آدمی ہے۔"

فیاض نے عمران کے لئے بھی دعوت نامہ بھجوا دیا اور لفافے پر تفریحاً مسٹر اینڈ مسز علی عمران لکھوا دیا! اور اب اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔

عمران اس طوائف کے بازو میں ہاتھ ڈالے کھڑا گاڑی سے اپنا سامان اتروا رہا تھا۔ خان دلاور نے اس کا استقبال کیا۔

"ہلو....!" عمران پُرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "بہت بدل گئے ہو یار.... اوہ.... ان سے ملو.... مسز عمران.... اور ڈارلنگ.... یہ ہیں وان خلاور.... میرے بہت ہی پرانے دوست۔"

خان دلاور نے طوائف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ تو عاجز ہوں گی اس سے.... اب دیکھئے اس نے میرا نام ہی الٹ دیا۔ میں خان دلاور ہوں۔"

"ہوہو! سوپر فیاض۔" عمران دانت پر دانت جما کر چیخا۔ "تم بھی ہو.... بیگم سے ملو.... ڈارلنگ یہ ہیں سوپر فیاض۔"

طوائف نے اس کی طرف بھی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا!

یونکہ وہ بھی فیاض کو جانتی تھی! فیاض کو بھی طوعاً کرہاً خون کے گھونٹ پی کر اس سے مصافحہ رنا ہی پڑا۔

"مگر یار.... بڑے بے مروت ہو۔" خان دلاور نے کہا۔ "چپکے چپکے شادی کر لی! کم از کم طلاع تو دیتے مدعو نہ کرتے کوئی بات نہ تھی۔"

"کیا بتاؤں ڈیئر۔ یہ شادی بہت جلدی میں ہوئی ہے! شادی سے دو گھنٹے پہلے بھی مجھے نہیں معلوم تھا کہ شادی ہو جائے گی۔ سوپر فیاض جانتے ہیں۔"

"خیر.... چلو.... تم ہمیشہ کے بہانے ساز ہو۔ اچھی طرح نپٹوں گا تم سے۔"

مدعوئین کے لئے پہلے ہی سے کمرے درست کر دیئے گئے تھے۔ شادی شدہ جوڑوں کے لئے کمرے مخصوص تھے۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے عمران کو بلیئرڈ روم میں تنہا جا پکڑا۔ اسے اس طوائف کی وجہ سے پریشانی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ نہ جانے کتنوں کی پگڑیاں اچھلیں گی اس سلسلے میں۔

"اسے تم کیوں لائے ہو۔" فیاض نے اس کا بازو جھنجھوڑ کر کہا۔

عمران ہکا بکا رہ گیا۔ اس انداز میں بلا کی معصومیت تھی! کچھ دیر تک وہ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یار فیاض.... اب تم مجھے خودکشی پر مجبور کرو گے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سر پھوڑ لوں۔ محض تمہاری وجہ سے کھڑے گھاٹ شادی کرنی پڑی! نہ سہرا نہ باجا! نہ دولہا نہ بارات، دل کے ارمان دل ہی میں رہے...... اب تم کہہ رہے ہو! اسے کیوں لائے ہو۔"

"میں اسے جانتا ہوں! وہ ایک سڑی ہوئی طوائف ہے۔"

"اچھا جی" عمران نے آنکھیں نکالیں چند لمحے دانت پیستا رہا اور پھر بولا۔ "اتنی جلدی میں قاف کی پری کہاں سے بیاہ لاتا.... اب مجھے زیادہ غصہ نہ دلاؤ۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ تمہارا دعوت نامہ ملتے ہی میں نے کوشش کی تھی کہ خان بہادر بلبل بخش کی صاحبزادی سے شادی ہو جائے مگر انہوں نے دھکے دلوا کر اپنی کمپاؤنڈ سے باہر نکلوا دیا۔ پھر میں کیا کرتا۔

بے حیائی لاد کر ڈیڈی کے پاس بھی گیا تھا! وہ میری خواہش سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ پھر شائد انہیں اس پر خوشی بھی ہوئی۔ لیکن کھڑے گھاٹ وہ بھی میری شادی نہ کر سکے۔ میں نے دعوت نامہ نکال کر دکھایا کہنے لگے غلطی سے مسٹر اینڈ مسز لکھ دیا گیا ہوگا۔ میں نے کہا کچھ بھی ہو تنہا نہیں جاؤں گا۔ پھر میں نے انہیں یاد دلایا کہ ایک بار ان کے ایک دوست نے انہیں ہرن کے

شکار کے لئے دعوت نامہ بھیجا تھا۔ جس پر تحریر تھا۔

"مسٹر رحمان مع بندوق۔"

اُن دنوں ان کی بندوق مرمت کے لئے گئی ہوئی تھی لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں گئے تھے۔ انکل کی بندوق مانگ لی تھی۔ پھر میں اکیلے کیسے جا سکتا ہوں اس پر وہ بہت خفا ہوئے اور مجھے بیوی اور بندوق کا فرق سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔ میری پلے کچھ بھی نہیں پڑا.... اب تم ہی بتاؤ سوپر فیاض پھر میں کیا کرتا۔"

فیاض دانت پیستا رہا! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کہے حماقت اسی سے سرزد ہوئی تھی۔

"دیکھو عمران! اگر اس طوائف کی وجہ سے یہاں کوئی بے ہودگی پھیلی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔" اس نے کہا۔

"سوپر فیاض! بیہودگی اسی صورت میں پھیل سکتی ہے جب تم لوگوں کو بتاتے پھرو کہ وہ شہر کی ایک سڑی سی طوائف ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ اسے پہچانتے بھی ہوں۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ آج کل میں سماج سدھار کے لئے بھی کام کر رہا ہوں۔"

اس وقت بات اس سے آگے نہیں بڑھی تھی۔



عمران کمرے میں آیا۔ طوائف دونوں ہاتھوں سے سر تھامے فرش پر اکڑوں بیٹھی ہوئی تھی! عمران کو دیکھتے ہی جھپٹ پڑی۔

"یہ آپ نے کہاں لا پھنسایا جناب!"

"ارے.... تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا یہاں خوش نہیں ہو! اگر ہماری بیگم محترمہ ہمیں بتائے بغیر چپکے سے مر نہ گئی ہوتیں تو ہم تمہیں کیوں ساتھ لاتے.... تنہا تو نہیں آسکتے تھے کیونکہ دعوت نامہ تم دیکھ ہی چکی ہو۔ ایسی دعوتوں میں بیوی بہت ضروری ہوتی ہے اگر نہ ہو تو احباب کے چہروں پر پھٹکار برسنے لگتی ہے۔ تمہیں آخر فکر کس بات کی ہے۔ کھاؤ پیو عیش کرو..... اور ہاں....

یہاں نہایت نفیس قسم کی اسکاچ.... اور پرتگالی شراب پانی کی طرح بہے گی۔"

طوائف اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی پھر بولی۔ "کہاں ہے! مجھے ابھی تک تو نہیں ملی۔"

"ملے گی۔ ملے گی۔"

"مگر یہاں جو پولیس آفیسر ہے مجھے بہت گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس سے ڈر لگتا ہے۔"

"ارے وہ تو اپنا یار ہے۔ تم خواہ مخواہ مری جا رہی ہو! اور دیکھو اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاؤ! اس طرح فرش پر اکڑوں بیٹھنے سے زکام ہو جاتا ہے۔"

"مجھے پہلے کبھی اکڑوں بیٹھنے سے زکام نہیں ہوا۔"

"نیچے قالین ہے نا، کشمیری قالین! آج کل سارا کشمیر برف سے ڈھکا ہوا ہوگا۔"

"ہٹیئے! آپ تو مزاخ کرتے ہیں....!" اس نے بڑے پھوہڑ انداز میں لچک کر کہا۔

اور عمران آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔ "یا مرشد۔"

"جی....!"

"کچھ نہیں۔!" عمران آنکھیں کھول کر بولا۔ "ہمیں اپنی ریاست یاد آگئی تھی۔"

"مگر نواب صاحب! یہاں کا سارا کارخانہ انگریزی معلوم ہوتا ہے! میں کیسے کیا کروں گی۔"

"اس کی پرواہ مت کرو! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اتنے میں دوپہر کے کھانے کا گانگ بجا.... اور عمران نے اس سے کہا۔ "جلدی سے تیار ہو جاؤ! اب ہم دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔"

ڈائننگ ہال میں ستائیس آدمیوں کے لئے میزیں لگائی گئی تھیں! تیرہ عورتیں اور تیرہ مرد! خان دلاور کا جوڑا یوں پورا ہوا تھا کہ اس کی ایک دوست لیڈی ڈاکٹر جبین بھی یہاں موجود تھی! اس کا پورا نام مہ جبین تھا۔ لیکن وہ صرف ڈاکٹر جبین کہلاتی تھی! عمر تیس سال سے زیادہ نہیں تھی.... خاصی دلکش عورت تھی! کچھ تھوڑی بہت شاعری بھی کر لیتی تھی! اور اکثر بڑے فخریہ انداز میں کہا کرتی تھی کہ اس کا سلسلہ نوابین اودھ تک جا پہنچتا ہے۔"

ستائیسواں اداس آدمی کیپٹن فیاض تھا....! لنڈورا.... بے جوڑ! اس کی بیوی پردے میں نہیں رہتی تھی لیکن اتنی آزاد خیال بھی نہیں تھی کہ اس قسم کی دعوتوں میں فیاض کے ساتھ حصہ لیتی.... ویسے فیاض خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایسے مواقع پر بھی اس کی چھاتی پر سوار رہا کرے۔

اتفاق سے ڈاکٹر مہ جبین اور عمران کو ایک ساتھ ہی جگہ ملی! طوائف بھی اسی میز پر تھی! لیکن کیپٹن فیاض شائد اس وقت عمران سے دور ہی رہنا چاہتا تھا۔

عمران نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ کھانے کے دوران میں طوائف سے بار بار غلطیاں سرزد ہوئیں ایک بار تو اس نے اپنے دانتوں میں پھنسا ہوا ریشہ فورک سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر جبین کبھی متحیرانہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی اور کبھی طوائف کی طرف۔ عمران کے چہرے پر تو حماقت کے جلوے برس ہی رہے تھے۔

طوائف کو چمچے سے سوپ پینا گراں گذر رہا تھا اس لئے اس نے اسے خالی گلاس میں الٹ لیا۔

"ہائیں.... یہ کیا!" دفعتاً عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"گھر پر بھی تو میں ایسے ہی پیتی ہوں۔" طوائف منمنائی۔

"گھر پر تو ہم بھی لوٹے کی ٹونٹی سے سوپ پیتے ہیں!" عمران نے سمجھانے کے سے انداز میں کہا۔ "مگر بیگم .... یہ دعوت ہے.... ہم گھر سے باہر ہیں۔ خاندانی وقار کا خیال رکھو!"

"جی بہت.... اچھا...." وہ سعادت مندانہ انداز میں منمنائی اور سوپ کو پھر پلیٹ میں انڈیل دیا۔ ڈاکٹر جبین کو ہنسی آ گئی۔ لیکن عمران بے تعلقانہ انداز میں نوالے چباتا رہا۔ طوائف کو شائد اس کی ہنسی گراں گذری تھی لہٰذا وہ ہاتھ روک کر بیٹھ گئی۔

عمران نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی.... ڈاکٹر جبین کے چہرے پر ندامت کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

دفعتاً اس نے طوائف سے کہا۔ "آپ نے ہاتھ کیوں روک لئے۔"

"جی.... بس کھا چکی...." طوائف نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

کھاؤ کھاؤ...." عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔ "اسی لئے ہم کہا کرتے تھے بیگم کہ پردے کی بوبو بنی رہنا ٹھیک نہیں ہے! اب تم خود ہی دیکھو کہ تمہیں کیسی دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔"

"جی میں.... کھا چکی ہوں.... اللہ قسم۔"

"خیر.... خیر۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب تم رات کا کھانا کمرے ہی میں کھاؤ گی۔"

"ارے ایسا بھی کیا؟" ڈاکٹر جبین بول پڑی۔

"پھر بتایئے ہم کیا کریں...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"یہ اجنبیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتیں اگر زبردستی کھانا ہی پڑے تو بوکھلاہٹ میں پلیٹیں تک چبا سکتی ہیں۔"

"اجی.... واہ.... بڑے آئے کہیں کے۔" طوائف پھر منمنائی۔

"آپ زیادتی کر رہے ہیں جناب.... ڈاکٹر جبین نے کہا۔ ایسا بھی کیا۔"



رات کا جشن بڑا شاندار تھا۔ کوٹھی کا وسیع ہال بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ خان دلاور نے اس دیہی کوٹھی پر لاکھوں روپے خرچ کئے تھے! کوٹھی سے تقریباً چار فرلانگ کے فاصلے پر آئیل انجن سے بجلی فراہم کی جاتی تھی! جسے وہاں سے تاروں کے ذریعے کوٹھی تک لایا گیا تھا! اور کوٹھی میلوں دور سے جگمگاتی ہوئی نظر آتی تھی۔

بڑے ہال میں درجنوں برقی قمقمے روشنی بکھیر رہے تھے اور آرکسٹرا کی تیز آواز سے گویا چھت اڑی جا رہی تھی! رقص کا اہتمام تھا مگر ابھی تو شراب کی ٹرالیاں گردش کر رہی تھیں۔

طوائف نے عمران سے پوچھا۔ "تو پھر.... جی.... نواب صاحب میں بھی پیوں نا...." وہ ندیدی نظروں سے ٹرالیوں اور پینے والوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ضرور پیئو...." عمران نے کہا۔ "مگر اتنی زیادہ نہیں کہ ہمیں بھی مجرا شروع کرنا پڑے۔"

"اب دیکھئے! مجرے کا نام آپ ہی کی زبان سے نکلا ہے.... میں تو کتنی احتیاط برت رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے۔"

دوسری طرف خان دلاور کیپٹن فیاض سے کہہ رہا تھا۔ "یار یہ عمران کی بیوی اپنی سمجھ میں نہیں آئی۔ ڈاکٹر جبین کہہ رہی تھی کہ اس نے گلاس میں سوپ انڈیل لیا تھا۔"

"بھئی۔ میں کیا بتاؤں کچھ کہتے سنتے نہیں بن پڑتی۔"

"کیوں! کیا بات ہے!" خان دلاور کا اشتیاق بڑھ گیا۔

"بس کیا بتاؤں مجھ سے ایک حماقت ہو گئی تھی! میں نے دعوت نامے پر مسٹر اور مسز عمران لکھ دیا تھا۔"

"تو پھر کیا ہوا۔" خان دلاور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس کچھ نہ پوچھو! وہ مردود شہر سے ایک طوائف پکڑ لایا ہے۔"

خان دلاور بے ساختہ ہنس پڑا.... لیکن پھر یک بیک سنجیدگی سے بولا۔ "حرکت مضحکہ خیز ضرور ہے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی نے اعتراض کر دیا تو بُری بات ہو گی۔"

"ابھی تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔" فیاض نے پوچھا۔

"نہیں.... شائد کوئی اسے پہچانتا نہیں ہے۔" دلاور نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پھر بتاؤ.... اب کیا کریں۔"

"کچھ نہیں چلنے دو۔" خان دلاور مسکرایا۔ "وہ کم بخت سب کی موجودگی میں بات بات پر اسے ٹوکتا بھی رہتا ہے۔"

"ڈاکٹر جبین کہہ رہی تھی کہ شائد وہ اس سے پہلے پردے میں رہتی تھی! پہلی بار ایسی کسی دعوت میں شریک ہوئی ہے.... لیکن اسے اس طرح سب کے سامنے شرمندہ نہ کرنا چاہئے۔ وہ تو یہ بھی کہہ رہی تھی کہ آپ نے کس گھامڑ آدمی کو بلالیا ہے.... میں سوچ نہیں سکتی تھی کہ آپ ایسے اوٹ پٹانگ دوست بھی رکھتے ہوں گے! مگر میں نے ہنس کر ٹال دیا تھا.... اس عمران میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ جیسا آج سے دس سال پہلے تھا ویسا ہی آج بھی ہے۔"

"اور نہ اب کسی تبدیلی کا امکان ہے۔" فیاض نے کہا۔

"اس سے زیادہ چالاک آدمی بھی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔" خان دلاور نے کہا۔

اچانک ڈاکٹر جبین اُن کی میز پر آگئی اور بیٹھتے ہی بولی۔ "بھئی خان صاحب یہ جوڑا مجھے دردِ سر میں مبتلا کردے گا۔"

"کون سا جوڑا...."

"وہی گھامڑ.... جوڑا۔"

"کیوں اب کیا.... ہوا۔"

"وہ اسے پردے کی بو بو کہہ رہا تھا! مگر اس نے تو پینے کے معاملے میں بہتیرے مردوں کی ناکیں اڑادی ہیں۔ عورتیں بیچاریاں کہاں ٹھہر سکیں گی۔"

فیاض نے ایک طویل سانس لی! لیکن خان دلاور نے ہنس کر پوچھا۔ "اور اس گھامڑ کا کیا حال ہے۔"

"ارے.... وہ خود تو بڑے اللہ والوں کی باتیں کر رہا ہے۔ محرم اور نامحرم کے قصے چھیڑ رکھے ہیں۔ کہتا ہے کہ عورتوں کو کلائیاں اور ٹخنوں تک اپنا جسم ڈھانکنا چاہئے۔ اور پتہ نہیں کیا کیا بک رہا ہے۔ ادھر بیگم صاحبہ ہیں کہ اسکاچ میں سوڈا ملانے کی بھی زحمت گوارا نہیں فرماتیں۔"

"وہ نہیں پی رہا۔" خان دلاور نے پوچھا۔

"ارے وہ تو شراب کے نام پر کان پکڑتا ہے اور منہ پیٹتا ہے! بڑے بڑے ولیوں اور رسولوں کے حوالے سے شراب خانہ خراب ثابت کرتا ہے۔ میں نے تو کہا تھا چل کر ذرا بیگم صاحبہ کو

سنبھالئے.... کہنے لگا وہ فری تھنکر ہیں! اس لئے اُن کے معاملات میں دخل نہیں دیا جاسکتا۔"

فیاض اور خان دلاور دونوں ہنس پڑے.... اور پھر فیاض نے کہا۔ "ارے جناب! یہ جوڑا تو آپ ہی لوگوں کی دلچسپی کے لئے پکڑوایا گیا ہے۔"

"آخر یہ لوگ ہیں کون....!"

"دوست ہیں بھئی!" خان دلاور نے کہا۔ "تم آخر بور کیوں ہورہی ہو۔"

"بور نہیں ہوتی بلکہ غصہ آتا ہے۔ کوئی تک بھی ہے آخر۔ اسی جگہ بیگم صاحبہ بیٹھی بلانوشی فرمارہی ہیں اور اسی جگہ آپ اللہ میاں کے ریڈیو اسٹیشن سے پیغامات نشر فرمارہے ہیں! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بس کل ہی قیامت آجائے گی۔ ساری خواتین بے حد بور ہورہی ہیں۔"

"ٹھہریئے! میں اس کی گوشمالی کئے دیتا ہوں۔" فیاض اٹھ گیا۔

عمران بڑے مزے سے چہک رہا تھا۔ "روح کے سات رنگ ہیں! زمین کے سات طبق ہیں اور آسمان بھی سات ہی ہیں.... یہ سات کا عدد بڑا شاندار ہے.... حالانکہ بیگم فری تھنکر ہیں لیکن سات کے عدد پر وہ بھی ایمان رکھتی ہیں.... یا سات گھونٹ.... یا سات پگ.... یا سات بوتلیں....!"

"یا سات بیرل...." فیاض اس کے سر پر پہنچ کر غرایا.... عمران چونک کر مڑا اور قریب بیٹھنے والے ہنس پڑے۔

"اوہ سوپر فیاض.... فائن.... ویری فائن.... آؤ.... آؤ.... یہ لوگ حیات و کائنات سے متعلق میرا نظریہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ پھر بتانا.... ذرا میری بھی تو سن لو.... ادھر آؤ....!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

عمران کچھ ایسے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھا کہ اگر قریب کوئی میز بھی ہوتی تو اس سے الجھ کر یقینی طور پر گرا ہوتا۔

فیاض اسے ایک گوشے میں لے جاکر بولا۔ "یہ کیا بیہودگی پھیلا رکھی ہے تم نے۔"

"خدا سے ڈرو سوپر فیاض! میں تو انہیں سیدھی راہ پر چلنے کی ترغیب دے رہا تھا۔"

"دلاور.... کو گراں گذر رہی ہیں یہ باتیں۔"

"گذرنے دو! سقراط کو لوگوں نے زہر پلایا تھا۔ کنفیوشس...."

"کنفیوشس کے بچے۔"

"نہیں میں تمہارے باس کا بچہ ہوں! آخر تمہیں پریشانی کیوں ہے۔ سوپر فیاض! پھر تم نے مجھے تنہا نہیں بلایا تھا! بیگم بھی ساتھ آئی ہیں! اور تم اُن کے سامنے مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہو! وہ

کیا سوچیں گے کہ ان کے دوست کیسے نامعقول ہیں۔"

"اچھی بات ہے تب پھر یہ عورتیں ہی تمہیں راہِ راست پر لائیں گی! تم انہیں بہت زیادہ بور کر رہے ہو۔"

"اب میں سمجھا یہ ڈاکٹر چھمین ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتی پھر رہی ہے.... دوپہر کو بھی اس نے ہمیں کھانے کی میز پر بور کیا تھا! بیگم فرما رہی تھیں کہ اگر اب وہ حرام کی جنی میری کسی بات پر ہنسی تو میں اس کا منہ نوچ لوں گی۔ نواب صاحب کی جورو اب کیا اتنا بھی نہیں کر سکتی۔"

فیاض سناٹے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر عمران کا شانہ سہلا کر بولا۔ "دیکھو پیارے وہ بے تحاشہ پی رہی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں نشے میں ہڑبونگ نہ مچائے۔"

"ارے نہیں!" عمران نے اسے مطمئن کرنے کے سے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "وہ تو فرما رہی تھیں کہ یہ کیسی اسکاچ وسکاچ ہے اس سے نشہ ہی نہیں ہوتا.... یار سوپر فیاض! یہاں ٹھرا نہیں ملے گی.... بیگم دراصل اسی کی عادی ہیں۔"

"خدا کے لئے رحم کرو۔"

"آخر کیوں! تمہیں بیگم ہی کا پینا کیوں گراں گزر رہا ہے.... یہاں کئی خان بہادرنیاں اور کئی لیڈیاں بھی تو پی رہی ہیں.... وہ شیری پورٹ اور نہ جانے کیا کیا اڑا رہی ہیں لیکن ہماری بیگم کے لئے ٹھرا بھی نہیں مہیا کیا جا سکتا.... یہ ظلم ہے.... سوپر فیاض.... بہت بڑا ظلم.... بلکہ میں تو ابھی خان دلاور سے کہتا ہوں اس بداخلاقی کو کسی طرح بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔"

"اچھی بات ہے!" فیاض غرایا۔ "تم خود ہی بھگتو گے۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں۔"

فیاض اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ عمران کچھ دیر بعد طوائف کی طرف پلٹ آیا جو گلاس ہاتھ میں لئے جھوم رہی تھی اور اب اس کے قریب ایک متنفس بھی نہیں نظر آ رہا تھا۔

"بیگم اب ختم بھی کرو۔" عمران نے کہا۔

"اے جی بھر کے پی لینے دو یار....!" وہ انگلی نچا کر بولی۔

"اچھی بات ہے! میں تو چلا.... وہ تھانیدار صاحب ہتھکڑیاں لینے گئے ہیں۔"

"کیوں ہتھکڑیاں کیوں؟"

"اب یہ تم جانو.... اس سے پہلے بھی تو کبھی تمہارے سلسلے میں پکڑ دھکڑ ہو چکی ہے۔"

"ارے توبہ.... میرے مولا! تب تو چلو.... اٹھو یہاں سے....."

عمران نے سہارا دے کر اسے اٹھایا.... اور وہ اس کمرے کی طرف چل پڑے جہاں ان کا

قیام تھا وہ ہولے ہولے گنگنا رہی تھی....

"سونی پڑی ہے سجریا.... ہو دودو۔ بانکے سنوریا۔"

پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز بلند ہونے لگی اور عمران بوکھلا کر بولا۔

"ارے کبڈی بائی.... خدا کے لئے ذرا آہستہ گاؤ...."

"مستوں پر انگلیاں.... نہ اٹھاؤ.... بہار میں...." اس نے آواز کچھ اور اونچی کر دی....

لیکن ٹھیک اسی وقت عمران نے چیخیں سنیں۔

"بچاؤ.... بچاؤ....!"

آواز ہال کی طرف سے آئی تھی عمران سمجھا شائد اسی طوائف کی طرح کوئی شریف آدمی بھی بہک گیا ہے۔ لہٰذا وہ اس کی پرواہ کئے بغیر طوائف کو کمرے میں پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

"ڈھپالنگ.... ڈھپالنگ" وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر عمران کی طرف بڑھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"ہائیں.... کیا مطلب....!" عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

دروازے پر راستہ روک کر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ "نہیں جانے دوں گی! ڈھپالنگ.... تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

عمران کمرے کے وسط میں کھڑا سر کھجا رہا تھا اور اس کے دیدے تیزی سے گردش کر رہے تھے۔

"نائیں.... جانے .... دوں گی...." وہ الفاظ کھینچ کر بولی۔ "تم میرے.... گڈے ہو! .... میرے ڈھپالنگ ہو۔"

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر یہ ڈھپالنگ کیا ہوتا ہے۔ کبڈی بائی....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"توم.... بھی تو.... کہتے ہو.... مجھے ڈھپالنگ....!"

"ہائے...." عمران دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر کراہا! "وہ ڈارلنگ ہے کبڈی بائی۔"

"کچھ بھی ہو.... نائیں.... تمہیں.... نائیں.... جانے.... دوں گی! گڈے بالم۔"

"گڈے بالم...." عمران نے اس طرح سینے پر ہاتھ رکھ کر ہونٹ سکوڑے جیسے لوہے کا بہت بڑا گولا حلق سے نیچے اتار گیا ہو۔ دفعتاً کوئی زور زور سے دروازہ پیٹنے لگا اور کیپٹن فیاض کی آواز آئی۔ "عمران.... دروازہ کھولو.... جلدی کرو۔"

"کیا بات ہے.... سوپر....!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"بہت بڑی مصیبت باہر آؤ...."

"ارے.... یار.... ٹھہرو....." عمران نے کہا اور طوائف کی طرف دیکھنے لگا جو اب بھی دروازے پر اس کا راستہ روکے کھڑی تھی! عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ "وہی تھانیدار ہے۔"

"ارے میرے مولا...." طوائف کا نشہ ہرن ہوتا معلوم ہونے لگا۔

"جاؤ.... جلدی....!" عمران نے اشارے سے اسے بتایا کہ وہ مسہری کے نیچے گھس جائے! طوائف نے بغیر حیل و حجت اس کے مشورے پر عمل کیا.... اور مسہری کے نیچے اس طرح سر ڈال کر جا پڑی جیسے دم ہی نکل گیا ہو! عمران دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر اسے مقفل کر کے فیاض سے پوچھا۔ "کیا بات ہے۔"

"چلو چلو۔" فیاض اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا..... "چنگیزی مر گیا۔"

"کون چنگیزی۔"

عمران نے اپنی جگہ سے ہلے بغیر پوچھا۔

"ارے وہ بھی مہمان تھا ایک دولت مند آدمی.... لوہے کی کئی کانوں کا مالک۔"

فیاض نے پھر اس کا ہاتھ کھینچا۔

"اوہو کیسے مر گیا! اور میری کیا ضرورت ہے! کیا تمہیں کفن دفن کرنا نہیں آتا۔"

"عمران! مذاق کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھو! جلدی کرو اگر....!"

"دیکھو! سوپر.... ہو سکتا ہے کہ تم مجھے اچانک جائے واردات پر لے جا کر غلطی کر رہے ہو! کیوں نہ مجھے یہیں بتا دو۔ صرف اتنا کہ کن حالات میں اور کہاں مرا ہے.... تمہیں شائد علم نہ ہو کہ میں خان دلاور کی کسی دعوت پر پہلی بار مدعو کیا گیا ہوں ویسے لندن میں ہمارے تعلقات بڑے شاندار تھے۔"

"خیر.... خیر....!" فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔ "وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ختم ہوا ہے! اچانک۔ "بچاؤ بچاؤ" چیختا ہوا ہال میں داخل ہوا تھا اور پھر لڑکھڑا کر گر پڑا تھا! لیکن دوبارہ نہیں اٹھ سکا وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

عمران کو یاد آیا کہ کمرے میں آتے وقت اس نے چیخیں سنی تھیں۔

"کیا اسے گولی ماری گئی ہے۔" اس نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"خنجر!"

"یہ بھی نہیں....! تمہیں کہیں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نظر آئے گا اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کی زبان سے صرف ایک ہی لفظ نکل رہا تھا.... چوتھی لکیر.... چوتھی لکیر...."

"ہاہا....!" عمران بے اعتباری سے ہنسا اور پھر بولا۔ "ایک کاپی میرے لئے بھی خرید لینا۔"

"کیا مطلب!"

"کسی جاسوسی ناول کا اشتہار سنا رہے ہو شائد۔"

"یقین کرو....! میں حقیقت بیان کر رہا ہوں! وہ تڑپ رہا تھا اور چوتھی لکیر کی گردان کر رہا تھا۔"

"پھر وہ اسی حالت میں وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔"

"ہاں۔ پھر وہاں سے اٹھ نہیں سکا تھا۔"

عمران نے غور کیا اب ہال سے آرکسٹرا کی آواز نہیں آ رہی تھی! پوری عمارت پر سکوت طاری تھا۔

"وہ تنہا تھا۔"

"نہیں بیوی بھی ساتھ آئی تھی! وہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ہے۔"

"مرنے والا ہال میں موجود نہیں تھا۔"

"نہیں! ہو سکتا ہے.... وہ اپنے کمرے سے آیا ہو۔"

"اچھا سوپر فیاض تم ہال میں چلو.... میں آ رہا ہوں۔ بس میں تمہارے پیچھے لگا رہوں گا تم سب کے سامنے اس مسئلے پر مجھ سے کوئی گفتگو نہ کرنا۔ ہاں ایک بات اور.... کیا یہاں سبھی تمہارے جانے پہچانے آدمی ہیں۔"

"نہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔"

"خیر.... جاؤ.... میں آ رہا ہوں۔"

فیاض چند لمحے اسے گھورتا رہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

عمران نے کمرے کا دروازہ کھول کر آہستہ سے کہا۔ "ارے.... کبڈی بائی اب چپ چاپ سو جاؤ.... میں اس کے ساتھ تھانے جا رہا ہوں۔"

مگر کبڈی بائی شائد مسہری کے نیچے ہی سو گئی تھی اس نے جنبش تک نہیں کی۔

عمران ہال کی طرف روانہ ہو گیا اور دروازے ہی پر اسے مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ سنائی دی۔

لوگ بہت ہی نیچی آواز میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور ہال پہلے ہی کی طرح روشنی میں نہایا ہوا تھا۔

عمران نے ایک طرف ایک آدمی کو فرش پر پڑے دیکھا۔ فیاض اس پر جھکا ہوا تھا! قریب ہی خان دلاور اور ڈاکٹر مہ جبین بھی موجود تھے۔

عمران تیزی سے اُن کے قریب پہنچا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "یہ.... یہ.... کیا ہوا خان دلاور۔"

"ارے.... یار کیا بتاؤں.... اب میں بھی پاگل ہو جاؤں گا۔"

"عمران فیاض کی طرف دیکھنے لگا! فیاض نے سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "چنگیزی صاحب کا انتقال ہو گیا۔"

"چچ.... چچ....!" عمران نے افسوس ظاہر کیا! پھر بولا۔ "کیا ابھی تار آیا ہے۔"

"یہی تو ہیں....!" فیاض نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

عمران اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹا جیسے وہیں کہیں موت اس کی بھی تاک میں ہو۔

"آپ وہاں جا کر بیٹھئے تو بہتر ہے۔" ڈاکٹر مہ جبین نے ناخوشگوار لہجے میں کہا! لیکن عمران خوفزدہ نظروں سے چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

• "یہ چہرہ پر نشان کیسا ہے۔" دفعتاً فیاض نے خان دلاور کو مخاطب کیا! مقصد شاید عمران کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانا تھا۔

خان دلاور کے ساتھ ہی عمران بھی جھک پڑا.... بائیں گال پر چھوٹا سا سیاہ رنگ کا دھبہ تھا جلنے کا نشان.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے حال ہی میں کسی چیز سے جل گیا ہو۔

"کیا یہ نشان پہلے بھی تھا۔" فیاض نے خان دلاور سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "یہ سب کچھ تو مسز ارشاد ہی بتا سکیں گی! کیوں ڈاکٹر ابھی انہیں ہوش نہیں آیا۔"

"میں دیکھتی ہوں۔" ڈاکٹر مہ جبین نے کہا اور عمران کو گھورتی ہوئی چلی گئی۔

کچھ دیر بعد اس نے واپس آکر اطلاع دی کہ وہ بدستور بیہوش ہے۔

"تب تو پھر تم اس کے پاس ٹھہرو ڈاکٹر۔" کیپٹن فیاض نے کہا۔

ڈاکٹر مہ جبین پھر وہاں سے چلی گئی۔ عمران نے فیاض کو مرنے والے کے کمرے میں چلنے کا اشارہ کیا اور فیاض نے خان دلاور کو مخاطب کر کے کہا "یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ اس حال میں.... کہاں سے آئے تھے!"

"ارے.... یار.... شائد پندرہ یا بیس منٹ پہلے اسے یہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ چیختا ہوا نظر آیا! ہو سکتا ہے وہ کسی کام سے اپنے کمرے ہی میں گیا ہو۔"

"تب پھر کمرہ تو دیکھنا ہی چاہئے۔" فیاض نے کہا۔

"چلو....!"

عمران بھی ان کے پیچھے چلتا رہا وہ کمرے میں آئے.... کمرے میں کسی قسم کی بھی بے ترتیبی نہیں نظر آئی! مسہری پر شفاف بستر موجود تھا.... دفعتاً عمران نے فرش سے ایک مڑا تڑا کاغذ اٹھایا! اور اسے پھیلانے لگا۔ دوسری طرف فیاض خان دلاور کو گھور رہا تھا جس کی نظر سامنے والی دیوار پر تھی۔ جہاں تین مختلف رنگوں کی تین لکیریں نظر آ رہی تھیں۔

پھر وہ بڑبڑایا۔ "میں انہیں اتنا بد سلیقہ تو نہیں سمجھ سکتا۔"

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" فیاض نے پوچھا۔

"کیا یہ بچوں کی سی حرکت نہیں ہے۔" اس نے دیوار کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"یہ لکیریں یہاں کس نے بنائی ہیں۔" خان دلاور نے کہا۔

اب عمران بھی ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تین بڑی لکیریں سفید دیوار پر دور ہی سے دیکھی جا سکتی تھیں.... تینوں متوازی تھیں اور ان کا درمیانی فاصلہ بمشکل تمام ایک انچ رہا ہوگا۔ پہلی سبز تھی، دوسری سرخ اور تیسری سیاہ۔

عمران انہیں قریب سے دیکھنے لگا۔ فیاض کہہ رہا تھا۔ "کیا یہ مسٹر یا مسز چنگیزی کی حرکت ہو سکتی ہے۔"

"خدا جانے۔" دلاور اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "یہاں تو بچے بھی نہیں ہیں!"

"ہو سکتا ہے کسی ملازم نے۔"

"شامت آئی ہے کسی ملازم کی.... کمال کرتے ہو یار.... ملازم ہی اس عمارت کی صفائی کے ذمہ دار ہیں۔"

فیاض کچھ سوچنے لگا پھر یک بیک چونک کر بولا۔ "چنگیزی کیا چیخ رہا تھا۔"

"وہ بھی عجیب چیز تھی!" دلاور نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اس کی زبان سے چوتھی لکیر کے علاوہ اور کوئی تیسرا لفظ نہیں نکلا تھا۔ وہ اسی کی تکرار کئے جا رہا تھا۔"

"مگر یہاں تو صرف تین ہی ہیں!" عمران نے کہا جواب داخلے کے دروازے کے قریب

کھڑا اُن لکیروں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب!" خان دلاور اس کی طرف مڑا۔

"ایک بات کہی ہے۔ مطلب وطلب میں کچھ نہیں جانتا۔"

"یار کیا مصیبت ہے کوئی کچھ جانتا ہی نہیں.... پھر میں پاگل کیوں نہ ہو جاؤں۔"

"صبر سے کام لو۔" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر تم تھکن محسوس کر رہے ہو تو جا کر آرام کرو! میں سب دیکھ لوں گا۔"

"بھئی مجھے تو چکر سے آرہے ہیں۔"

"بس پھر تم جاکر آرام کرو۔"

"ہاں.... ہاں.... بالکل....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آرام کیا کروں گا.... چنگیزی کو وہاں سے اٹھواؤں۔"

"ہرگز نہیں! میں نے ابھی ریلوے اسٹیشن سے ایک تار بھجوایا ہے۔ میرے محکمے سے ایکسپرٹ آئیں گے جب تک وہ جائزہ نہ لے لیں لاش جوں کی توں پڑی رہے گی۔"

"یہ اور بھی مصیبت ہے! کیسے آج ستارے گردش میں آئے ہیں۔"

"میں کہتا ہوں تم بالکل فکر نہ کرو! جاؤ آرام کرو! بس اس کی تاکید کر دو کہ نہ کوئی لاش کے قریب آئے اور نہ ہاتھ لگائے.... مسز چنگیزی کے لئے بھی کسی دوسرے کمرے میں انتظام کر دو اسے تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔" خان دلاور نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور کمرے سے نکل گیا! جب قدموں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں تو فیاض نے عمران سے کہا۔ "اب کیا خیال ہے۔"

"جہاں تک اس کی موت کا تعلق ہے اس پر میں ابھی اظہار خیال نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار ہی بہتر ہوگا۔"

"کیا خیال ہے! یہاں سامان کی تلاشی لی جائے!"

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کریں گے!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں ان لکیروں کو دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا ہے.... ان لکیروں میں....!"

"چوتھی لکیر کہاں ہے سوپر فیاض....!"

"تم اب لکیر کے پیچھے پڑے رہو گے...." فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس کی شروعات تو مرنے والے ہی نے کی تھی!"

"تلاش کرو نا! میں ذرا اس کا سامان دیکھوں گا۔"

"اس سے بہتر یہ ہوگا سوپر فیاض کہ مسز چنگیزی سے دو دو باتیں کر لی جائیں۔"

"وہ ہوش میں کہاں ہے۔"

"کوشش تو ہونی ہی چاہئے کہ وہ ہوش میں آجائے۔ کیونکہ وہ ہمیں بہتیری کام کی باتیں بتائے گی۔"

"تو پھر یہ کمرہ بند کر دیا جائے۔"

"فی الحال میرا یہی مشورہ ہے۔"

"چلو....! اُسے بھی دیکھ لیں....!"

"مگر اب میں سوچ رہا ہوں کہ خود مجھے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔"

"تمہیں کس نے روکا ہے۔"

"وہ ڈاکٹر سکنجبین تو پیچھے پڑ جاتی ہے.... ایک لفظ نکلا میری زبان سے اور وہ کاٹنے دوڑی!"

"خود ہی عقل آجائے گی اُسے.... تم خواہ مخواہ فکر کرتے ہو....!" فیاض مسکرایا۔

"ہاں ٹھہرو! مجھے یہاں مدعو کرنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے....! تم اس میں کسی سازش کے امکانات نہ تلاش کرو....! میں نے اسے یاد دلایا تھا کہ تم بھی اس کے دوستوں میں سے ہو!"

"بہت بہت شکریہ سوپر فیاض۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"تو چل رہے ہو۔ یہاں سے!"

"چلو....!" عمران کمرے سے نکل آیا۔

وہ کمرہ مقفل کر کے ہال میں آئے۔ مسز چنگیزی کو ہوش آچکا تھا لیکن ابھی حالت نہیں سنبھلی تھی اور کچھ لوگ اسے وہاں سے ہٹا کر غالباً کسی کمرے میں لے جا رہے تھے۔

"ٹھہرو....!" عمران نے فیاض کو روک کر کہا۔ "تم اس ڈاکٹر چھو چھو سے کئی طرح کی معلومات حاصل کر سکتے ہو! کیونکہ اسے ہر ایک کو سونگھتے پھرنے کی عادت ہے۔"

"مثلاً....!"

"کیا یہاں کوئی عورت چنگیزی سے بہت زیادہ قریب رہی ہے یا اُسے اس انداز میں ٹریٹ

کرتی رہی ہے جیسے اس سے قریب ہونا چاہتی ہو!"

"کیا قصہ ہے۔"

"کچھ نہیں! بس معلوم کرو اس سے!"

فیاض کچھ نہ بولا.... مسز چنگیزی ہال سے چلی گئی۔ ڈاکٹر مہ جبین بھی اس کے ساتھ ہی گئی تھی! فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بھی اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے گذر کر مسز چنگیزی ہال سے باہر گئی تھی۔

عمران ایک گوشے میں ٹھہر گیا۔ مگر وہ لاش سے کافی فاصلہ پر تھا ہال میں کچھ لوگ اور بھی تھے جو دو دو تین تین کی ٹولیوں میں اِدھر اُدھر کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔

عمران کے قریب والے تین آدمیوں میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ "وہ کل ہی سے کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا! میں نے اس کے بارے میں پوچھا بھی تھا مگر اس نے نہیں بتایا.... پچھلی شام تم نے دیکھا ہوگا کہ اس کے گلے میں دور بین لٹک رہی تھی! اور اس نے تاریکی پھیلنے تک اپنا سارا وقت چھت پر گذارا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ تھا! مسز چنگیزی نہیں تھی! وہ دور بین لگائے چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی چیز کی تلاش ہو! اس نے ایک بار مجھے بھی دور بین دے کر کہا تھا.... ذرا دیکھنا کیا اس درخت پر کچھ نظر آ رہا ہے۔ میں نے دور بین لے کر دیکھا.... کچھ تو تھا درخت پر مگر صاف نہیں نظر آ رہا تھا.... پھر اچانک ایک گدھ اسی درخت سے اڑا تھا اور اس نے کہا تھا لاحول ولا قوۃ یہ تو گدھ تھا.... میں نے پوچھا کیا کسی خاص چیز کی تلاش ہے اس پر وہ چونک پڑا تھا.... کیا بتاؤں کتنا عجیب تھا چونکنے کا انداز.... بہر حال میرا خیال ہے کہ اس کے بعد وہ زبردستی مسکرایا تھا اور کہا تھا۔ نہیں تو.... بس مجھے دور بین سے افق میں دیکھنے کا خبط ہے!"

"آج بھی وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا...." دوسرا بولا۔

"آج تو وہ بے حد خوش تھے آپ قطعی غلط کہہ رہے ہیں!" عمران دخل دے بیٹھا! وہ سب یک بیک اس کی طرف مڑے اور ان کے منہ بگڑ گئے۔

"آپ مجھ سے زیادہ نہیں جانتے!" ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آپ چنگیزی کو کیا جانیں! میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو یہاں پہلے پہل دیکھا ہے!"

"لیکن.... لیکن.... اس سے کیا ہوتا ہے۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا! "ہنستے ہوئے آدمی کو خوش کہیں گے اور بسورتے ہوئے آدمی کو مغموم! میں نے انہیں کئی بار ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔"

"کیوں وقت برباد کر رہے ہو!" دوسرے آدمی نے اس سے کہا جو عمران سے بحث کرنے پر

آمادہ نظر آ رہا تھا۔

"آپ کا کیا بگڑتا ہے جناب! آپ اپنا وقت سنبھالے رکھئے!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں آپ سے تو گفتگو نہیں کر رہا۔"

"آپ اپنی چونچ بند رکھیں تو بہتر ہے۔" اس آدمی نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"آپ میری توہین کر رہے ہیں۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"جاؤ یار بور نہ کرو!" تیسرا آدمی بولا جو ابھی تک خاموش ہی رہا تھا۔

"خدا غارت کرے!" عمران دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ "یہ سبھی میری توہین کرنے پر تل گئے ہیں!"

وہ جانتا تھا کہ اب شائد ہی رات کے کھانے کا تذکرہ بھی آئے.... اس لئے اس نے نہایت اطمینان سے باورچی خانے کا رخ کیا جہاں تک پہنچنے کے لئے پورچ سے تقریباً آدھے فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا! باورچیوں نے اسے وہاں دیکھ کر ہاتھ روک لئے اور اسے حیرت سے دیکھنے لگے! حادثے کی اطلاع انہیں مل چکی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنے کام میں مصروف تھے! ویسے انہیں یقین تو رہا ہوگا کہ اس وقت میز نہیں لگائی جائے گی بلکہ اکا دکا لوگ موقع پا کر باورچی خانے ہی کا رخ کرتے رہیں گے! بیرے نے ایک چھوٹی میز کھڑکی کے قریب کھسکا دی اور اس کے قریب کرسی رکھتا ہوا بولا۔ "تشریف رکھئے جناب!"

عمران چپ چاپ بیٹھ گیا! اس وقت وہ مغموم نظر آ رہا تھا۔ چہرے پر حماقت کے آثار اگر تھوڑے بہت تھے بھی تو ان پر غمزدگی کی تہیں چڑھ گئی تھیں۔

"کیا حاضر کروں جناب!" بیرے نے ادب سے پوچھا۔

"اوہ.... کچھ نہیں۔ صرف کافی اور چند سلائیس! اف فوہ! ایسے کسی غمناک حادثے کے بعد بھوک کہاں لگتی ہے! غالباً تم لوگوں کو تو علم ہو ہی چکا ہوگا۔"

"جی ہاں.... جناب! خدا ہمارے مالک کو محفوظ رکھے۔"

"اچھی خاصی محفل ویران ہو گئی۔"

"جی جناب۔"

"مسٹر چنگیزی بڑے اچھے آدمی تھے۔ غالباً پچھلے سال بھی وہ یہاں ضرور آئے ہوں گے۔"

"نہیں جناب میں نے اس سے پہلے انہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا۔" بیرے نے کہا اور دوسروں کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے اپنے بیان کی تائید یا تردید چاہتا ہو۔

کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے ایک طویل سانس لی! ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے چہرے کے مسامات میں گھسے جا رہے تھے۔

وہ بڑی دیر تک اُن سے گفتگو کرتا رہا لیکن کوئی کام کی بات نہ معلوم ہو سکی! پھر وہ عمارت میں واپس آ گیا! یہاں کیپٹن فیاض اس کا منتظر تھا۔

"اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا تم اس سے گفتگو کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس سے کافی دیر تک گفتگو کی ہے۔"

"آہا تو پھر حالت اچھی نہ ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔"

"اس کی آنکھیں بالکل خشک ہیں اور آواز میں غم کا شائبہ تک نہیں ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ذہنی حالت قابل اطمینان نہیں ہے۔"

"اوہ ڈاکٹر صاحب! میں گفتگو سننا چاہتا ہوں! اس کے دل پر کیا گذری ہے اس سے تمہیں کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"اتنے حیوان نہ بنو۔"

"اب تم معلم الاخلاق بھی بننے کی کوشش کر رہے ہو! یہ بہت بُری بات ہے سوپر فیاض۔"

فیاض نے بہت بُرا سا منہ بنایا پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "اس کا بیان ہے کہ وہ دونوں چھ بجے کمرے سے نکل آئے تھے اس کے بعد اسے نہیں معلوم کہ چنگیزی کب اور کس لئے دوبارہ کمرے میں گیا تھا! چھ بجے جب وہ کمرے سے نکلے تھے اس وقت دیواریں بالکل صاف تھیں اور انہوں نے اس کمرے میں قیام کرنے کے بعد سے آج ۶ بجے تک کسی دیوار پر رنگین لکیریں نہیں دیکھی تھیں۔"

"کسی عورت کے بارے میں پوچھا تھا!"

"ہاں لیکن وہ اس کے متعلق کچھ نہیں بتا سکی! اتنا ضرور کہا تھا کہ چنگیزی کے تعلقات دوسری عورتوں سے کبھی نہیں رہے.... اور نہ اس نے ان دنوں میں کوئی ایسی بات مارک کی تھی جس سے یہاں ایسی کسی عورت کی موجودگی کا شبہ ہوتا.... مگر تم آخر کسی عورت کا تذکرہ کیوں لے بیٹھے تھے!"

عمران نے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔ کاغذ پر تحریر تھا۔

"میں ساڑھے تین بجے تمہارے کمرے میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"تمہیں کہاں ملا تھا۔" فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"چنگیزی کے کمرے میں....!"

"بکواس مت کرو۔" فیاض کو غصہ آ گیا۔

"خیریت.... آخر اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے۔"

"میں ایسی بد تکلفی پسند نہیں کرتا!" فیاض کا غصہ بڑھ رہا تھا۔

"گھاس تو نہیں کھا گئے! میں کہہ رہا ہوں کہ یہ پرچہ مجھے چنگیزی کے کمرے میں ملا تھا اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ایسی بے تکلفی پسند نہیں کرتا۔"

"تم نے یہ پرچہ میری جیب سے نکالا ہے۔"

"اے سبحان اللہ! کیا تم ہی مسز چنگیزی ہو! پیارے تمہاری ذہنی حالت۔"

فیاض کے موڈ سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ دونوں میں اسی وقت بہت شدید جھڑپ ہو جائے گی۔ لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

"دیکھو۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "یہ پرچہ میری جیب میں تھا۔ آخر اس کے کمرے میں کیسے پہنچا۔"

"کس وقت تمہاری جیب سے غائب ہوا تھا۔"

"پتہ نہیں! لیکن تھوڑی دیر پہلے جب مجھے اس کا خیال آیا تھا میری جیب میں موجود نہیں تھا۔"

"تمہارے پاس کب اور کیسے آیا تھا۔"

"اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا! کیونکہ یہ میری جیب ہی سے برآمد ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ جیب میں کیسے پہنچا تھا.... ٹھیک سات بجے مجھے اس کا خیال آیا میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن وہ غائب تھا۔"

"مگر تم ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں ضرور گئے ہو گے!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"او کمبخت تمہیں اس کا بھی خیال نہیں ہے کہ یہاں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔!" فیاض پھر جھنجھلا گیا۔

"فکر مت کرو! اس نے اتنا سرمایہ چھوڑا ہے کہ اس کے بال بچے زندگی بھر عیش کریں گے.... پھر پریشانی کس بات کی! اگر تم دو چار کروڑ کا بیلنس چھوڑ کر مر جاؤ تو میں تمہاری بیوی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تمہاری لاش ہی پر رمبا ناچ سکتا ہوں۔"

"شٹ اپ....!" فیاض بڑی تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔



دوسری صبح تک کوٹھی میں ہیجانی سی کیفیت نظر آتی رہی! فیاض کے محکمے کے لوگ لاش سے متعلق ضروری کارروائی مکمل کر لینے کے بعد اُسے پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوالے گئے تھے! لیکن کیپٹن فیاض وہیں موجود تھا۔

البتہ اس کا ڈرائیور عمران کی "بیگم" کو شہر واپس لے گیا تھا۔

کئی مہمان بھی چلے گئے تھے.... خان دلاور یا فیاض نے انہیں روکا نہیں تھا! بیگم چنگیزی وہیں تھی! لیکن وہ ایک متحرک بت سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی تھی اس کے ہونٹ اتنے مضبوطی سے بند ہوتے کہ جبڑوں کی رگیں اُبھری ہوئی سی نظر آتیں.... آنکھیں ویران اور پتھرائی ہوئی سی! اگر کبھی کوئی اسے مخاطب کرتا تو اس طرح چونک پڑتی جیسے اونگھتی رہی ہو۔

ڈاکٹر مہ جبین ہر وقت اس کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

فیاض عمران کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر صرف اس حادثے کی حد تک ویسے اُن دونوں میں خوشگوار ہی قسم کی گفتگو ہوتی تھی! فیاض ہی نے رائے دی تھی کہ اب اسے اس طوائف کو شہر بھجوا دینا چاہئے۔ کیونکہ محفل طرب ماتم کدہ بن چکی ہے۔ عمران نے بے چوں وچرا اس کے مشورے پر عمل کیا تھا لیکن اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ اس کیس کے سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔

لیکن اس کے ذہن میں وہ تحریر کافی ہنگامے برپا کر رہی تھی۔ جو کیپٹن فیاض کی جیب سے ہوتی ہوئی مرنے والے کے کمرے تک پہنچی تھی۔

فیاض کا ایک اسسٹنٹ انسپکٹر زاہد بھی وہیں رہ گیا تھا۔ وہ اور فیاض مختلف مہمانوں سے مرنے والے کے متعلق پوچھ گچھ کرتے پھر رہے تھے۔ جو مہمان واپس جا چکے تھے ان کی لسٹ فیاض نے اپنے دوسرے اسسٹنٹ کو دے کر شہر روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ ان سے معلومات فراہم کر سکے۔

عمران صبح سے اس آدمی کے چکر میں تھا جس نے پچھلی رات چنگیزی کے متعلق بہت سی باتیں کی تھیں! اس کا نام نجیب تھا یہ بھی شہر کے اچھے خاصے خوشحال لوگوں میں شمار کیا جاتا

تھا.... عمران کی معلومات کے مطابق اس کے چنگیزی سے تعلقات بھی تھے۔

وہ صبح سے اب تک کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ مسز چنگیزی کے دل کا غبار نکل جائے! عمران اسے برابر دیکھتا رہا تھا۔ ڈاکٹر جبین کی بھی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح رو پڑے۔ لیکن نجیب کو کامیابی ہو سکی تھی اور نہ ڈاکٹر جبین ہی اس کا ذہنی جمود ختم کرنے میں کامیاب ہو سکی تھی۔

دوپہر تک فیاض نے نہ جانے کیسے ضبط کیا۔ عمران سے اس حادثے یا اپنی تفتیش کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی! لیکن پھر اس کے بعد اسے عمران کو گھیرنا ہی پڑا کیونکہ وہ تحریر خود اس کے لئے بھی الجھن کا باعث بن گئی تھی۔

"کیوں! تم اس تحریر کے بارے میں کس نتیجے پر پہنچے ہو۔" اس نے عمران سے پوچھا۔

"میں کیا بتاؤں سوپر فیاض! تحریر تمہاری جیب میں پہنچی تھی تم ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں پہنچے تھے لیکن اس وقت وہ کاغذ تمہاری جیب میں نہیں تھا....! پھر وہ ٹکڑا ملا بھی تو کہاں.... ایک ایسے آدمی کے کمرے میں جس کی لاش ہال میں پڑی ہوئی تھی۔"

"آخر یہ چکر ہے کیا!" فیاض اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی ہو لیکن وہ ساڑھے سات بجے تمہیں تمہارے کمرے میں نہیں ملی تھی....! آہا تو پھر تم خود ہی پہنچے تھے ہال میں یا کوئی بلانے آیا تھا۔"

"میں کمرے ہی میں تھا.... ڈاکٹر جبین نے مجھے حادثے کی اطلاع دی تھی۔"

"تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہ بتایا تھا۔"

"تم میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہو۔" فیاض پھر جھلا گیا۔ "میں کہتا ہوں اگر تمہیں کوئی ایسی تحریر ملتی تو تم کیا کرتے!"

"ارے میں تو اس عورت کے ننھیال تک دوڑتا چلا جاتا.... سرپٹ.... ہاں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہام! ٹھہرو! تو گویا وہ عورت تمہیں اور چنگیزی کو بیک وقت اپنے کمروں میں بھیجنا چاہتی تھی! چنگیزی ختم ہو گیا لیکن تمہاری بیوی بڑی بدقسمت معلوم ہوتی ہے۔ زحل ستارہ ہو گا۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ سگریٹ سلگا رہا تھا۔

"مگر فیاض! کیا تم پہلی بار خان دلاور کی دعوت میں شریک ہوئے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں! اب سے پانچ سال پہلے بھی اتفاق ہو چکا ہے! ویسے وہ مجھے ہر سال مدعو کرتا ہے۔ اس بار تو خاص طور سے.... مطلب یہ کہ اس دعوت کے سلسلے میں مہمانوں کے متعلق بھی اس نے مجھ سے مشورے لئے تھے!"

"چنگیزی تو شائد پہلی بار اس دعوت میں شریک ہوا تھا۔"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔"

"پتہ نہیں.... میرا خیال ہے۔"

"میں نے اس کے متعلق خان دلاور سے نہیں پوچھا۔"

"مجھے علم ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی اس دعوت میں شریک نہیں ہوا۔" عمران نے کہا۔

"اوہ تو تم خان دلاور پر شبہ کر رہے ہو۔"

"میں اپنے باپ پر بھی شبہ کر سکتا ہوں تم اس کی پرواہ مت کرو۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم بھی ابھی تک کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکے!"

"مشکل کام ہے سوپر فیاض! لیکن ہو سکتا ہے کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ دیکھ کر میں کوئی راہ نکال سکوں! بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ اس کے کمرے میں ان تینوں لکیروں کے علاوہ اور کچھ نہیں مل سکا! یا پھر یہ پرچہ جو تمہاری جیب میں بھی رہ چکا ہے! پھر تم سے ایک غلطی بھی سرزد ہوئی ہے۔ آخر تم نے ان مہمانوں کو جانے کیوں دیا! کم از کم تین چار دن تو روکنا ہی تھا۔"

"بھئی دلاور نے مجھے مجبور کیا ہے کہ جو جانا چاہیں انہیں نہ روکوں۔"

"شائد خان دلاور ہی اب تمہارے محکمے کا ڈائریکٹر جنرل بنایا جائے گا۔" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"اسی صورت میں جب تم یتیم ہو جاؤ۔" فیاض کا جواب تھا۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ نجیب آ گیا! فیاض ہی نے اسے اشارے سے بلایا تھا۔

"کہئے اب کیا حال ہے!" فیاض نے اس سے پوچھا۔

"کوئی تبدیلی نہیں ہوئی! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسز چنگیزی اپنا ذہنی توازن نہ کھو بیٹھیں! ایک آنسو نہیں نکلا!"

"آہا..." عمران اپنے دیدے نچا کر بولا۔ "آپ تو وہی معلوم ہوتے ہیں، دور بین والے ہیں نا!"

"کپتان صاحب!" دفعتاً نجیب اکھڑ گیا۔ "میں کہتا ہوں انہیں سمجھایئے یہ خواہ مخواہ ہر معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑایا کریں۔"

"بُری بات ہے.... مسٹر" فیاض نے عمران کی طرف دیکھے بغیر رواداری میں کہا اور پھر نجیب سے بولا۔ "کیا یہاں کوئی ایسی عورت تھی جو مسز چنگیزی سے ملتی رہی ہو!"

"نونو.... ہرگز نہیں۔" نجیب سر ہلا کر بولا۔ "چنگیزی ایسا آدمی نہیں تھا! میں اسے بہت دنوں سے جانتا ہوں! آپ کو اس کا خیال کیسے آیا کپتان صاحب۔"

"کچھ نہیں! یونہی برسبیل تذکرہ پوچھ لیا تھا۔"

عمران نے محسوس کیا کہ اس جواب سے نجیب کی تشفی نہیں ہوئی! لیکن پھر اس نے اس موضوع کو آگے نہیں بڑھایا! فیاض اب اس سے دوسری باتیں پوچھ رہا تھا! جن کے جواب سے عمران نے اندازہ لگایا کہ چنگیزی کا حلقہ احباب محدود تھا اور وہ ایسا آدمی بھی نہیں تھا جسے عیاش کہا جا سکتا۔ عورتوں سے دوستی کے معاملے میں وہ محتاط تھا۔ خان دلاور کی اس دعوت میں حقیقتاً پہلی بار شریک ہوا تھا۔ ویسے اُن دونوں کی دوستی پرانی تھی اپنی بیوی سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔ دونوں کی شادی رومان کا نتیجہ تھی وہ اس کے بغیر ایک دن بھی نہیں گذار سکتا تھا۔

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر جبین بھی آ پہنچی! عمران نے اسے بڑے ادب سے سلام کیا جس کا جواب نہیں ملا۔

"میں تھک گئی ہوں! فیاض صاحب!" اس نے کہا۔ "لیکن مسز چنگیزی کو رلانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"کیا سب پاگل ہو گئے ہیں!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "آخر کسی اچھے بھلے آدمی کو رلانے سے کیا فائدہ؟"

"آپ اپنی جہالت سمیت خاموش ہی رہا کیجئے تو بہتر ہو گا۔" ڈاکٹر جبین کو غصہ آ گیا۔

"میں بُرا نہیں مانتا! عورتیں مجھے عموماً چھیڑتی رہتی ہیں۔" عمران نے ہنس کر کہا۔

"مت بکواس کرو...." نجیب ڈاکٹر جبین کی حمایت میں مارنے مرنے پر آمادہ نظر آنے لگا۔

"اچھی بات ہے اب نہیں بولوں گا۔" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور احمقوں کی طرح ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ فیاض بھی عمران کو گھور رہا تھا مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔

دونوں فیاض سے بیگم چنگیزی ہی کے متعلق گفتگو کرتے رہے! عمران وہاں سے ہٹ آیا! یہ کیس اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر کیپٹن فیاض سے ملا۔

"میں شہر جا رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"کیوں؟"

"مرغیوں کی دیکھ بھال کے لئے.... اس بار منار کا انڈوں پر بیٹھی ہے۔"

"شام سے پہلے تمہاری واپسی ضروری ہے۔" فیاض بولا۔

"لیکن اگر کسی مرغی پر اختلاج قلب کے دورے پڑ رہے ہوں گے تو میں مجبور ہو جاؤں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اس صورت میں مرغ ہو جاؤ گے۔" فیاض نے کہا جو اچھے ہی موڈ میں تھا۔

"ہاہا! سوپر فیاض بہت اچھے!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "کیا یہاں کسی سے ناک لڑ گئی ہے! بہت خوش ہو۔"

"بس جاؤ....! چار بجے سے پہلے واپسی ورنہ....!" فیاض نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

کچھ دیر بعد عمران کی ٹوسیٹر شہر کی طرف جا رہی تھی....؟ گھر تک پہنچنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں صرف ہوئے۔

سلیمان کی مزاج پرسی کر کے وہ سیدھا اس کمرے میں گیا جہاں پرائیویٹ فون رہتا تھا۔ اس نے جولیانافٹنر واٹر کے نمبر ڈائیل کئے!

دو بار رنگ کرنے پر دوسری طرف سے جواب ملا!

"اتنی دیر! جولیا!" عمران ایکس ٹو کی آواز میں غرایا۔

"میں باتھ روم میں تھی جناب! معافی چاہتی ہوں جناب!"

"سنو! میں مسٹر چنگیزی کے متعلق معلومات چاہتا ہوں! کیا تم نے کسی اخبار کا ضمیمہ دیکھا ہے۔"

"جی ہاں! اور وہ چنگیزی کی موت ہی کے سلسلے میں شائع ہوئے ہیں....!"

"کیا وہ اتنا ہی اہم آدمی تھا۔"

"یقیناً جناب! کیا آپ کی نظروں سے کوئی ضمیمہ نہیں گذرا۔"

"میری بات کا جواب دو۔" عمران غرایا۔ "مجھ سے غیر ضروری گفتگو نہ کیا کرو!"

"اوہ.... مم.... معاف فرمائیے گا جناب! جی ہاں وہ کسی حد تک اہم آدمی تھا کیونکہ بیرونی ممالک سے جتنی بھی مشینری درآمد ہوتی ہے وہ سب اسی کے توسط سے ہوتی تھی اور اس بار وہ الیکشن میں بھی کھڑا ہونے والا تھا۔"

"یہ باتیں اتنی اہم نہیں ہیں جن کے لئے اخبارات کے ضمیمے نکالے جائیں۔"

"اوہ ٹھیک یاد آیا جناب! اس نے شہر کے روزناموں کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جس سے اُن روزناموں کو ضرورت پڑنے پر مالی امداد ملتی تھی!"

"ہاں! اب تم نے کام کی بات کی ہے....!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اُسے دو تین کھانسیاں آئیں اور پھر اس نے کہا۔ "جولیا! اس چنگیزی کے متعلق یہ معلوم کرنا ہے کہ اس

کی شادی کب اور کن حالات میں ہوئی تھی۔ وہ خود کس قسم کا آدمی تھا! اس کے مخصوص دوستوں کے بارے میں تفصیل، گھریلو زندگی کیسی تھی! کیا وہ شہر کے کسی خاص روزنامے میں بہت زیادہ دلچسپی لیتا تھا۔ بیوی سے اس کے تعلقات ان دنوں کیسے تھے.... اگر کوئی عورت اس کے قریبی دوستوں میں مل سکے تو اس کا خاص طور پر خیال رکھو یہ ساری اطلاعات تم زیرو زیرو سکس ٹرانس میٹر پر عمران کو دو گی! ٹھیک ساڑھے تین بجے.... اور پھر وہ جو کچھ کہے اس پر عمل کرنا!" عمران پھر کھانسنے لگا.... خواہ مخواہ کھانس رہا تھا.... اور اب وہ کھانستا ہوا بولا۔ "جولیا میں بیمار ہوں.... اس لئے یہ کیس کلی طور پر عمران کے سپرد کر رہا ہوں تم لوگوں کو چاہئے کہ اس سے پورا پورا تعاون کرو! بار بار مجھے تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے! کیونکہ میں نے فی الحال یہی سوچا ہے کہ کسی ہسپتال میں داخل ہو جاؤں۔"

"کاش آپ مجھے اپنی خدمت کا موقع دے سکتے۔" جولیا کی آواز میں بڑا درد تھا۔

"جولیا....!"

"جناب عالی۔"

"غیر ضروری گفتگو سے احتراز کرو۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

شائد وہ صرف اتنے ہی کام کے لئے یہاں آیا تھا! اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر گلے میں لٹکایا اور سلیمان کو گھریلو معاملات کے متعلق ہدایات دیتا ہوا باہر نکل آیا۔ زیرو سکس کا ٹرانسمیٹر فولڈنگ کیمرہ بھی تھا اور ٹرانسمیٹر بھی۔ پچاس میل کے رقبے میں اسے بہ آسانی استعمال کیا جاسکتا تھا۔ ایک مختصر سی بیٹری اسے اڑتالیس گھنٹے تک کارآمد رکھ سکتی تھی۔

وہ کچھ دیر تک شہر کی سڑکوں پر چکراتا رہا کیونکہ اس وقت وہ جولیا کا پیغام راستے ہی میں کہیں سننا چاہتا تھا پھر خان دلاور کی دیہی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا! گاڑی کی رفتار یونہی سی تھی جیسے تفریحاً کھیتوں اور سرسبز میدانوں کی طرف نکل آیا ہو! وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھتا جا رہا تھا ساڑھے تین بج گئے لیکن ٹرانسمیٹر پر اشارہ نہیں موصول ہوا۔ پانچ منٹ اور گذر گئے عمران کا منہ بگڑ گیا! لیکن ٹھیک اسی وقت اشارہ موصول ہوا اور دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"ہلو.... ہو.... بلاک ہیڈ....! ہلو.... ہلو.... بلاک ہیڈ پلیز....!"

"ہلو!" عمران نے اپنے مخصوص انداز میں قلقاری لگائی۔ "اب چھوٹے بچے کی کیسی طبیعت ہے محترمہ نصین!"

"کیا بکواس شروع کر دی تم نے!"

"ہام!اب تم بتاؤ! چوہے نے مجھے بتایا ہے کہ تم کچھ دنوں تک میرے کان کھاؤ گی۔"

"کام کی بات کرو! میں غیر ضروری گفتگو نہیں پسند کرتی!"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور بولا...."چنگیزی سے متعلق رپورٹ!"

"اس کی شادی دو سال پہلے ہوئی تھی! پہلے دونوں میں محبت ہوئی تھی۔!"

"ضرور ہوئی ہوگی! کیونکہ دو سال پہلے اُس کا رواج تھا! خیر.... دونوں کے تعلقات آج کل کیسے تھے۔"

"بہت اچھے تھے....! کسی ملازم کو یاد نہیں کہ ان میں کبھی جھگڑا ہوا ہو۔"

"مسز چنگیزی کا کوئی مرد دوست!"

"کوئی بھی نہیں! مطلب یہ کہ.... مگر ٹھہرو! اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"کیوں؟"

"ظاہر ہے کہ چنگیزی کے دوست اس کے بھی دوست رہے ہوں گے۔"

"کوئی ایسا جس سے چنگیزی بھی واقف نہ رہا ہو۔"

"اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت واقف نہیں ہو سکتی! عمران کیا تم بالکل ہی ڈفر ہو گئے ہو!"

"وہ تو میں پہلے بھی تھا۔" عمران خوش ہو کر بولا۔"اچھا کیا یہ مسز چنگیزی کسی مشہور خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔"

"نہیں! وہ متوسط طبقے کے ایک معروف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ شادی سے پہلے گورنمنٹ گرلز اسکول میں ٹیچر تھی۔"

"کیرکٹر۔"

"یہ لغو ترین لفظ کم از کم میرے سامنے نہ دہرایا کرو۔" جولیا نے کہا۔"کیونکہ میں اس کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکی۔"

"پھر تم نے اسے لغو کیسے کہہ دیا۔"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی! اُس کے کیریکٹر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکوں گی کیونکہ اس کے متعلق معلومات ہی نہیں حاصل کر سکی۔"

"بہتر ہے کہ اب تم کسی اوپیرا میں ملازمت کر لو ورنہ ایکس ٹو کا محکمہ تمہارے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہوگا۔"

"ختم کرو! اس کے سلسلے میں ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے۔" جولیا نے کہا۔

"بیان جاری رکھو جہاں ضرورت ہوگی ٹوک دوں گا۔"

"وہ پچھلے ایک ماہ سے بے حد پریشان نظر آرہا تھا! اور اپنا زیادہ وقت کوٹھی کی چھت پر گذارتا تھا۔"

"ایسے مواقع پر اس کے گلے میں دوربین ہوتی تھی! اور وہ دیر تک چاروں طرف اس سے دیکھتا رہتا تھا! کوٹھی کی پشت پر ایک بہت بڑا باغ ہے اکثر اس کے ہاتھوں میں رائفل بھی دیکھی جاتی تھی۔"

"اس کی وجہ معلوم ہو سکی؟"

"نہیں! اس نے کبھی کسی کو وجہ نہیں بتائی۔"

"تم اتنے یقین کے ساتھ کوئی بات نہ کہا کرو! میرے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔"

"تم جہنم میں جاؤ!" جولیا چڑ کر بولی۔

"جہنم میں چورن نہیں ملتا! خیر! تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ اُس نے اس کی وجہ مسز چنگیزی کو بھی نہ بتائی ہوگی۔"

"ارے تو کیوں جھک مار رہے ہو اسی سے پوچھ لو نا! تم بھی شائد وہیں ہو! تم سے خدا سمجھے تم آئے دن ہمارے لئے کوئی نہ کوئی مصیبت ڈھونڈھ لاتے ہو۔"

"گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں کوئی ایسی استانی تلاش کرو جس کے مسز چنگیزی سے گہرے تعلقات رہے ہوں! اگر ایسی کوئی عورت مل سکے تو رات کو ٹھیک نو بجے مجھے اطلاع دو۔"

جولیا نے گفتگو ختم کر دی! شائد وہ پوری رپورٹ دے چکی تھی۔

عمران نے ٹرانس میٹر بند کر کے کار کی رفتار تیز کر دی۔



اُسی رات کو ڈاکٹر جبین مسز چنگیزی کو رلا دینے میں کامیاب ہو گئی! یہ ڈاکٹر جبین کا دعویٰ تھا مگر حقیقت یہ تھی کہ اس کا سہرا بھی عمران ہی کے سر رہا تھا۔ اُس نے گھسی پٹی بوڑھی عورت کے سے انداز میں مسٹر چنگیزی کے لاولد مر جانے کا تذکرہ چھیڑا تھا۔ بس پھر وہ بے ساختہ رو پڑی تھی۔ اس کے بعد فیاض اور عمران وہاں سے ہٹ آئے تھے۔

اس وقت فیاض سے پیچھا چھڑا لینا آسان کام نہیں تھا! کیونکہ شائد فیاض کو یقین ہو گیا تھا کہ عمران کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکا ہے۔

عمران اسے جھکائیاں دیتا.... اور پھر نو بجنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اُسے توقع تھی کہ ٹھیک نو بجے ٹرانسمیٹر پر جولیا کا پیغام آئے گا۔

کسی نہ کسی طرح فیاض کو ڈاج دے کر وہ عمارت سے نکل آیا! عقبی پارک ہی ایسی سکون کی جگہ ہو سکتی تھی جہاں اس کے پیغام کا انتظار کر سکتا تھا۔

وہ عقبی پارک میں پہنچ کر کوئی مقام تلاش کرنے لگا۔ جہاں سے اس کا سایہ تک کسی کو نہ نظر آسکے ورنہ تاروں کی چھاؤں میں تو وہ بہ آسانی دیکھ لیا جاتا۔ وہاں کیپٹن فیاض بھی تو موجود تھا جو اس سے کام بھی لیتا تھا اور اس پر نظر بھی رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

وہ ایک چھوٹے سے ٹیکرے اور جوہی کی جھاڑی کے درمیان بیٹھ گیا۔ پھر ٹرانسمیٹر سنبھالا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ٹرانسمیٹر پر آواز آرہی تھی لیکن بولنے والی کوئی عورت نہیں تھی بلکہ مرد تھا جو کہہ رہا تھا۔ "ابھی تک حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن اب وہ رو پڑی ہے۔"

"فکر مت کرو۔" دوسری آواز آئی۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے متعلق کچھ بھی نہ جانتی ہوگی! وہ بہت محتاط تھا.... اور کچھ کہنا ہے تمہیں....!"

"ایک بیوقوف سا آدمی میری الجھن کا باعث بنا ہوا ہے۔ کل سے کوشش کی جا رہی تھی کہ وہ رو پڑے لیکن کسی کو بھی کامیابی نہیں ہوئی آج اُس احمق نے اسے چٹکی بجاتے رلا دیا۔"

"تم اس سے بھی زیادہ احمق معلوم ہوتے ہو۔" دوسری آواز آئی۔

"اتنے میں ٹرانسمیٹر سے ایک تیسری آواز ابھری"....ہلو....ہلو....ڈیوک آف ڈھمپ ہلو....!" یہ جولیا کی آواز تھی۔

عمران فوراً بول پڑا۔ "کاشن.... موقع نہیں ہے۔"

"جولیا کی آواز آنی بند ہو گئی۔ دوسرے بولنے والے تو پہلے ہی خاموش ہو گئے تھے! لیکن عمران پھر بھی تھوڑی دیر تک منتظر رہا۔

مگر اُسے حیرت تھی کہ آخر جولیا اسی وقت کیسے بول پڑی تھی جب وہ دونوں بول رہے تھے.... وہ اتنی احمق تو نہیں ہو سکتی تھی.... پھر کیا اس کے سیٹ نے اُن دونوں کی آوازیں نہیں ریسیو کی تھیں؟ دوسری ہی بات ممکن تھی.... ورنہ جولیا اتنی احمق نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ

نامعلوم آدمیوں کو اپنی گفتگو سن لینے کا موقع دیتی! اور پھر اسے یاد آیا کہ جولیا کی آواز نسبتاً دور کی آواز معلوم ہوتی تھی تب پھر یہ دونوں بولنے والے قریب ہی کے ہو سکتے تھے اور اُن میں ایک یقینی طور پر کوٹھی ہی میں مقیم تھا اور اُن کے ٹرانسمیٹر کمتر فری کوئینسی کے ہو سکتے تھے۔ ورنہ جولیا نے بھی ان کی گفتگو ضرور سنی ہوتی اور خود بولنے سے احتراز کیا ہوتا۔

عمران نے بہت احتیاط سے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ عقبی پارک سنسان پڑا تھا۔ اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں بھی سناٹے ہی کا جزو معلوم ہو رہی تھی۔

وہ درختوں کی اوٹ لیتا ہوا چلنے لگا۔ اب اُسے بہت محتاط ہو کر کام کرنا تھا۔ ظاہر ہے کہ جولیا کے لئے اس کا کاشن اُن دونوں آدمیوں نے بھی سنا ہوگا جن میں سے ایک لازماً کوٹھی ہی میں مقیم تھا۔ پورچ کے قریب پہنچ کر وہ لنگڑانے لگا اور ایک ہی جھٹکے میں گریبان پھٹتا چلا گیا! آدھی سے زیادہ قمیض پتلون سے باہر آگئی.... وحشیانہ انداز میں بال بکھیر لئے۔

یہ سب کچھ اسے پورچ کے قریب ہی آکر سوجھی تھی۔ لیکن اگر یہاں آس پاس کوئی موجود ہوتا تو شائد اس کی یہ نئی اسکیم ذہن ہی میں گھٹ کر رہ جاتی۔ ظاہر ہے کہ کسی کی موجودگی میں وہ خود ہی اپنا حلیہ نہ بگاڑ سکتا۔ "لعنت ہے!" وہ برآمدے میں داخل ہوتے ہی کراہا اور ایک ستون سے ٹک کر بلند آواز میں بڑبڑانے لگا۔ "میں پاگل ہو جاؤں گا۔ آخر یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

دفعتاً دو ملازم ایک کمرے سے نکل کر اس کی طرف جھپٹے۔

عمران ستون سے لگا کھڑا اس طرح جھوم رہا تھا جیسے اب گرا اور تب گرا۔

"کیا ہوا جناب....!" نوکروں نے اُسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا....؟" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "ایک کل مرا تھا دوسرا آج مر جاتا....!"

"بتایئے بھی تو سرکار۔"

"مجھے اندر لے چلو....!"

اُن دونوں نے اس کے بازو پکڑ لئے اور وہ لنگڑاتا ہوا چلنے لگا۔

ہال میں روشنی تھی! بہتیرے لوگ وہاں موجود تھے لیکن آج آرکسٹرا خاموش تھا۔ ویسے شراب کی ٹرالیاں آج بھی گردش کر رہی تھیں۔

فیاض بھی ہال ہی میں موجود تھا۔ عمران کو اس حال میں دیکھ کر اس کی طرف جھپٹا۔

"یہ کیا ہوا؟"

"صرف دس منٹ اور گذرنے پر تم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ سن سکتے۔" عمران ہانپتا

ہوا بولا۔

"کیا ہوا.... کیا ہوا؟" کئی آوازیں آئیں سارے ہی لوگ اُس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ لئے اور بولا۔ "خواہ مخواہ کتے کو بھی نہ مارو.... یہ نصیحت آج ہی سمجھ میں آئی ہے....!"

"ارے کچھ بکو گے بھی...." فیاض پھر دہاڑا۔

"اس قبرستان سے اکتا کر عقبی پارک میں چلا گیا تھا۔ وہاں ایک کتے کو پتھر مار دیا۔ پتھر مارنا ہی تھا کہ کتا دو ٹانگوں پر کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔"

"آدمیوں کی طرح گفتگو کرو عمران۔"

"آدمی ہی تھا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ بات تو پٹ جانے کے بعد سمجھ میں آئی تھی کہ وہ کتوں کی طرح چل رہا تھا.... یعنی گھٹنوں کے بل! پتھر لگتے ہی اٹھ کر بھاگا لیکن پھر پلٹ پڑا.... میں نے ٹھوکر کھائی گر پڑا.... اس نے کچل کر رکھ دیا۔"

فیاض اُسے تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مگر آپ اس وقت عقبی پارک میں کیا کر رہے تھے...." ڈاکٹر جبین نے پوچھا۔

"میں پوچھتا ہوں آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں! آپ کو تو عقبی پارک میں ہونا چاہئے!"

"کیا بکواس ہے؟"

"بکواس نہیں بلکہ مشورہ! کیونکہ اسے ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔"

"کسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔" فیاض غرایا۔

"جسے میں کچل کر ڈال آیا ہوں.... جب دیکھا کہ کسی طرح چھوڑتا ہی نہیں تو اس کا سر ایک درخت کے تنے سے ٹکرا دیا.... کبھی ناریل پھوٹنے کی آواز سنی ہے کپتان صاحب!"

"اوہ.... کہاں.... کدھر؟" ایک آدمی دروازے کی طرف جھپٹا۔

لیکن بقیہ لوگ وہیں کھڑے رہے.... اور پھر وہ آدمی بھی دروازے تک جا کر پلٹ آیا۔ اس نے پہلے وہاں رک کر چندھیائی ہوئی نظروں سے دوسروں کو دیکھا تھا۔ اُسے شائد توقع تھی کہ اس کے پیچھے کچھ اور لوگ بھی بڑھیں گے۔

"ہی ہی۔ ہی ہی۔" وہ قریب آ کر خفت آمیز انداز میں ہنستا ہوا بولا۔ "کون جانے یہ بات ان حضرت نے کہی ہے! ہو سکتا ہے ہوا سے لڑتے رہے ہوں۔"

"آپ مجھے جھوٹا نہیں کہہ سکتے مسٹر غریب!" عمران بولا۔

"میرا نام نجیب ہے۔" نجیب غرایا۔ "آپ یہ بتایئے کہ آپ اس وقت عقبی پارک میں کیوں گئے تھے۔"

"مجھے کسی نے منع نہیں کیا تھا کہ رات کو عقبی پارک میں نہ جاؤں!"

"میرے ساتھ آؤ...." فیاض دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔

"آؤں یا لنگڑاؤں تمہارے ساتھ....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

"چلو....!" فیاض نے پلٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا.... اور پھر وہ ساری بھیڑ ان کے پیچھے چل پڑی! خان دلاور بھی آ گیا تھا۔

خواتین ہال میں رک گئیں.... اس وقت عمران کے پاس کیمرہ نما ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ لیکن چھپاتے وقت اس کے ذہن میں کوئی اسکیم نہیں تھی۔ وہ تو اس نے اس لئے چھپایا تھا کہ اندھیری رات میں کیمرہ لئے پھرنے کی کوئی تک نہیں تھی! اور پھر وہ ایسی صورت میں جب کہ اس کے علاوہ بھی کوٹھی میں کوئی ایسا آدمی مقیم تھا جس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا وہ اپنے خلاف اس کے شبہات میں اضافہ کیسے کرتا۔ ٹرانسمیٹر پر اس آدمی کی گفتگو ویسے ہی ظاہر کر چکی تھی کہ وہ عمران کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ اس کے متعلق الجھن میں ہے۔

"کہاں جھگڑا ہوا تھا؟" فیاض نے عقبی پارک میں پہنچ کر عمران سے پوچھا۔

"اوہ.... وہ.... تھوڑا آگے آؤ۔" عمران انہیں تھوڑی دور لے جا کر رک گیا۔ کئی برقی ٹارچوں کی روشنیاں چاروں طرف چکرانے لگیں۔

"وہ کہاں ہے جسے تم نے مارا تھا۔" فیاض نے غصیلے آواز میں کہا۔

"یہیں تو تھا۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور اس کے دیدے گردش کر رہے تھے۔

"میں نہ کہتا تھا۔" نجیب چہکا۔ "مگر ان سے اس حرکت کا مقصد ضرور پوچھئے کپتان صاحب! ایسا بھی کیا مذاق اور پھر ایسی صورت میں جب کہ پچھلی ہی رات کو ایک حادثہ ہو چکا ہے۔"

عمران سوچ رہا تھا.... کیا اس نے ٹرانسمیٹر میں نجیب کی آواز بھی سنی تھی۔ مگر وہ فیصلہ نہ کر سکا کیونکہ اس وقت لب و لہجہ اور آواز پر دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ملی تھی۔ اس کا ذہن تو اس خدشے میں الجھ کر رہ گیا تھا کہ کہیں اسی وقت جولیا بھی نہ بول پڑے.... اس وقت عمران نے یہ جال دراصل اسی لئے بچھایا تھا کہ کوٹھی کے حالات سے متعلق ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرنے والا سامنے آ جائے۔

کیا اسے کامیابی ہوئی تھی۔ ابھی تک عمران اس کا بھی فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ اچانک اسے اپنا ٹرانسمیٹر یاد آ گیا اور پھر اس کے ذہن میں ایک نئی اسکیم کروٹیں لینے لگی۔

روشنی کے دائرے اب بھی عقبی پارک کے اندھیرے میں گردش کر رہے تھے اور عمران جھاڑیوں میں جھانکتا پھر رہا تھا۔ دفعتاً اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ارے بھئی یہ کیمرہ کس کا ہے۔"

کیپٹن فیاض قریب ہی تھا۔ عمران نے کیمرے کا تسمہ پکڑ کر جھلاتے ہوئے کہا۔ "یہ اس جھاڑی میں پڑا ہوا تھا۔"

لوگ پھر اس کے گرد اکٹھا ہو گئے.... کیمرے کا ایک بھی دعویدار نہ نکلا.... لیکن عمران نے ٹارچ کی روشنی میں ایک آدمی کے چہرے پر بہت زیادہ حیرت کے آثار پائے۔ یہ چنگیزی کا دوست نجیب تھا۔ فیاض نے کیمرہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور کچھ دیر بعد وہ پھر کوٹھی میں واپس آ گئے۔

کچھ لوگوں کو عمران کے بیان پر یقین آ گیا تھا اور کچھ ابھی تک شبہے میں مبتلا تھے۔ لیکن شائد ان میں سے کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکا تھا کہ آخر ایسا مذاق ہی کیوں؟

وہ لوگ ہال ہی میں ٹھہرے رہے کیونکہ اس غیر ضروری دوڑ دھوپ کے بعد شراب کی ٹرالیوں کو گردش میں آنا ہی چاہئے تھا۔ البتہ عمران اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد فیاض بھی وہیں موجود تھا۔

"اب تم یہ کہو گے کہ یہ کیمرہ نہیں ٹرانسمیٹر ہے۔" عمران اسے آنکھ مار کر بولا۔

"کیا تم نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔"

"دیر کی بات ہوئی سوپر فیاض! اب یہ سوچنا پڑے گا کہ میں نے سچ کہا تھا یا غلط؟" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن اب یہ کیمرہ مجھے واپس کر دو۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ میرا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ یہ سرکاری تحویل میں جائے گا۔"

"اس صورت میں تمہیں زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ میں وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری کی خدمت میں درخواست پیش کروں گا کہ سرکار کے بھتیجے فیاض نے مار پیٹ کر میرا ٹرانسمیٹر چھین لیا۔ یہ رہا اس ٹرانسمیٹر کا پرمٹ جو مجھے دفتر خارجہ سے ملا تھا۔"

فیاض اُسے بڑی زہریلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر پرمٹ اس سے لے لیا۔

"اچھی بات ہے۔" اس نے کچھ دیر بعد طویل سانس لے کر کہا۔ "تو تم نے کھیل شروع کر دیا ہے لیکن مجھے اس سے الگ رکھنا چاہتے ہو۔"

"کچھ نہیں سوپر فیاض.... یار میں پھر کیا کرتا بات تو بنانی ہی تھی کیونکہ ایک ملازم نے مجھے پھٹے حالوں میں دیکھ لیا تھا.... ورنہ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ چپ چاپ جا کر اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کر لوں گا۔ مگر نوکر نے دیکھ ہی لیا.... میں نے سوچا اب کوئی کہانی تخلیق کرنی پڑے گی! اس لئے ٹرانسمیٹر وہیں پھینکا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو خواہ مخواہ...."

"مگر پھر کیا بات تھی؟"

"وہ کوئی عورت تھی سوپر فیاض!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"نئی بکواس۔" فیاض بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اس نے کسی بھوکی بلی کی طرح مجھ پر حملہ کیا تھا اور نوچ کھسوٹ کر چلتی بنی تھی۔"

"خیر تم کرتے رہو بکواس! یقین کیسے آئے گا۔ مگر تمہاری اس حرکت سے میں دشواری میں پڑ گیا ہوں۔"

"یعنی....!"

"ابھی ابھی خان دلاور نے مہمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ رخصت ہو جائیں کیونکہ اب وہ کسی نئے صدمے سے دوچار نہیں ہونا چاہتا تھا۔"

"تو کل صبح یہ سب چلے جائیں گے۔"

"قطعی طور پر.... ظاہر ہے کہ درخواست صاحب خانہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔" فیاض نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی یہ تو بہت بُرا ہوا.... اس نے اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ دو ایک دن اُن مہمانوں کو وہاں مزید روکنا چاہتا تھا کیونکہ ٹرانسمیٹر نے وہاں کسی ایسے آدمی کی موجودگی ثابت کر دی تھی جو چنگیزی کے قضیئے سے کسی نہ کسی طرح متعلق تھا۔ یہاں سے شہر پہنچ جانے کے بعد اسے یقینی طور پر بہت زیادہ تگ و دو کرنی پڑتی۔

"تم انہیں روک سکتے ہو سوپر فیاض....!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ناممکن....! میں نہیں چاہتا کہ میرے اور دلاور کے درمیان بدمزگی ہو جائے۔"

"امے.... تم پولیس آفیسر ہو شیخ تجمل حسین۔"

"کچھ بھی ہو۔" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میرے بس سے باہر ہے۔ میں خان دلاور کو بور نہیں کرنا چاہتا۔ آہا ٹھہرو.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آ گئی ہے۔ مگر پہلے تم.... اس خط کا معاملہ صاف کرنے کی کوشش کرو! جو تمہیں چنگیزی کے کمرے سے ملا تھا۔"

"تم ہی صاف کرنے کی کوشش کرو سوپر فیاض کیونکہ وہ خط سب سے پہلے تمہیں ملا تھا۔"

"مقصد یہ تھا کہ میں اپنے کمرے میں چلا جاؤں.... کیوں؟"

"ہاں! غالباً میں نے یہی سوچا تھا۔"

"پھر! اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا ہال میں میری موجودگی اسے مرنے سے بچا لیتی!" فیاض نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی قسم کی کوئی چیز ہو سکتی تھی ورنہ تمہیں ہال سے الگ رکھنے کا کیا فائدہ؟"

"وہ کمرے سے ہال میں پہنچ کر مرا تھا۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے! شائد میں اسے بچا ہی لیتا! اوہ میرے خدا اگر اس حادثے میں کسی آدمی کا ہاتھ تھا تو وہ میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے.... بہت کچھ عمران اسی لئے اس نے مجھے ہال سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی۔"

"بہت اچھے جا رہے ہو سوپر فیاض۔" عمران نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"جانتے ہو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے....!" فیاض کا لہجہ فخر سے لبریز تھا۔ عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"رپورٹ کہتی ہے کہ وہ الیکٹرک شاک سے مرا ہے۔"

"نہیں....!" عمران کی آنکھیں سچ مچ حیرت سے پھیل گئیں۔

"الیکٹرک شاک....! ہاں شائد مجرم جانتا تھا کہ علامات سے اندازہ کر لوں گا کہ وہ بجلی کا شکار ہوا ہے.... پھر تھوڑی سی ضروری تدابیر اُسے موت سے بچا لیتیں! جو شخص الیکٹرک شاک لگنے کے بعد ذرا سی دیر بھی زندہ رہ سکے اسے بچایا جا سکتا ہے۔"

"شائد میں نے بھی چوتھی جماعت میں یہی پڑھا تھا۔" عمران نے سر ہلا کر اس کے بیان کی تصدیق کی۔

"بکواس مت کرو! میں نے اس موضوع پر ریسرچ کی ہے۔" فیاض اکڑ کر بولا۔

"لیکن سوپر فیاض! یہ چوتھی لکیر کیا بلا تھی۔" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ اُس نے چوتھی لکیر کی بجائے کچھ اور کہا ہو، سننے والے سمجھ نہ سکے ہوں۔"

"اور وہ تین لکیریں سوپر فیاض جو اس کے کمرے کی دیوار پر ملی تھیں!"

"تم خواہ مخواہ لکیریں پیٹ رہے ہو!" فیاض نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ "اپنی وہی کھوپڑی استعمال کرو جو پہلے بہت تیزی سے چلا کرتی تھی۔"

"ناریل کے تیل نے اسے تباہ کر دیا سوپر....!" عمران مغموم لہجے میں بولا۔ "لیکن تم لکیروں کے بارے میں سنجیدہ کیوں نہیں ہو!"

"کیونکہ وہ محض چوتھی لکیر کی بناء پر.... اس کے مر جانے کے بعد وجود میں آئی تھی....! چنگیزی ہال کے ایک دروازے کے پردے سے الجھ کر گرا تھا اور اس کا سر اسی پردے میں لپٹ کر رہ گیا تھا۔ اس کی آواز بھرائی ہوئی سی تھی وہ کچھ کہہ رہا تھا جسے "چوتھی لکیر" سمجھا گیا! مجرم یہیں موجود تھا اُس نے سوچا سنسنی پھیلانے اور پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے ایک اسٹنٹ اور سہی!"

"مجرم کی بات کیوں سوچ رہے ہو! ہو سکتا ہے اس کی ہی کسی غلطی کی بناء پر الیکٹرک شاک لگا ہو۔"

"اُس خط کو بھی ذہن میں رکھو! جو میری جیب سے گذر کر اُس کے کمرے میں پہنچا تھا۔"

"اگر وہ عمران کی حرکت رہی ہو تو....!" عمران نے اپنی بائیں آنکھ دبائی۔

"اُس صورت میں عمران کو گولی مار دی جائے گی۔!" فیاض کا لہجہ تلخ تھا۔

عمران احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "اچھی بات ہے سوپر فیاض! پہلے مجھے وہ بندوق تو تلاش کر لینے دو جس سے افیون کی گولی نکلتی ہے۔"

"اوہ ختم کرو!" فیاض میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت تم نے یہ ہنگامہ کیوں برپا کیا تھا۔"

"دل ہی تو ہے۔ اب مجھے بور نہ کرو....! نیند آ رہی ہے!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔ عمران نے ہانک لگائی۔

"آ جاؤ....!"

اور نجیب دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا پہلے تو اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی پھر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا آپ اس وقت مسز چنگیزی سے ملنا پسند کریں گے....!"

"کیوں؟ کیا بات ہے!" فیاض نے اپنے لہجے میں بھاری پن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اسی وقت آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں!"

"چلئے....!" فیاض اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔ لیکن نہ جانے کیوں نجیب کی پیشانی پر سلوٹیں نظر آنے لگیں۔

اس نے کہا...."کیا آپ بھی....!"

فیاض عمران کی طرف مڑا اور عمران گڑگڑانے لگا۔ "خدا کے لئے کپتان صاحب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں.... میں آج رات تنہا نہیں رہ سکتا۔"

"چلئے.... آیئے.... شاید آج آپ میرے ہی کمرے میں ڈیرہ جمائیں گے۔" فیاض نے کہا۔

نجیب اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔

پھر وہ کمرے سے باہر نکلے ہی تھے کہ خان دلاور کے سیکریٹری نے مسز چنگیزی کے اچانک بیہوش ہو جانے کی اطلاع دی۔

"ارے باپ رے۔" عمران بڑبڑایا۔ "اب میں کہاں جاؤں! پتہ نہیں کب اس بھوت خانے سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔"

"آپ کو کس نے روکا ہے جناب!" نجیب بول پڑا اور فیاض نے اسے اس طرح گھور کر دیکھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔ دلاور کے سیکریٹری ضیغم نے یہ بھی بتایا کہ خان دلاور مسز چنگیزی کے کمرے میں موجود ہے۔ یہ ضیغم بڑا خوش شکل اور خوش لباس نوجوان تھا! صحت بھی اچھی تھی! لوگوں کا خیال تھا کہ دلاور اسے اپنے سارے آدمیوں پر فوقیت دیتا ہے۔

"آپ ان کے کمرے سے کب آئے تھے۔" فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

"مشکل سے پانچ یا چھ منٹ گذرے ہوں گے! مگر اُن کی حالت سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہی ہیں۔ اب اس طرح بیہوش ہو جانا میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔"

"جو سمجھ میں نہ آئے اسے فوراً ذہن سے دھکا دیجئے!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ اور نجیب کا موڈ پھر بگڑ گیا۔ مگر وہ کچھ بولا نہیں۔

"اُن کے کمرے میں اور کون تھا۔" فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

"جب میں آپ کے پاس سے آیا ہوں اس وقت تو کوئی بھی نہیں تھا۔"

"خان دلاور بعد ہی میں آئے ہوں گے۔ میں نے مسز چنگیزی کو تنہا چھوڑا تھا۔"

دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ دلاور کا سیکریٹری ضیغم نجیب کو خونخوار نظروں سے گھور رہا

ہے۔ لیکن بظاہر عمران نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ وہ اپنا بے تعلقانہ انداز برقرار رکھنا چاہتا تھا۔

پھر وہ مسز چنگیزی کے کمرے کی طرف آئے دروازہ کھلا ہوا تھا اور خان دلاور دروازے ہی پر موجود تھا ان کی آمد پر اس نے مڑ کر کمرے کے اندر دیکھا۔ مسز چنگیزی مسہری پر پڑی تھی۔

"میں جب آیا تو دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔" خان دلاور نے کہا۔

فیاض کمرے میں داخل ہوتا ہوا بڑبڑایا۔ "اب کوئی نئی مصیبت۔"

پھر نجیب کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کیا آپ نے دروازہ بند کیا تھا۔"

"اوہ.... یہ تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے دروازہ بند کیا تھا یا کھلا چھوڑا تھا۔ مگر یہ مسہری پر نہیں اس آرام کرسی پر تھیں۔"

"بے ہوش ہونے سے پہلے لیٹ جانا بہت ضروری ہوتا ہے۔ مسٹر نقیب۔!" عمران نے کہا۔

"میرا نام نجیب ہے۔" وہ دانت پیس کر بولا اور پھر بے ہوش عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران بنظر غائر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس کی نظر مسہری کے نیچے پڑی ہوئی ایک انجکشن لگانے والی سرنج پر پڑی۔ لیکن اس نے بڑی تیزی سے اس پر سے نظر ہٹالی۔ اب وہ احمقانہ انداز میں فیاض کی شکل دیکھ رہا تھا۔

پھر فیاض نے بھی کسی نہ کسی طرح اسے دیکھ ہی لیا اور وہ ڈاکٹر جبین کی سرنج ثابت ہوئی۔ خود ڈاکٹر جبین نے اس کا اعتراف کیا۔ لیکن یہ نہ بتا سکی کہ وہاں اس کا پایا جانا کیا معنی رکھتا ہے۔

فیاض نے سرنج پر قبضہ کر لیا۔ اُس میں کسی سیال کی قلیل مقدار اب بھی موجود تھی۔

ڈاکٹر جبین نے پریشان ہو کر اتنا ضرور کہا تھا کہ اب کوئی اسے پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔ عمران نے اس موقع پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ اس مسئلے پر کچھ سوچ ہی نہیں رہا تھا.... اس کے ذہن میں تو صرف دو چیزیں تھیں۔ چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک۔

اس کا ذہن متواتر چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کی گردان کئے جا رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کے متعلق پہلے بھی کہیں کچھ سنا یا پڑھا ہو۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی وقت شہر واپس جائے گا۔



وہ کیپٹن فیاض کو الجھن میں چھوڑ گیا۔ اس نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر کون سنتا ہے! بس فیاض اپنی بوٹیاں نوچتا رہ گیا۔

مسز چنگیزی اب بھی بیہوش تھی اور فیاض ڈاکٹر جبین سے سرنج کے متعلق بہتیرے سوالات کر چکا تھا۔

لیکن وہ اس سے زیادہ نہیں معلوم کر سکا کہ سرنج وہاں ڈاکٹر جبین کی لاعلمی میں پہنچی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا قصہ ہے۔" نجیب بڑبڑایا۔

"کچھ بھی نہیں معاملہ صاف ظاہر ہے۔ مسٹر چنگیزی کی موت قدرتی نہیں تھی۔ ان کی موت کے بعد مسز چنگیزی ذہنی طور پر بیکار ہو گئی تھی۔ ان سے کسی قسم کی بھی گفتگو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکی۔ پھر وہ اس ذہنی دور سے گذر گئیں اور کسی نے سوچا کہ اب وہ مطلب کی گفتگو کر سکیں گی ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات کہہ جائیں جو کسی کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دے۔"

"تو کیا ڈاکٹر جبین!"

"نہیں! وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ اپنی سرنج وہاں چھوڑ جاتی۔" فیاض نے کہا تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "اب اس معاملے کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔"

فیاض کی مسکراہٹ معنی خیز تھی اور وہ نجیب کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ نجیب سٹپٹا گیا لیکن پھر فوراً ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا۔ "تب تو یہ حرکت میں نے ہی کی ہوگی!"

"کیا مطلب!" فیاض کی بھنویں تن گئیں اسے شبہ ہوا تھا کہ شائد وہ اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"جبین کے متعلق آپ سوچ ہی نہیں سکتے! خان دلاور کا بھی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ جبین ہی والی منطق یہاں بھی موجود ہے۔ جبین اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ وہاں سرنج چھوڑ جاتی اور خان دلاور بھلا ایسی حماقت کیسے کر سکتا تھا کہ اسے مدعو کر کے اپنے ہی گھر میں ختم کر دیتا۔ جب کہ ختم کرنے کے لئے اس سے بھی بہتر مواقع ہاتھ آ سکتے تھے۔ بس تو پھر جب بیگم

چنگیزی نے خیال ظاہر کیا کہ وہ آپ سے گفتگو کریں گی تو میں نے....!"

"شکریہ!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو اس مسئلے پر بحث کی دعوت نہیں دی۔"



دوسرے دن عمران نے اپنے فلیٹ سے جولیا کو فون کیا۔

دوسری طرف تازہ ترین اطلاعات تیار تھیں جولیا نے اسے بتایا کہ مسز چنگیزی اپنی شہری قیام گاہ میں واپس آگئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک عورت ڈاکٹر جبین بھی ہے اور ایک مرد مسٹر نجیب!

"یہ دونوں اسی کی قیام گاہ پر ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... مگر تم اس چکر میں کیوں پڑ گئے! کیا اس کیس کا تعلق ہمارے محکمے سے ہے۔"

"نہیں آج کل تمہارا چوہا مجھ پر کچھ زیادہ مہربان ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب....!"

"مسلسل زور دے رہا ہے کہ میں شادی کر لوں۔"

"بکواس! میں اس کیس کے متعلق گفتگو کر رہی تھی!"

"مجھے افسوس ہے کہ یہ ابھی تک کیس بن ہی نہیں سکا ہے۔"

"تم جھک مار رہے ہو۔"

"جب مکھیاں نہیں ملتیں تو میں جھک ہی مارتا ہوں۔ شغل کے طور پر کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے۔ ویسے آج شام کی تفریح کے متعلق کیا کہتی ہو!"

"آہا.... کیا آج کل تمہیں ہری گھاس نصیب ہو رہی ہے۔" جولیا ہنس پڑی۔

"بے تحاشہ.... مگر شام کی تفریح!"

"قصہ کیا ہے؟"

"بس ایک جگہ چلیں گے.... میرا ذمہ ہے کہ تم بور نہیں ہو گی!"

"تھوڑے توقف کے ساتھ جولیا نے کہا۔ "اچھی بات ہے لیکن تم تکنی کلر سوٹ میں نہیں ہو گے۔"

"بہترین ایوننگ سوٹ میں۔" عمران نے اسے یقین دلایا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا! پھر شام کو پانچ بجے جولیا عمران کی کار میں نظر آئی.... عمران اس وقت وعدے کے مطابق شرافت ہی کے جامے میں تھا اس نے شوخ رنگوں کے کپڑے نہیں پہنے تھے۔ رکھ رکھاؤ سے بھی ایک باسلیقہ آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ جولیا کو اس تبدیلی سے بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن اس نے اس موضوع پر گفتگو نہیں چھیڑی۔ وہ جانتی تھی کہ اکثر عمران لوگوں کو چڑانے کے لئے بھی آدمیت کی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔

"ہم کہاں چل رہے ہیں!" جولیا نے پوچھا۔

"ڈاکٹر سیفی کا نام سنا ہے کبھی؟"

"نہیں! میں اسے نہیں جانتی!"

"آہا.... ابھی پچھلے ہی دنوں کی بات ہے کہ شہر کے سارے اخبارات نے اس میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی.... !وہ ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب والا قصہ....!"

"اوہ.... وہ.... کیا تم وہیں جا رہے ہو۔ مگر میں نے تو سنا ہے کہ وہ بہت بداخلاق آدمی ہے کسی سے ملتا جلتا نہیں۔"

"اسی لئے تو تمہیں لے جا رہا ہوں۔"

"کیا مطلب!"

"مسٹر اور مسز ڈھمپ سے ضرور ملے گا۔ ہاں اگر مسٹر ڈھمپ تنہا آئے ہوتے تو دوسری بات تھی وہ شائد ان کا کارڈ بھی دیکھنا پسند نہ کرتا.... ارے.... ارے تم منہ کیوں بنا رہی ہو۔ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم اس کی کوٹھی میں داخل ہو سکیں گے۔"

"مجھے اتار دو۔" جولیا غرائی۔

"اگر اس نے تمہیں فرائینگ پین میں تل کر کھانے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا وعدہ کرتا ہوں دوسری صورت میں شائد تمہیں ایکس ٹو کے عتاب کا شکار بننا پڑے یہ اسی کی ہدایت ہے.... کہ میں ڈاکٹر سیفی سے ملوں۔"

"میں سمجھتی ہوں۔" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "یہ غالباً چنگیزی ہی کے سلسلے کی کوئی کڑی ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے کل رات مجھے ٹرانسمیٹر پر کاشن کیوں دیا تھا۔"

"آہاں۔ خوب یاد آیا.... کیا تم نے اس کاشن کے علاوہ بھی کچھ اور سنا تھا۔"

"نہیں کچھ بھی نہیں! لیکن تمہاری آواز عجیب سی لگتی تھی! مگر تم نے گفتگو سے روکا کیوں تھا۔"

"قریب ہی دو بلیاں لڑ رہی تھیں۔ میں نے سوچا کہیں تم ان کی آوں واؤں سے بور نہ ہو جاؤ۔"

"بکواس! پھر تم نے مسز چنگیزی اور اسکے ملنے جلنے والوں کے متعلق بھی کچھ نہیں پوچھا!"

"اب ضرورت نہیں! کیس کے متعلق ایکس ٹو نے اپنے نظریات بدل دیئے ہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ تم آج کل واقعی بہت اچھی لگتی ہو۔"

"بے تکی باتیں مت کرو! تم اکثر بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہو۔"

"ممی بھی یہی کہتی ہیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ممی کے بچے تم خاموش ہی رہا کرو تو بہتر ہے" جولیا نے غصیلی آواز میں کہا۔

عمران نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر کار ایک عمارت کے پھاٹک میں موڑ دی.... یہی ڈاکٹر سیفی کی کوٹھی تھی! پائیں باغ ویران پڑا تھا۔ کہیں کہیں خود رو جھاڑیوں کی ہریالی نظر آ رہی تھی۔

اس نے کار پورچ میں کھڑی کر دی اور دونوں نیچے اتر آئے۔ برآمدے میں بھی کوئی نہیں تھا۔ سارے دروازے بند نظر آ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت میں کوئی نہیں رہتا۔" جولیا پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"پرواہ مت کرو۔" عمران نے خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔ "میں نے دوسروں سے سنا ہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اپنی ذاتی رائے نہیں رکھتا۔"

"میں تمہاری ناک توڑ دوں گی۔" جولیا بپھر گئی۔

عمران سوئچ بورڈ پر گھنٹی کا بٹن دبانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اندر قدموں کی آہٹ ہوئی اور صدر دروازہ کھلا.... ایک بہت دبلا پتلا اور مجہول سا آدمی باہر آیا۔ اس کی عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہو گی۔ شیو بڑھا ہوا تھا سر کے بال الجھے ہوئے تھے اور بال بالکل خشک تھے آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔

"ہم ڈاکٹر سیفی سے ملنا چاہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"کارڈ....!" اس نے خشک لہجے میں مطالبہ کیا۔

"اوہ کارڈ....!" عمران جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پھر چہرے پر خفت کے آثار پیدا کر کے بولا۔

"کارڈ تو ہم بھول آئے بہر حال تم مسٹر اور مسز ڈھمپ کے نام کا اعلان کر سکتے ہو۔ ہم دراصل ڈاکٹر کی لائبریری دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اس سے پہلے بھی کبھی آپ ڈاکٹر سے مل چکے ہیں۔"

"کبھی نہیں! پہلا اتفاق ہے۔"

"ٹھہریئے....!" وہ دروازہ بند کر کے واپس چلا گیا۔

"اگر اس عمارت میں کوئی رہتا بھی ہے تو وہ یقیناً بھوت ہوگا۔" جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ شائد اس کے کان آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد پھر وہی دروازہ کھلا اور وہی آدمی ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "تشریف لے چلئے جناب!"

نہ جانے کیوں جولیا اندر قدم رکھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ عمران نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔ "چلو۔"

وہ آدمی ان کی رہبری کر رہا تھا۔ آخر اس نے ایک جگہ رک کر ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ عمران اور جولیا اس میں داخل ہوئے۔ وہ انہیں سیدھا لائبریری ہی میں لایا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا۔ چاروں طرف بے شمار بڑی بڑی الماریاں کتابوں سے بھری نظر آ رہی تھیں۔

"واہ....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کتنی شاندار لائبریری ہے۔"

پھر بوڑھے کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔ "ڈاکٹر کہاں ہیں۔"

"بہت بڑی آنکھ چاہئے ڈاکٹر کو دیکھنے کے لئے۔" اس نے کہا۔

"افسوس۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہم بیل کے دیدے فٹ کرا کے نہیں آئے.... آئندہ سہی۔"

لیکن وہ یک بیک چونک پڑا اور ایک پل کے لئے اس کی آنکھوں میں حیرت کی لہر نظر آئی اور پھر پہلے ہی کی طرح احمق دکھائی دینے لگا۔

بوڑھا جولیا کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے تلے بغیر ہی کھا جائے گا۔ نہ جانے جولیا کو کیا سوجھی کہ وہ بھی اسے کسی بھوکی شیرنی کی طرح گھورنے لگی۔

اچانک بوڑھا ہنس پڑا اور جولیا کا داہنا ہاتھ بے اختیار ہینڈ بیگ میں چلا گیا۔

"اوہم....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں جولیا کا شانہ تھپتھپا کر بولا۔ "سب ٹھیک ہے.... سب ٹھیک ہے یہ ڈاکٹر سیفی ہی معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہاہا....!" بوڑھے نے پھر قہقہہ لگایا اور دیوانوں کے انداز میں بولا۔ "تم دونوں مسٹر اور

سز ڈھمپ ہونے کے باوجود بھی بہت اچھے لگ رہے ہو۔"

"ہے نا.... ہلو.... ڈاکٹر!" عمران آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "سب سے پہلے تو میں وہ ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب دیکھوں گا جو کیلے کے پتوں پر تحریر کی گئی تھی۔"

"بھوج پتر کہتے ہیں اسے۔ کیلے کے پتہ پر نہیں ہے.... آؤ.... تم دونوں آؤ.... میں تمہیں کھاؤں.... حالانکہ اسے دیکھنے کے لئے روزانہ درجنوں آتے ہیں لیکن کسی کی بھی رسائی اس تک نہیں ہوتی۔ تم دونوں خوش قسمت ہو مسز ڈھمپ مجھے سوئیس معلوم ہوتی ہیں۔"

"اوہ ڈاکٹر.... آپ قیافے کے بھی بادشاہ ہیں۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"مگر تم دیسی ہی ہو! حالانکہ اپنے لہجے میں اجنبیت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہو.... اوہو.... نہیں! میں ہرگز نہیں پوچھوں گا کہ ایسا کیوں ہے۔"

انہوں نے ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب دیکھی جو بھوج پتر پر لکھی گئی تھی۔

جولیا متحیر تھی کہ آخر عمران یہاں کیوں آیا ہے۔ عمران جو ڈاکٹر کی تعریف و توصیف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا تھا دفعتاً موضوع بدل کر بولا۔ "میرے ایک دوست کو مچھلیاں پالنے کا شوق ہے۔"

"تو پھر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔" ڈاکٹر نے حیرت سے کہا۔

"لاحول ولا.... شاید میں اونگھ رہا ہوں۔" عمران اپنی آنکھ ملتا ہوا بولا۔ "میں دراصل کچھ اور کہنا چاہتا تھا! ہاں ڈاکٹر شائد انیسویں صدی کے اوائل میں ایک جرمن محقق شوبرٹ نے یحییٰ کی کتاب البرق پر تبصرہ لکھا تھا۔ میرا خیال ہے اس کا پہلا ایڈیشن آپ کے پاس بھی نہ ہوگا۔ اس شہر میں تو کسی کے پاس نہیں ہے!"

"کیا کہا! میرے پاس بھی نہ ہوگا۔" ڈاکٹر کے لہجے میں غصہ بھی تھا اور حیرت بھی تھی۔

"آہا.... اگر آپ کے پاس ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ واقعی بہت بڑے آدمی ہیں۔"

"ٹھہرو.... میں تمہیں بتاتا ہوں۔" ڈاکٹر نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر رک کر عمران کی طرف مڑا اور مسکرا کر بولا۔ "کیا تم میری یادداشت کی بھی داد نہیں دو گے۔ میں جانتا ہوں کہ ان ہزاروں کتابوں میں سے کون سی کتاب کہاں ملے گی.... آہا کیا مسز ڈھمپ کو بولنا نہیں آتا۔"

"میں خوب بولتی ہوں ڈاکٹر! مگر فی الحال تم وہ کتاب تلاش کرو۔"

"ابھی لو.... سکنڈ کے سکنڈ لگیں گے۔" ڈاکٹر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران جولیا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور جولیا اسے گھونسہ دکھانے لگی۔

ڈاکٹر جلد ہی ایک کتاب ہاتھ میں دبائے ہوئے واپس آ گیا۔ عمران نے اسے لیتے وقت ایک طویل سانس لی اور بولا۔ "اچھا ڈاکٹر اب آپ دونوں ذرا دیر مچھلیوں کی اقسام پر گفتگو کیجئے! میں اس کتاب پر ایک نظر ڈالوں گا۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا آخر تم پر مچھلیاں کیوں سوار ہیں۔"

"کچی مچھلیاں چبانا ان کی ہوبی ہے۔" جولیا مسکرا کر بولی۔

عمران کتاب سنبھال کر ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"تمہیں کتابوں سے دلچسپی نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے جولیا سے پوچھا۔

"قطعی نہیں! میرا بس چلے تو دنیا بھر کی لائبریریوں میں آگ لگا دوں۔"

"اتنی بے دردی سے اس کا تذکرہ نہ کرو۔" ڈاکٹر نے سسکاری سی لی۔

"کیا ہوتا ہے کتابوں میں.... ناکارہ لوگوں کی ناکارہ باتیں جو ایک گوشے میں پڑے قلم گھسا کرتے ہیں۔"

"اگر یہ ناکارہ لوگ نہ ہوتے تو سورج سیاہ ہو جاتا اور چاند سے آگ برستی! ستارے چنگاریوں کی پھوار چھوڑتے....!"

"تم تو شاعری کرنے لگے ڈاکٹر!" جولیا ہنس پڑی۔

دفعتاً عمران اٹھ کر ان کے قریب آ گیا۔

"یہ کتاب تو نامکمل ہے.... ڈاکٹر!" اس نے کہا۔

"کیا بکواس کرتے ہو!"

"پورے آٹھ صفحات غائب ہیں!"

"نہیں....!" ڈاکٹر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بہت زیادہ متحیر نظر آ رہا تھا۔

عمران نے کتاب اسے دکھائی۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ درمیان سے اوراق پھاڑے گئے ہیں۔

"میرے خدا...." ڈاکٹر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ کیونکر ہوا.... ارے یہ کتاب کا پہلا ایڈیشن تھا! بڑی دقتوں سے یہ مجھے ڈھائی ہزار میں ملی تھی۔"

"اکثر لوگ آپ کی لائبریری دیکھنے کے لئے آتے رہتے ہوں گے۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اب آپ سے اجازت چاہوں گا۔" ڈاکٹر نے گلوگیر آواز میں

کہا۔ "اس نقصان پر میرا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔"

"ان آٹھ صفحات میں کیا تھا ڈاکٹر!" عمران نے پوچھا۔

"ارے کیا میں ان ہزاروں کتابوں کا حافظ ہوں۔" ڈاکٹر جھلا کر چیخ اٹھا۔

"آؤ چلیں ڈیئر....!" عمران نے جولیا سے کہا اور وہ اٹھ گئی۔ ڈاکٹر انہیں رخصت کرنے کے لئے صدر دروازے تک نہیں آیا تھا۔

"پتہ نہیں تم کس لئے آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہو۔" جولیا نے کہا۔

"کیا بتاؤں جو صفحے میرے کام کے تھے وہی غائب تھے۔ پھر میں کیوں نہ یقین کر لوں کہ میں نے غلط راستہ نہیں اختیار کیا۔"

"تمہیں کیا دیکھنا تھا....!" جولیا نے پوچھا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ کار کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

اچانک عمران نے پورے بریک لگائے گاڑی چڑچڑاہٹ کے ساتھ رک گئی۔ اگر اس طرح بریک نہ لگاتا تو اس آدمی کا کار کی لپیٹ میں آ جانا یقینی تھا جو بائیں طرف سے غیر متوقع طور پر سامنے آ گیا تھا۔

"آہام....!" عمران نے پلکیں جھپکائیں!.... کیونکہ یہاں اس وقت اس آدمی کی موجودگی بھی قطعی غیر متوقع تھی عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں ڈاکٹر سیفی کی کوٹھی کے پاس نجیب سے اس طرح ملاقات ہو جائے گی۔ نجیب جس پر عمران کسی حد تک شبہ بھی کر رہا تھا۔

"آپ نے تو مجھے ختم ہی کر دیا تھا مسٹر۔" نجیب زبردستی مسکرایا۔

"اوہو....! مسٹر رقیب!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"نجیب! یہ بہت بُری بات ہے کہ آپ میرا نام بھول جاتے ہیں۔" اس نے کہا اور کنکھیوں سے جولیا کو دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے حیرت ہے کہ بیگم صاحبہ ساتھ نہیں ہیں!"

عمران انجن بند کر کے نیچے اتر آیا.... اور آہستہ سے بولا۔ "یہ بھی بیگم ہی تو ہیں! ساڑھے سات بیویاں رکھتا ہوں جناب!"

"ساڑھے سات کیا بات ہوئی۔"

"سات لمبی ہیں اور ایک ساڑھے چار فٹ سے زیادہ اونچی نہیں ہے۔ پھر آپ کیا کہیں گے.... دنیا آٹھ کہے گی مگر میں تو نہیں کہہ سکتا۔"

"خیر.... خیر...." نجیب ہنستا ہوا بولا۔ "آپ یہاں کہاں۔"

"بھوس پتر پر لکھی ہوئی کتاب دیکھنے آئے تھے۔"

"خدا کی پناہ آپ کتنا بھولتے ہیں جناب! بھوس نہیں بھوج پتر۔"

"ہاں ہاں.... کیا آپ بھی وہی دیکھنے جا رہے تھے۔"

"نہیں! میری ہزاروں بار کی دیکھی ہوئی ہے۔ ویسے میں پروفیسر ہی کے پاس جا رہا تھا۔ اس کی لائبریری میں بڑا سکون ملتا ہے۔ میری ہزاروں بار کی دیکھی ہوئی ہے۔ میں یہاں اکثر آتا ہوں۔"

"مگر وہ تو بڑا بد دماغ آدمی ثابت ہوا....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہو سکتا ہے.... لیکن پڑوسیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ بُرا نہیں ہے۔"

نجیب مسکرا کر بولا۔ "میں بھی ڈاکٹر کا پڑوسی ہوں.... وہ.... اس عمارت کے بعد والی عمارت.... کبھی ہمارے یہاں بھی آیئے!"

"ضرور.... ضرور...." عمران اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ اور پھر کار میں بیٹھ گیا! کار چل پڑی۔ کچھ دیر بعد جولیا نے اُس سے نجیب کے متعلق پوچھا۔

"کیا بتاؤں.... اس کا خیال ہے کہ میں بہت حسین ہوں! لیکن ابھی تک کسی دوسرے سے اس کی اطلاع نہیں ملی!"

"آہا.... ٹھہرو.... صرف تین منٹ! میں سامنے والے بوتھ سے ذرا سلیمان کو فون کروں گا ورنہ وہ کم بخت رات کے کھانے میں مونگ کی دال پکا کر رکھ دے گا! اُلو کہیں کا....!"

عمران نے کار روکی اور اُتر گیا! جولیا اندر ہی بیٹھی رہی۔ سڑک کی دوسری طرف ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا۔

عمران نے یہاں صفدر کے نمبر ڈائیل کئے اور جواب ملنے پر ایکس ٹو کی مخصوص آواز میں بولا۔

"ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہو۔!"

"ڈاکٹر سیفی جی ہاں.... وہی جس کے پاس ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب ہے!"

"ہاں وہی.... تمہیں اس کی نگرانی کرنی ہے!"

"وہ تو گھر سے باہر نکلتا ہی نہیں....! میں نے تو یہی سنا ہے۔"

"میں نے بھی یہی سنا ہے! تم اس کے گھر کی نگرانی کرو! تمہیں اس کے یہاں آنے والوں کی لسٹ مرتب کرنی ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"ابھی اور اسی وقت روانہ ہو جاؤ! فی الحال ایک آدمی نجیب ڈاکٹر کے مکان میں موجود ہے!

وہیں پیلے رنگ کی کوٹھی میں رہتا ہے! چوہان سے کہو کہ وہ اس کی نگرانی کرے!"

"بہت بہتر جناب!"

"اوور....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا کار میں بیٹھی بور ہو رہی تھی! عمران کار کے قریب پہنچ کر بڑبڑانے لگا۔ "میں اسے دلی کیوں نہ مار دوں!"

"کسے!" جولیا چونک پڑی۔

"اُسی سلیمان کے بچے کو! خواہ مخواہ بحث کرنے لگا! کہتا ہے کہ مونگ کی دال پسند کرنے والے لوگ سسرال میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔"

"تم نے اس نوکر کو بھی بہت سر چڑھایا ہے۔" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"ہا.... آ.... دنولیا.... موری جولیا.... کاش تم ایک شعر کی داد دے سکو!

دو دن کی یہ محفل ساقی رندوں سے ہنس بول کے کاٹ
ہم بھی راہ لگیں گے اپنی تیرا ہمارا ناتا کیا

"اب یہی دیکھو کہ یہ لفظ ناتا ہے لیکن اردو کا کوئی منشی فاضل کاتب اسے نانا بھی بنا سکتا ہے۔"

"پتہ نہیں کیا بکواس شروع کر دی تم نے! ارے اف فوہ! تم دراصل مجھے باتوں میں ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو! بتاؤ یہ کیا قصہ ہے۔"

"اچھی بات ہے سنو!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تم اس سلسلے میں کافی کام کر سکتی تھیں مگر افسوس کہ اس وقت اس آدمی نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا۔ یہ مسٹر چنگیزی کے دوستوں میں سے ہے! میں نے سوچا تھا کہ تم مسز چنگیزی سے رسم و راہ پیدا کرو گی۔"

"چنگیزی کی موت سے ڈاکٹر سیفی کا کیا تعلق ہے۔"

"کچھ بھی نہیں۔"

"پھر یہاں کیوں آئے تھے۔"

"ٹھہرو! تمہیں چنگیزی کے قتل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم! میں اسے قتل ہی کہوں گا! مجھے یقین ہے کہ وہ خود اپنی موت کا ذمہ دار نہیں تھا۔"

عمران نے شروع سے اب تک کے واقعات دہرائے! اور یہ بتایا کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اس کی کیا وجہ تھی!

"تو تم اس آدمی نجیب پر شبہ کر رہے ہو!" جولیا نے کہا۔

"ہاں فی الحال میں اسی پر نظر رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"مگر اس قتل کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔"

"اب چنگیزی کی ملکیت اس کی بیوی کے نام منتقل ہو جائے گی کیونکہ اس کا کوئی قریبی عزیز موجود نہیں ہے! وہ جوان بھی ہے اور حسین بھی اگر میں اُس سے شادی کرلوں تو میری کیا پوزیشن ہوگی۔"

"چھوٹے چھوٹے فلیٹوں میں نہ سڑتے پھرو گے؟" جولیا مسکرائی۔

"بس تو پھر کیا قتل کا یہی مقصد نہیں ہو سکتا۔"

"مگر اس کا ہمارے محکمہ سے کیا تعلق؟"

"میں تفریحاً اس کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں! چونکہ یہ حادثہ میرے ایک دوست کے مکان پر پیش آیا تھا اس لئے میرا فرض ہے کہ میں مجرم یا مجرموں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کر دوں۔"

"ٹھہرو! میری بھی ایک بات سن لو۔"

"تم ایک نہیں چار سناؤ! کان دبا کر سنوں گا۔"

"تم اس ٹرانس میٹر والے واقعے کو کیوں نظر انداز کر رہے ہو! تم نے ٹرانسمیٹر پر دو آدمیوں کی گفتگو سنی تھی۔ لیکن اسے ہمیشہ یاد رکھو کہ اس قسم کے قتل کے سلسلے میں کوئی بھی کسی کو اپنا رازدار نہیں بنا سکتا۔"

"پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"ہو سکتا ہے یہ ہمارے ہی محکمے کا کیس ہو!"

"میں نے کب کہا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔"

"اچھا اگر وہ الیکٹرک شاک ہی تھا تو تم اسے قتل کیونکر کہہ سکتے ہو۔"

"اس عمارت میں کنسیلڈ وائرنگ کی گئی ہے۔ کسی جگہ بھی تار کھلے ہوئے نہیں ہیں.... اور یہ ممکن نہیں ہے کہ سوئچ میں کرنٹ آجائے۔"

"پھر....!"

"اس لئے ایکس ٹو نے مجھے ڈاکٹر سیفی کی لائبریری میں بھیجا تھا۔"

"کیا مطلب!"

"ایک کتاب اس مسئلے پر روشنی ڈال سکتی تھی لیکن افسوس کہ اس میں وہی صفحات غائب تھے، جن سے یہ مسئلہ حل ہوتا تھا۔"

"اب میں کیا کروں، جب وہ صفحات ہی نہیں ملے وہ سب کچھ انہیں آٹھ صفحات میں تھا۔"

"کیا تھا؟"

"یہی کہ تاروں کو چھوئے بغیر بھی الیکٹرک شاک کیسے لگ سکتا ہے۔!"

"اتنی سی بات کے لئے تم کتابیں کھنگالتے پھر رہے ہو!" جولیا کے لہجے میں حقارت تھی!

"اچھا تم ہی میری یہ مشکل آسان کر دو!" عمران نے بے بسی سے کہا۔

"تم نے سائنس میں ڈاکٹریٹ لی تھی۔"

"رشوت دے کر لی تھی.... ورنہ میں تو اس زمانے میں ٹیلر ماسٹر تھا۔"

"بکواس مت کرو! کوئی اور ہی بات تھی تم بتانا نہیں چاہتے!"

"نہیں ونولیا.... سوئٹ.... وہ ایک ایسے مادے کی کہانی تھی جسے محض انگلی سے مس رنے کی بناء پر آدمی مر سکتا ہے!"

"اوہ.... اور موت کی وجہ برقی رو کا جھٹکا ہوگا۔"

"یقیناً! کم از کم پوسٹ مارٹم کی رپورٹ تو الیکٹرک شاک ہی کی کہانی سنائے گی!"

"کیا وہ کتاب اور کہیں نہ مل سکے گی!"

"مشکل ہے! ایکس ٹو نے بھی محض قیاساً یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ کتاب سیفی کے کتب مانے میں ہو سکتی ہے! کیونکہ اسے ہر کتاب کا پہلا ایڈیشن رکھنے کا خبط ہے۔"

"کیا وہ صفحات صرف پہلے ہی ایڈیشن میں مل سکتے ہیں!"

"قطعی....! بعد کے ایڈیشنوں میں بہتیری چیزیں نہیں آنے پائیں۔ حکومت نے انہیں یر قانونی قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ لوگ ان کا غلط استعمال کر سکتے تھے۔ پہلا ایڈیشن شائع ہونے کے بعد اس کا غلط استعمال ہوا بھی تھا! بعض لوگوں نے بالکل اسی طرح کئی جانیں لے لی تھیں!"

"تمہارا اشارہ چنگیزی کی طرف ہے!" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں....! چنگیزی اس مادے کا شکار ہوا ہے جس کا تذکرہ اُن صفحات میں تھا۔!"

"ایکس ٹو کتنی پتے کی باتیں بتاتا ہے!" جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران کچھ نہ بولا! کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی رہی!



عمران اپنے فلیٹ میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایکس ٹو کے پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی.... وہ اس کمرے میں آیا جہاں فون رہتا تھا۔

"اِٹ از جولیا سر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا خبر ہے!"

"صفدر زخمی ہو گیا ہے!"

"کس طرح!"

"وہ سیفی کے مکان کی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک اس نے عمارت میں کسی کے چیخنے کی آوازیں سنیں! وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے کہ اسے ایک آدمی نظر آیا جو دوڑتا ہوا عقبی پارک کی طرف جا رہا تھا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑا.... عقبی پارک سے تھوڑے فاصلہ پر پی روڈ گزرتی ہے! وہاں صفدر نے اسے ایک کار میں بیٹھتے دیکھا اور پھر دوڑ کر اپنی موٹر سائیکل تک آیا.... جب وہ دوبارہ پی روڈ پر پہنچا تو وہ کار بہت دور نکل چکی تھی۔ اس کی عقبی سرخ روشنی نظر آ رہی تھی۔ صفدر نے اس کے پیچھے موٹر سائیکل ڈال دی.... سڑک سنسان پڑی تھی!"

"منظر کشی کی ضرورت نہیں ہے....!" عمران غرایا۔

"کار جنگل میں پہنچ کر ایک کچے راستے پر مڑ گئی اور کار سے فائر ہوئے۔ صفدر نے موٹر سائیکل وہیں چھوڑ دی اور پیدل ہی دوڑتا ہوا کار کا تعاقب کرنے لگا! زمین ناہموار تھی اس لئے کار کی رفتار اتنی کم ہو گئی تھی کہ وہ دوڑ کر تعاقب کر سکتا....! کار سے فائر ہو رہے تھے اور صفدر خود کو بچاتا ہوا تعاقب کرتا رہا۔ پھر وہ کار ایک چھوٹے سے کچے مکان کے سامنے رک گئی اور پھر اسے اندھیرے میں کچھ نہیں دکھائی دیا۔"

"ختم کرو!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "صفدر اس وقت کہاں ہے۔"

"اُسی گرد و نواح میں جہاں وہ زخمی ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر یہ اطلاع مجھے دی ہے! اور اس نے وہ نشانات بتائے ہیں جن کی بناء پر اُس تک پہنچنا ممکن ہے!"

"جلدی کرو جولیا.... نشانات بتاؤ!"

جولیا بولتی رہی اور عمران کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں دائرے کراس اور مثلث بناتا رہا! پھر بولا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی!"

"میں نے اس کی نشاندہی کے مطابق آپ کے قاعدے سے نقشہ بنایا تھا۔"

"نقشہ دہراؤ!"

"کراس.... لائن مغرب کی طرف.... دائرہ۔ پھر لائین جنوب مُغرب کی طرف.... دو مثلث.... تین کراس.... پھر لائن شمال کی جانب.... دائرہ.... لائن شمال مشرق.... دو دائرے ایک مربع۔"

"ٹھیک ہے! اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو! وہ اس مکان پر نظر رکھے! عمران پہنچ رہا ہے۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے سٹنگ روم میں آ کر کیپٹن فیاض کے گھر کے نمبر ڈائیل کئے اتفاق سے وہ گھر ہی پر مل گیا۔

"سوپر.... میں عمران ہوں! ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہو نا.... وہی ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب والا.... دیکھو اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے! فوراً اس کی کوٹھی پر پہنچو! اور تم نجیب کو سختی سے چیک کر سکتے ہو جو اس کے قریب ہی زرد رنگ کی کوٹھی میں رہتا ہے.... دیر نہ کرنا.... یہ چنگیزی ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہو سکتی ہے! تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے.... میں رات ہی کو کسی وقت تم سے ملوں گا۔"

عمران نے فیاض کا جواب سنے بغیر ریسیور رکھ دیا! اور پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار شہر کی سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جنگل کی ایک سنسان سڑک روشنی میں نہا گئی۔

وہ دیوانوں کی طرح کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اسپیڈو میٹر کی سوئی اسی اور نوے کے درمیان جھول رہی تھی۔ اچانک ایک جگہ اس نے رَفتار سست کر دی اور پھر گاڑی روک کر انجن بند کیا اور نیچے اتر آیا۔ اب وہ شائد سمتوں کا اندازہ کر رہا تھا۔

شمال مشرق کا تعین کر کے وہ سڑک کے نیچے اترنے لگا! زمین ناہموار تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ ٹارچ روشن کئے بغیر چلنے میں دشواری ہوتی۔

اس کے قدم تیزی سے اٹھتے رہے.... پھر ایک جگہ رک کر اس نے محدود روشنی کی چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور سینے کے بل زمین پر لیٹ گیا! اب وہ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور ٹارچ

کی پوزیشن ایسی تھی کہ روشنی دو تین بالشت سے آگے نہیں پھیل رہی تھی۔

دفعتاً بائیں جانب سے سیٹی کی ہلکی سی آواز آئی۔ عمران نے ٹارچ بجھا دی اور رک گیا۔

سیٹی صفدر ہی نے بجائی تھی! یہ سیکرٹ سروس والوں کا مخصوص اشارہ تھا صفدر نے بھی ٹارچ کی مخصوص جنبشوں کی بناء پر پہچان لیا تھا کہ وہ ایکس ٹو ہی کے محکمے کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔

سیٹی کی آواز پھر آئی اور عمران اسی جانب رینگنے لگا۔ اور پھر وہ صفدر کے قریب پہنچ گیا جو دو پتھروں کے درمیان اوندھا پڑا ہوا تھا۔

"میرا بازو زخمی ہے.... اچھا ہوا کہ آپ جلد پہنچ گئے۔ عمران صاحب!" اس نے کمزور آواز میں کہا! "میرا خیال ہے کہ ہڈی پر ضرب نہیں آئی۔ گولی گوشت پھاڑ کر دوسری طرف نکل گئی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنا خون نکل چکا ہے! زخم پتھر ہو رہا ہے! سردیوں کے دن نہ ہوتے تو شائد ابھی خون جاری ہی رہتا! اب مم.... میرا.... سس.... سر.... چکرا رہا ہے۔"

"اب تم آرام کرو پیارے!" عمران اس کا شانہ تھپتھپا کر بولا۔ "یعنی اگر بے ہوش ہونا چاہو تو شوق سے ہو سکتے ہو! میں سب دیکھ لوں گا۔"

"آہم ٹھہرو! وہ مکان کس سمت ہے!"

"میں نہیں کہہ سکتا کہ اب وہاں کوئی ہو گا بھی یا نہیں!"

"کیا تم نے کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی تھی!"

"نہیں.... اندھیرا تھا! بائیں جانب کی ڈھلان میں اُتر جائیے۔ سامنے ہی کچھ دور وہ چھوٹا سا مکان نظر آئے گا! ہو سکتا ہے کہ اس کی کسی کھڑکی میں کیروسین لیمپ کی روشنی ہو یا نہ ہو!"

عمران بائیں جانب والے نشیب میں رینگ گیا۔ ہر طرف تاریکی کی حکمرانی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک تاریکی میں آنکھیں پھاڑتا رہا اور پھر آگے بڑھ گیا! فضا ہلکی سی کہر میں لپٹی ہوئی تھی اور سردی کہہ رہی تھی کہ آج ہی ورنہ کبھی نہیں!

کچھ دور چلنے پر اسے ہلکی سرخ روشنی کا ایک مستطیل سا دکھائی دیا۔ غالباً یہ اُسی کچے مکان کی کوئی کھڑکی تھی۔ عمران بڑھتا ہی رہا۔ حتیٰ کہ اُس بڑے سائے کے قریب پہنچ گیا جو بعد کو کار آمد ثابت ہوا تھا۔ پھر وہ اسی طرح رینگتا ہوا مکان کی دیوار سے آلگا۔

اس وقت اُس کے داہنے ہاتھ پر ریوالور تھا اور بائیں میں ٹارچ۔

تقریباً پندرہ منٹ تک وہ دیوار کی جڑ سے چپکا پڑا رہا مگر نزدیک یا دور سے کسی قسم کی آواز نہیں آئی! اس کے بعد وہ مکان کا دروازہ تلاش کرنے لگا۔

پشت پر دروازہ کھلا ہوا ملا۔ جس کی اونچائی پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ مکان خالی ہی معلوم ہوتا ہے۔

احتیاطاً اس نے ایک بڑا پتھر دروازے کے اندر پھینکا اور کچھ دیر تک دیوار سے چپکا کسی وقوعے کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن حالات میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی۔

پھر وہ مکان میں داخل ہو گیا۔ مکان کیا بس یہ ایک بے ڈھنگا سا کمرہ تھا جس میں صرف یہی ایک دروازہ تھا اور دوسری طرف دو کھڑکیاں! یہاں کیروسین لیمپ کی مدہم سی سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی! اور اسی روشنی میں عمران کو دنیا کا آٹھواں عجوبہ نظر آیا۔ ایک بندر.... جس کے ہاتھ میں پستول تھا! اس نے عمران کی طرف پستول اٹھایا اور ٹریگر بھی دبا دیا.... لیکن فائر نہ ہوا۔ پستول خالی تھا! بندر نے پھر سیفٹی کیس کھینچا.... عمران تیزی سے باہر نکل آیا.... اس نے سوچا ممکن ہے اسے پھانسنے کے لئے کسی قسم کا جال پچھایا گیا ہو.... پھر پانچ منٹ گزر گئے.... اب عمران نے ریوالور نکالا اور پے در پے دو تین ہوائی فائر کئے.... اور اس کے بعد دیوار سے آلگا....! پندرہ منٹ گذر گئے لیکن آس پاس زندگی کے آثار نہیں معلوم ہوئے۔

اب وہ پھر مکان میں داخل ہوا اس بار اس نے دروازہ بھیڑ کر کنڈی چڑھا دی تھی۔ لیکن بندر کا کہیں پتہ نہ تھا! غالباً وہ کھڑکی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے کھڑکیاں بھی بند کر دیں اور کمرے کا جائزہ لینے لگا! پستول زمین پر پڑا نظر آیا جو کچھ دیر پہلے اس نے بندر کے ہاتھ میں دیکھا تھا! ایک طرف آدھ جلی سگرٹوں کے آٹھ دس ٹکڑے پڑے نظر آئے اور عمران بے اختیار ان پر جھک پڑا.... ان میں سے ایک اٹھا کر تھوڑی دیر تک اسے دیکھتے رہنے کے بعد پھر زمین پر ڈال دیا! کمرے کا فرش بھی کچا ہی تھا! مٹی نرم تھی جس پر پیروں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے.... عمران بہت احتیاط سے اُن کا جائزہ لینے لگا! ایک تنکا اٹھا کر اُن کی پیمائش کی! اور پھر کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔ "قطعی طور پر.... دو آدمی....!"

اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرا رہی تھی اور ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ!

تقریباً بیس منٹ بعد وہ پھر صفدر کے پاس تھا! صفدر پر سچ مچ غشی طاری ہو گئی تھی! عمران نے اپنا کوٹ بھی اتار کر اس پر ڈال دیا اور اس کے کوٹ کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پھر فولڈنگ کیمرہ ٹرانسمیٹر ڈھونڈ نکالنے میں دیر نہیں لگی! دوسرے ہی لمحے وہ جولیا کے لئے پیغام نشر کر رہا تھا۔

"ہیلو جولیا.... ڈھمپ اسپیکنگ....!"

"کیا تم وہاں پہنچ گئے ہو!" دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"بالکل.... بالکل.... کیپٹن خاور کو فوراً بھیج دو! اس سے کہہ دو کہ فنگر پرنٹ کے سامان سے لیس ہو کر آئے! راستے کا نقشہ اچھی طرح ذہن نشین کرا دینا! میری کار سڑک ہی پر کھڑی ملے گی۔"

"صفدر کہاں ہے۔"

"وقت نہ برباد کرو!" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کو بند کر کے صفدر کے نیچے دبا دیا!



"تقریباً تین بجے شہر کے ایک ٹیلی فون بوتھ سے اُس نے کیپٹن فیاض کو فون کیا۔ لیکن گھر سے ایک ملازم نے جسے غالباً عمران ہی کی کال کا انتظار تھا اسے بتایا کہ فیاض ابھی تک ڈاکٹر سیفی ہی کی کوٹھی میں ہے! عمران نے معنی خیز انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور بوتھ سے نکل کر سیفی کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔

کوٹھی کے باہر ایک دو نہیں تقریباً نصف درجن پولیس کاریں موجود تھیں اور پھاٹک پر ایک مسلح کانسٹیبل پہرہ دے رہا تھا۔

"کیپٹن فیاض سے ملنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کانسٹیبل سے کہا۔

اچانک پھاٹک کی دوسری جانب سے کسی نے اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈالی اور اس کا نام پوچھا۔

"علی عمران....!"

"اندر تشریف لایئے جناب! کپتان صاحب آپ کے منتظر ہیں!"

اور پھر اندر پہنچ کر اس نے ڈاکٹر سیفی کی لاش دیکھی! کیپٹن فیاض کے علاوہ کئی بڑے پولیس آفیسر وہاں موجود تھے! انہوں نے عمران کو گھور کر دیکھا اور عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار نمایاں ہونے لگے! اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے حقیقتاً حماقت سرزد ہوئی ہے اُسے تو اس وقت اپنے فلیٹ میں ہونا چاہئے تھا۔ فیاض کو ضرورت ہوتی تو خود ہی دوڑا آتا! اب اس وقت یہاں وہ ان پولیس آفیسروں کی موجودگی میں گن گن کر بدلے چکا سکتا تھا۔

مگر خلاف توقع فیاض نے اس سے صرف اتنا ہی پوچھا کہ وہ شام کو یہاں کس لئے آیا تھا! عمران نے اس پر ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب کی کہانی چھیڑ دی.... اور اسے بتایا کہ جب وہ واپس

جا رہا تھا اسے نجیب بھی ملا تھا۔

"کیا آپ بتا سکیں گے کہ آپ کے ساتھ کون عورت تھی!"

"یہ تو بار بار یاد کرنے پر بھی نہ بتا سکوں گا کہ ایک گھنٹہ پہلے کون عورت میرے ساتھ تھی! اس وقت سے اب تک تقریباً ستائیس عورتیں میری گاڑی میں بیٹھ چکی ہیں۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں!" ایک آفیسر نے اسے للکارا۔

"ہو سکتا ہے کہ عورتوں کی صحیح تعداد مجھے یاد نہ ہو! ویسے تو ہوش میں ہوں۔" عمران نے اندازہ کر لیا تھا کہ فیاض نے ابھی تک اس آدمی کا نام نہیں ظاہر کیا جس نے اسے ڈاکٹر سیفی کے متعلق اطلاع دی تھی۔

پولیس آفیسروں نے اُس کے اس بے تکے جواب پر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور فیاض فوراً ہی بول پڑا۔ "آپ ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے صاحبزادے ہیں!"

پولیس آفیسر صرف سر ہلا کر رہ گئے! انہیں عمران کی دھج پسند نہیں آئی تھی!

"اچھا جناب! آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ لیکن کل صبح ٹھیک نو بجے میرے دفتر میں پہنچ جایئے گا۔"

"نو بجے....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "نو بجے تو آفیسروں کے لئے نور کا تڑکا ہوتا ہے.... آپ بھول رہے ہیں! غالباً آپ انیس بجے کہنا چاہتے تھے!" پھر وہ بڑی تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ساڑھے تین بج رہے تھے لیکن نیند پولیس آفیسروں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ یہ ڈاکٹر سیفی کے قتل کا معاملہ تھا جو کبھی آکسفورڈ یونیورسٹی کا فیلو اور ایک مقامی یونیورسٹی کا وائس چانسلر بھی رہ چکا تھا ویسے یہ اور بات ہے کہ آزادی کے دور میں عسرت کی وجہ سے وہ ایک ملازم کا بار بھی نہ برداشت کر سکتا رہا ہو! دوسری صبح خود فیاض ہی عمران کے فلیٹ میں پہنچ گیا! نیند کے دباؤ سے اس کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا تھا شائد پچھلی رات سے اب تک اسے ایک گھنٹے کی بھی نیند میسر نہیں ہوئی تھی۔ عمران ابھی تک سو رہا تھا! خود فیاض ہی نے اسے جگایا سلیمان کو تو ہمت نہیں پڑی تھی۔

"تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ تم کوٹھی میں دوڑے آؤ!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آہا.... مگر سو پر تمہارے نوکر نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا!"

"تمہیں تو عقل استعمال کرنی چاہئے تھی! خیر اب بتاؤ کہ تم ڈاکٹر سیفی سے کیوں ملے تھے!"
عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔

"الیکٹرک شاک کا چکر تھا۔!"

"وہ اس سلسلے میں کیا بتا سکتا؟" فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ عمران اس وقت بے حد سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ اس نے کہا۔"سوپر فیاض صرف دو دن اور ٹھہر جاؤ میں مجرم تمہارے حوالے کردوں گا۔ ہاں نجیب سے کیا رہی!"

"وہ تمہاری واپسی کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے تک ڈاکٹر کے پاس ٹھہرا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ڈاکٹر تمہاری آمد کے سلسلے میں بہت پریشان تھا! بار بار کہہ رہا تھا کہ وہ چالاک آدمی مجھے قتل کرگیا! کیا تم دونوں نے اپنا نام مسٹر اور مسز ڈھمپ بتایا تھا!"

"ہاں یہ درست ہے!"

"اس سے کوئی کتاب مانگی تھی اور اس کے تین چار ورق غائب کردیئے تھے.... کیوں؟"
فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کتاب ضرور مانگی تھی!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔"مگر اس کے وہ اوراق پہلے ہی سے غائب تھے۔ میں بھی دراصل انہیں اوراق پر نظر ڈالنا چاہتا تھا۔"

"ان اوراق میں کیا تھا۔"

"سوپر! اگر اس کی تفصیل معلوم ہوتی تو میں یہ دردسری کیوں مول لیتا میں نے کہیں شوبرٹ کی اس کتاب کے متعلق پڑھا تھا کہ اس کے پہلے ایڈیشن میں بہت ہی مختصر پیمانے پر اتنی برقی قوت مہیا کرنے کا طریقہ درج ہے جس سے کم از کم ایک آدمی کا خاتمہ ہوسکے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ایک ایسا مادہ جسے انگلی سے مس کرنے سے اتنی قوت والی برقی رو پیدا ہوجائے جو ایک آدمی کو ختم کردینے کے لئے کافی ہو!"

"نہیں...." فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"مجھے افسوس ہے کہ فی الحال میں کوئی واضح ثبوت نہیں پیش کرسکتا! اس کتاب کا پہلا ایڈیشن نایاب ہے! اگر تلاش کرسکو تو کرو۔ شوبرٹ کی کتاب البرق کا پہلا ایڈیشن جو انیسویں صدی کے اوائل میں شائع ہوا تھا۔ یہ ایک عرب حکیم یحیٰی کی کتاب البرق پر تبصرہ ہے۔"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہوا بولا۔"آخر پہلا ہی ایڈیشن کیوں!"

"دوسرے ایڈیشنوں سے وہ طریقہ حذف کردیا گیا تھا۔ جس پر عمل کر کے وہ مادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کتاب ڈاکٹر سیفی کے پاس موجود ہے۔"

"اسے کتابوں کے پہلے ایڈیشن کا خبط ہے میں نے سوچا ممکن ہے اس کے پاس مل ہی جائے۔"

"وہ تو نجیب سے کہہ رہا تھا کہ اس آدمی نے میری ایک کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مجھے قتل کردیا ایسی کتاب برباد کردی جس کے صرف چند نسخے ساری دنیا میں مل سکیں گے! وہی حصہ نکال لے گیا! جو اس کتاب کی خصوصیت تھا! ٹھیک بھی ہے تم آخر کسی عورت کو وہاں کیوں لے گئے تھے!"

"اس کے بغیر شائد وہ مجھے اپنے مکان میں گھسنے ہی نہ دیتا! اجنبیوں سے وہ اسی صورت میں ملتا تھا جب ان کے ساتھ خوبصورت عورتیں ہوں! ہر جینیکس اس قسم کا کوئی خبط ضرور رکھتا ہے سوپر فیاض! مگر ٹھہرو! تم شائد اس کے قتل کا الزام مجھ پر رکھنا چاہتے ہو! لیکن یہ تو سوچو کہ اس سے آخری ملنے والا نجیب تھا اگر مجھے رازداری کی ضرورت ہوتی تو اسے ختم ہی کر کے گھر سے نکلتا!"

"تمہیں کسی حادثے کی اطلاع کیسے ملی تھی؟"

"جب میں نے کتاب کے وہی اوراق غائب پائے تھے جن کی مجھے تلاش تھی تو میں نے ایک آدمی کو کوٹھی کی نگرانی پر لگا دیا تھا تاکہ وہ ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا رہے لیکن اس نے تھوڑی ہی دیر بعد مجھے فون پر اطلاع دی کہ اس نے ابھی ابھی کوٹھی میں کسی کے چیخنے کی آوازیں سنی ہیں! میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر کو یقینی طور پر کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔"

فیاض تھوڑی دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ نجیب ہی؟"

"سوپر فیاض دو دن ٹھہر جاؤ! میں تمہیں یقین کے ساتھ بہت کچھ بتا سکوں گا۔"

"یہ بات ابھی تک صرف میرے ہی علم میں ہے کہ ڈاکٹر کے متعلق کسی حادثے کی اطلاع تمہی نے دی تھی!"

"بہت مناسب ہے تم کافی عقل مند ہوتے جارہے ہو!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

فیاض کی آنکھوں سے بے اطمینانی جھانک رہی تھی! دفعتاً عمران تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔"اس دوران ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے بارے میں تفتیش کرتے رہو۔ اس سلسلے میں بھی نجیب ہی زیادہ کارآمد ثابت ہوسکے گا! لیکن اسے یہ شبہ نہ ہونے پائے کہ تم اس پر شبہ کررہے ہو! اگر تمہارے شبے کی تان زیادہ تر مجھ پر ٹوٹتی رہے تو بہتر ہی ہوگا۔"

"آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو!"

"اس کے علاوہ اور کیا کروں گا سوپر فیاض کہ مجرم کو ثبوت سمیت تمہارے حوالے کردوں.... اگر پہلے میں نے کبھی اس کی بجائے کسی مجرم سے شادی کرلی ہو تو مجھے بتاؤ۔"

فیاض صرف مسکرا دیا۔



عمران کے دو دن بڑی مصروفیتوں میں گزرے اور فلیٹ میں اس کی شکل نہیں دکھائی دی وہ زیادہ تر سڑکوں کے ٹیلی فون بوتھوں سے اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیتا رہتا تھا۔ دوسری طرف فیاض کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی کئی بار عمران کے فلیٹ کے چکر لگا رہا تھا بہر حال وہ پچھلی ملاقات کی چوتھی صبح عمران کو جالینے میں کامیاب ہو گیا اُسے توقع تھی کہ صبح ہی پہنچ جانے پر وہ عمران کو پا سکے گا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی برس پڑا۔

"یار تم خواہ مخواہ ذلیل کرا رہے ہو۔ ایک کی موت میری آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی اور دوسری کی اطلاع بھی سب سے پہلے مجھے ہی ملی تھی اب ایک طرف دلاور بور کر رہا ہے اور دوسری طرف تمہارے ابا جان کیونکہ ڈاکٹر سیفی ان کا کلاس فیلو بھی رہ چکا ہے! میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ تم اس سے ملنے گئے تھے اور مجھے اس کے قتل کی اطلاع بھی تم سے ہی ملی تھی!"

"مار ڈالا" عمران دردناک آواز میں بولا۔ "اب پھر ٹل گئی میری شادی دس پندرہ برس کیلئے۔"

"خدا کے لئے بور مت کرو!"

"قاتل میری جیب میں رکھا ہوا ہے۔!" عمران اکڑ کر بولا۔ "مگر خان دلاور اور مسز چنگیزی کی موجودگی ہی میں اس کے ہتھکڑیاں لگانا چاہتا ہوں اور اگر وہ ٹماٹر کی چٹنی ڈاکٹر سرکہ جبین بھی موجود ہو تو بس پھر مزہ ہی آجائے گا۔"

"مجھے بتاؤ! تم کیا کرنا چاہتے ہو!" فیاض جھنجھلا گیا۔

"وہی جو اس سے پہلے کرتا رہا ہوں۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "کیا میں نے اس سے پہلے بھی درجنوں مجرم تمہارے حوالے نہیں کئے! کیوں؟ کیا تم اس کے لئے مجھے کوئی معاوضہ دیتے رہے ہو! میرا معاوضہ تو دراصل وہ لذت ہے جو اپنے طور پر کام کرنے سے حاصل ہوتی

ہے! اگر اتنا بھی نہ ہو تو پھر مجھے احمق نہیں بلکہ احمقوں کی سسرال کہیں گے!"

فیاض خاموش ہو گیا اور عمران نے کہا۔ "بیس منٹ کے اندر ہی اندر ہتھکڑیوں کا ایک جوڑا اپنے آفس سے منگوالو۔"

"اوہ....!" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور عمران جھنجھلا کر بولا۔ "وقت نہ برباد کرو۔"

فیاض نے اپنے کسی ماتحت کو ہتھکڑیوں کے لئے فون کیا....! اور عمران کو گھورنے لگا۔

عمران اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ "اب خان دلاور کو فون کرو وہ نجیب اور ڈاکٹر جبین کو لیکر چنگیزی کی کوٹھی میں پہنچ جائے مگر احتیاط رکھے کہ نجیب یا ڈاکٹر جبین کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے.... اگر نجیب ہاتھ سے نکل گیا تو نتیجے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔"

"یار پتہ نہیں تم کیا کرنے جا رہے ہو!"

"جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو ورنہ پھر مجھ سے کوئی مطلب نہیں! نجیب تمہارے سامنے موجود ہے اس کے خلاف ثبوت فراہم کرتے پھرو! بغیر ثبوت تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکو گے کیونکہ وہ بھی اچھی پوزیشن کا آدمی ہے!"

فیاض نے طوعاً و کرہاً دلاور کے نمبر ڈائیل کرتے ہوئے عمران سے پوچھا "کس وقت پہنچنا ہے....!"

"دس بجے!" عمران نے کہا۔

فیاض نے خان دلاور سے رابطہ قائم کیا اور عمران کے کہے ہوئے جملے دہرائے! عمران نے محسوس کیا کہ گفتگو طویل ہوتی جا رہی ہے! فیاض یہی کہتا رہا۔ "ابھی کچھ نہیں بتاؤں گا ان دونوں کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ.... دس بجے تک میں وہیں آؤں گا۔ بھئی محض تمہاری خاطر میں نے یہ دردسری مول لی ہے ورنہ اس قسم کے چرخے تو مہینوں چلتے ہیں.... اچھا.... اچھا! ہم دس بجے پہنچ رہے ہیں لیکن ایک بار پھر سنو! نجیب کے معاملے میں کافی محتاط رہنا۔" اس کے بعد اس نے سلسلہ منقطع کردیا۔

"کچھ تو بتادے مردود....!" وہ دانت پیس کر عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔

"ممی!" عمران نے کسی روہانسے بچے کی طرح ہانک لگائی۔

ٹھیک دس بجے فیاض اور عمران چنگیزی کی اسٹڈی میں داخل ہوئے اور نجیب عمران کو دیکھ کر تقریباً اچھل پڑا.... ڈاکٹر جبین کی پیشانی پر بھی شکنیں نظر آنے لگیں! ویسے اس وقت عمران کی احمقانہ مسکراہٹ سبھی کو غصہ دلا سکتی تھی۔

بیگم چنگیزی کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔

فیاض اور عمران تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر فیاض نے بیگم چنگیزی سے کہا۔ "میں ذرا چنگیزی صاحب کی خوابگاہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"جی" بیگم چنگیزی اس طرح چونک پڑی جیسے دوسروں کی موجودگی سے بے خبر رہی ہو۔

"میں چنگیزی صاحب کی خواب گاہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"خواب گاہ" وہ اس طرح بولی جیسے خواب ہی دیکھ رہی ہو پھر چونک کر بولی۔ "مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اب وہاں کبھی جاسکوں! میرے خدا.... آپ جائیے۔ میں کھلوائے دیتی ہوں۔"

"آپ سے مجھے وہاں کئی باتیں معلوم کرنی ہیں جو چنگیزی صاحب کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً خواب گاہ میں وہ کہاں بیٹھتے تھے! کس طرح لیٹتے تھے.... بہتیری باتیں خواب گاہ کی سچویشن ہی دیکھ کر پوچھی جاسکتی ہیں! اگر آپ کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہی ہوں تو اپنے ان دوستوں کو بھی ساتھ لے چلئے! مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" مسز چنگیزی نے دلاور کی طرف دیکھا۔

"ہاں.... چلنا ہی چاہئے!" دلاور بولا۔ "ہم سب چلیں گے! پولیس کی مدد کئے بغیر مجرم ہاتھ نہیں آئے گا۔"

مسز چنگیزی طوعاً و کرہاً اٹھی۔ وہ سب ہی اٹھ گئے لیکن نجیب بے تعلقانہ انداز میں بیٹھا ہی رہا۔

"چلو نا یار...." دلاور نے اس سے کہا۔

"نہیں بھئی! میں معافی چاہتا ہوں! پچھلی رات سے پولیس والوں کی شکلیں دیکھتے دیکھتے میری آنکھیں پتھرا گئی ہیں ذہن پر پتھر کی سل سی رکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے میرے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔"

دفعتاً اس کی اور مسز چنگیزی کی نظریں ملیں اور وہ اس طرح اٹھ گیا جیسے صوفے کا کوئی اسپرنگ ٹوٹ کر کپڑے سے باہر نکل آیا ہو۔

فیاض نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران اسے آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔ وہ زینے طے کر کے اوپری منزل پر آئے.... خان دلاور اور مسز چنگیزی آگئے تھے....

"اوہ....! اس کی کنجی!" مسز چنگیزی نے بے بسی سے کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ اس کی کنجی کہاں ہوگی! وہ اپنی خواب گاہ خود ہی مقفل کرتے تھے!"

"آہا.... تو یہ ان کے بعد سے اب تک کھولی ہی نہیں گئی!" فیاض نے کہا۔

"جی نہیں!"

فیاض نے ہینڈل گھما کر دروازے کو دھکا دیا! مگر وہ مقفل ہی تھا!

"دکھاؤں ہاتھ کی صفائی۔" عمران نے بے ڈھنگے پن سے ہنس کر کہا۔

"کیا؟" فیاض غصیلے انداز میں اس کی طرف مڑا اور عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔ "یعنی.... کہ مطلب.... یہ کہ میں قفل کھول سکتا ہوں! اگر کوئی پتلی اور نکیلی چیز مل جائے.... یعنی کہ ہاں!"

"کچھ دیر بعد ایک لمبی کیل مل سکی جس کی مدد سے عمران نے قفل کھول لیا اور وہ اندر داخل ہوئے لیکن پھر وہ سب کے سب دروازے کے قریب رک گئے۔ سامنے والی دیوار پر چار رنگین لکیریں نظر آرہی تھیں تین تو بالکل ایسی ہی تھیں جیسی خان دلاور کی دیہی کوٹھی کے اس کمرے میں ملی تھیں جس میں مسٹر چنگیزی کا قیام تھا۔

"لکیریں....!" بیگم چنگیزی نے سسکاری سی لی اور ہذیانی انداز میں بولی۔ "ہا.... ہا یہاں تو چوتھی بھی موجود ہے! میں دیکھوں گی.... میں دیکھوں گی۔"

وہ تیزی سے دیوار کی طرف بڑھی۔

"ٹھہرو.... کیا کرتی ہو۔" خان دلاور نے چھلانگ لگائی اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی راہ میں حائل ہوگیا۔

"ہٹو.... ہٹو.... ہٹ.... جاؤ.... ذلیل کمینے.... میں بھی جاؤں گی.... ہٹو!"

"ہٹ جاؤ.... خان دلاور!" دفعتاً عمران گرجا۔ اس کا لہجہ بے حد خونخوار تھا۔ فیاض بوکھلا کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں کیونکہ وہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور بھی دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے؟" خان دلاور آنکھیں نکال کر بولا۔

"اگر یہ مرنا ہی چاہتی ہیں تو انہیں مرنے دو! ورنہ میں تمہیں گولی ماردوں گا۔" عمران نے کہا اور بقیہ لوگوں سے ہٹ کر کھڑا ہوگیا۔

"ایسے سنجیدہ مواقع پر مذاق کرنا چھچھورا پن ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔" خان دلاور آپے سے باہر ہوگیا۔

"کھیل ختم ہوچکا ہے بیٹے! اپنے ہاتھ ہتھکڑیوں کے لئے پیش کردو!"

"کیا؟" ہر ایک کی زبان سے بیک وقت نکلا۔

"ڈاکٹر جبین.... اور مسٹر نجیب.... تم دونوں بیگم چنگیزی کو پیچھے ہٹالو۔" عمران نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" فیاض دہاڑا۔

"میں اس وقت صرف ڈیفنس منسٹر کو جواب دہ ہوں فیاض صاحب۔" عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ "تم ان معاملات میں دخل نہ دو۔ دلاور تم سے زیادہ میرا دوست ہے۔ لیکن میرا فرض .... میرا ہی نہیں بلکہ ہر شہری کا فرض ہے کہ اگر اس کا باپ بھی قانون شکنی کرے تو اسے بھی قانون کے حوالے کرنے سے نہ ہچکچائے....!"

"تم پاگل ہو گئے ہو۔" دفعتاً خان دلاور نے قہقہہ لگایا۔

"تمہارا سیکریٹری میری قید میں ہے۔ خان دلاور! اور وہ ٹرینڈ بندر بھی جال میں پھنسا لیا گیا ہے جو تمہارے خطوط بیگم چنگیزی تک لایا کرتا تھا!"

فیاض نے مڑ کر بیگم چنگیزی کی طرف دیکھا جو فرش پر بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر جبین اور نجیب اسے پیچھے ہٹا لائے تھے اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

"بکواس جاری رکھو!" دلاور مسکرایا۔ "کیا تم میرے خلاف کوئی ثبوت مہیا کر سکو گے۔"

"ایک نہیں درجنوں! تم شاید اسے مذاق سمجھے ہو کہ ضیغم میری قید میں ہے۔"

"عمران! اگر تم سنجیدہ ہو تو جلد بازی سے کام نہ لو.... ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔"

"اس وقت میں اپنے باپ کے مشورے پر بھی عمل نہیں کر سکتا! خان دلاور کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔"

"میں کہتا ہوں ریوالور مجھے دے دو!" فیاض کو غصہ آ گیا۔

"فیاض کیوں شامت آئی ہے! اس وقت تم میری اتھارٹی کو چیلنج نہیں کر سکتے!" عمران غرایا۔ "اُس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی گرفتاری کا سہرا تمہارے ہی سر رہے، ورنہ پانچ منٹ بعد یہ کیس تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

"بکواس بند کرو! میں کہتا ہوں ریوالور زمین پر گرا دو ورنہ میں یہی ہتھکڑیاں تمہارے ہاتھوں میں ڈال دوں گا۔"

خان دلاور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"میں اس ریوالور کا لائسنس بھی تم سے طلب کرتا ہوں!" فیاض دہاڑا لیکن ٹھیک اسی وقت باہر سے بھاری قدموں کی آوازیں آئیں اور تین ملٹری آفیسر جو وردیوں میں تھے اندر گھس آئے.... عمران نے انہیں دیکھتے ہی اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور کلائی کا زیادہ تر حصہ آستین سے باہر آ گیا اس کی کلائی پر سنہرے رنگ کی ایک مہر چمک رہی تھی، تینوں فوجیوں نے اسے سلیوٹ دیا۔

"بندر والا۔" عمران نے ریوالور کی نال سے خان دلاور کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں خان دلاور دیوانوں کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔

ویسے عمران تک اس کی پہنچ اب ناممکن تھی۔ کیونکہ تینوں فوجی درمیان میں آ گئے تھے۔ انہوں نے اسے جکڑ لیا۔ ایک نے جیب سے ہتھکڑیاں نکالیں اور اس کے ہاتھوں میں ڈال دیں۔

"میں دیکھوں گا تمہیں.... سمجھے...." خان دلاور عمران کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے میرے دوست کہ تمہیں میرے ہی ہاتھوں سے دفن ہونا پڑا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا! فیاض، نجیب اور ڈاکٹر جبین اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے! فوجی خان دلاور کو دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر نکال لے گئے۔

"یار... یہ کیا ہوا۔" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا! اُسکی آنکھوں سے بے بسی جھانک رہی تھی۔

"وہی جو ہونا چاہئے تھا۔" عمران نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "میں تم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں میں تم اپنی ہتھکڑیاں لگا دو! لیکن تم نے دھیان نہ دیا۔"

"چلو.... ختم کرو!" فیاض ہاتھ اٹھا کر مردہ سی آواز میں بولا۔ پھر مسز چنگیزی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ "کیا یہ بھی سازش میں شریک تھی۔"

"خدا جانے! لیکن بظاہر تو ایسا نہیں معلوم ہوتا۔"

"مگر تم نے تو کسی بندر کا تذکرہ کیا تھا جو اس کے خطوط اس کے پاس لایا کرتا تھا۔"

"کہانی لمبی ہے فیاض صاحب! اطمینان سے بتاؤں گا۔ مگر نہیں پہلے ادھر آؤ۔ ذرا ان لکیروں کو دیکھو۔" نجیب اور ڈاکٹر جبین بھی ان کے قریب آ گئے! یہ چار لکیریں تھیں تین لکیریں تو رنگین پنسلوں سے کھینچی گئی تھیں لیکن چوتھی لکیر ابھری ہوئی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی پتلی سی ربڑ کی نلکی دیوار پر چپکا دی گئی ہو۔

"قدرتی بات ہے سوپر فیاض! اگر یہ چاروں لکیریں اچانک تمہارے سامنے آئیں تو تم اس ابھری لکیر پر انگلی پھیرے بغیر نہ رہ سکو گے! لیکن جہاں تم نے انگلی پھیری تمہاری بیوی بھی بلبلاتی رہ جائے گی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہے گی کہ اس شوہر نامراد کو الیکٹرک شاک لگا تھا۔ مگر ٹھہرو.... میری کون سی بیوی بیٹھی ہوئی ہے جو بلبلاتی پھرے گی اس لئے یہ دیکھو!"

اس نے لکیر کی طرف انگلی بڑھائی اور ڈاکٹر جبین نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ لیکن پھر خفیف ہو کر پیچھے ہٹ گئی عمران نے مسکرا کر فیاض کو آنکھ ماری اور آہستہ سے بولا۔ "تم انگلی پھیر کر دیکھو اگر مر جاؤ تو دس ہزار ہاروں گا۔ کبھی نہیں مر سکتے! کیونکہ یہ لکیریں تو پچھلی رات

میں نے بنائی تھیں.... یہ دیکھو!" اس نے ابھری ہوئی لکیر کو چٹکی سے پکڑ کر دیوار سے الگ کر لیا! یہ سچ مچ ربڑ کی ایک نلکی تھی۔

فیاض نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔ "تم نے باقاعدہ طور پر جال بچھایا تھا۔ وہ ان لکیروں کی طرف بڑھی تھی اور وہ بے ساختہ اس پر جھپٹ پڑا تھا کہ اسے لکیروں تک پہنچنے سے روک دے۔ مگر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میرا دعویٰ ہے کہ تم اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ بہم پہنچا سکو گے!"

"ابھی ایک ایسا آدمی باقی ہے سوپر فیاض! جسے میں اعانتِ جرم کے الزام میں تمہارے سپرد کروں گا۔"

"کون!"

"دلاور کا سیکریٹری ضیغم....!"

"آپ تو نہ جانے کیا نکلے جناب!" نجیب بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر نہ نکلتا تو تم اور ڈاکٹر بڑی مصیبتوں میں پڑ جاتے! کیونکہ اس نے تمہیں ہی پھنسانے کی کوشش کی تھی ڈاکٹر کی سرنج یاد ہے نا تمہیں!"

"اچھی طرح....!"

"کیا آپ مجھے معاف کردیں گے جناب!" ڈاکٹر جبین نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔ "میں نے اکثر آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی! مگر میں کیا کرتی آپ اب وہ تو معلوم ہی نہیں ہوتے.... زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔"

دفعتاً عمران کے چہرے پر پھر حماقت آمیز سنجیدگی طاری ہو گئی جس میں غمزدگی کی بھی ہلکی سی جھلک پائی جاتی تھی۔

"آؤ چلیں سوپر فیاض۔" اس نے فیاض کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جبین سے بولا۔ "مسز چنگیزی کا خیال رکھیے گا! ہم ابھی پھر واپس آئیں گے! ہماری واپسی سے قبل انہیں ان واقعات کا علم نہ ہونے پائے جو ابھی پیش آئے ہیں۔"



تھوڑی دیر بعد عمران کی کار پھر سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اس کے ساتھ کیپٹن فیاض بھی تھا! عمران کو توقع تھی کہ لیفٹیننٹ چوہان نے ضیغم کو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش

منزل سے اس کے فلیٹ میں منتقل کر دیا ہو گا۔

"اب کہاں گھسیٹ رہے ہو!" فیاض نے پوچھا۔

"گھر چل رہے ہیں پیارے! آخر تم بور کیوں ہو رہے ہو۔"

"تمہاری آج کی حرکت ہمیشہ یاد رہے گی۔ اگر تم نے مجھے دھوکے میں نہ رکھا ہوتا تو شاید میں اس کے ہتھکڑیاں لگا بھی دیتا۔ مگر اچانک اور غیر متوقع طور پر ذہنی جھٹکا میرے لئے اعصابی اختلال کا باعث بن گیا تھا.... آہا.... مگر یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ منسٹری آف ڈیفنس کہاں سے آکودی تھی۔"

خان دلاور ایک ایسے بندر کا مالک تھا جس کی تلاش میں منسٹری آف ڈیفنس کی سیکرٹ سروس بہت دنوں سے سرگرداں تھی۔ یہ ایک اعلیٰ پیمانے پر ٹرینڈ بندر ہے خان دلاور اس سے عموماً پیغام رسانی کا کام لیا کرتا تھا! ادھر ایک ملٹری آفیسر پر شبہ کیا جا رہا تھا کہ وہ کسی غیر ملک کا ایجنٹ ہے! ملٹری کی سیکرٹ سروس اس کے پیچھے تھی! اچانک ایک دن سیکرٹ سروس کے ایک ممبر نے اس کے پاس ایک بندر دیکھ لیا جو اسی کے باغیچے کے ایک درخت سے اترا تھا اور اس کی طرف نیلے رنگ کا بڑا سا لفافہ بڑھا رہا تھا! ملٹری آفیسر اسی وقت حراست میں لے لیا گیا مگر بندر نکل بھاگا! لفافے سے جو کاغذات برآمد ہوئے تھے وہ اس کے ثبوت کے لئے کافی تھے کہ وہ کسی دوسرے ملک کے لئے مخبری کر رہا ہے۔ مگر بندر کس کا تھا اور کاغذات کس نے اس کے پاس بھجوائے تھے اس کا علم انہیں نہ ہو سکا مجرم آفیسر نے اپنی زبان بالکل بند کر لی تھی! مجھے اس واقعہ کا علم تھا۔ لہٰذا جب وہ بندر میرے سامنے آیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کس کا ہو سکتا ہے تو میں نے اس کی اطلاع منسٹری آف ڈیفنس کو دی اور وہاں سے مجھے خان دلاور کی گرفتاری کا اجازت نامہ مل گیا۔"

"آخر یہ تمہیں دھڑا دھڑ اجازت نامے کیسے مل جاتے ہیں۔" فیاض نے کہا لیکن عمران نے اُسے اس کا جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر سیفی کی کہانی دہرانے لگا۔ "اس کچے مکان میں میں نے چسٹر فیلڈ سگریٹ کے آدھ جلے ٹکڑے دیکھے تھے! یہ خان دلاور ہی کا برانڈ تھا! وہ یہی سگریٹ پیتا ہے اور آدھے سگریٹ سے زیادہ نہیں پیتا! پھر عادتاً اسے بجھا کر پھینکتا ہے! جلتا ہی ہوا نہیں پھینک دیتا اگر وہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں سگریٹ کا جلتا ہوا ٹکڑا بجھانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو وہ وہاں اپنا پیر اٹھا کر اسے جوتے کی ایڑی سے رگڑتا ہے۔ جب بجھ جاتی ہے تب ہی پھینکتا ہے۔ نہ زمین پر پھینک کر جوتے سے رگڑتا ہے اور نہ جلتا ہوا پھینکتا ہے۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت ہے! عادت ہی ٹھہری جو کسی حال میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اچھا تو وہ میرے پہنچنے

سے کچھ دیر قبل اس کچے مکان میں موجود تھا! لیکن تنہا نہیں اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا اور اس کا اندازہ میں نے دو مختلف سائز کے پیروں کے نشانات سے لگایا تھا۔"

"دوسرا کون تھا!"

"اس کا سیکریٹری ضیغم!"

"تو یہ چنگیزی بھی غیر ملکی سراغ رسانی کے جرم میں ملوث تھا۔"

"نہیں اس کا قتل تو دولت اور عورت کی ہوس کا نتیجہ تھا! ظاہر ہے کہ اُس کے بعد اس کا ترکہ مسز چنگیزی ہی کو ملتا ہے اور پھر کوشش ہوتی کہ وہ خان دلاور سے شادی کر لے لیکن یہ طے ہے کہ خان دلاور ایک غیر ملکی ایجنٹ بھی ہے۔ پچھلی رات سیکرٹ سروس والوں نے اس کی دیہی کوٹھی سے کچھ ایسے کاغذات برآمد کر لئے ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنگیزی کے قتل کی کہانی تو تم ضیغم ہی سے سننا! اور پھر سوچنا کہ اُس نے تمہیں اس بار کے جشن میں کیوں مدعو کیا تھا.... وہ تمہاری موجودگی میں ایک بہت بڑا جرم کر کے صاف نکل جانا چاہتا تھا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ میں پہنچ گئے۔ ضیغم وہاں موجود تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں نظر آ رہی تھی! چہرہ زرد تھا اور آنکھوں کے گرد سیاہ رنگ کے حلقے دکھائی دیتے تھے۔

"کیا رہا جناب!" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"ٹھکانے لگا آئے!" عمران مسکرایا۔

"خس کم جہاں پاک۔" ضیغم کی آواز لرز رہی تھی۔

"ہاں.... دوست! یہ سوپر فیاض تمہارا بیان لینا چاہتے ہیں! اور تمہیں یقین ہونا چاہئے کہ تم سلطانی گواہ بنا کر چھوڑ دیئے جاؤ گے۔"

"اگر نہ بھی چھوڑا جاؤں تو مجھے افسوس نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ایک احسان فراموش کتا تھا! اس نے مجھے بھی ختم کر دینے کی کوشش کی تھی کپتان صاحب! مجھے زہر دلوایا تھا! اگر عمران صاحب فوراً ہی میری خبر نہ لیتے تو میں اس وقت بیان دینے کے لئے زندہ نہ ہوتا۔"

فیاض نے کچھ پوچھنا چاہا! لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "زہر والا واقعہ میں تمہیں بتاؤں گا! انہیں اپنے طور پر بیان دینے دو۔"

فیاض خاموش ہی رہا۔ ضیغم نے دو چار گہری سانسیں لیں، اور بولا۔ "میں دلاور کی ملازمت کرنے سے پہلے ڈاکٹر سیفی کی لائبریری کی دیکھ بھال کرتا تھا! یہ ان دنوں کی بات ہے جب ڈاکٹر موجودہ کوٹھی کی بجائے یونیورسٹی ایریا کی ایک عمارت میں رہتے تھے! چونکہ وہاں تنخواہ کم تھی اور

میرے حوصلے بلند تھے اس لئے میں نے ڈاکٹر کی ملازمت ترک کر دی اور کسی طرح خان دلاور تک آ پہنچا! ایک دن خان دلاور نے مجھے پوچھا کہ ڈاکٹر کی لائبریری میں الیکٹرک سٹی کے موضوعات پر کتابیں ہیں! میں نے اثبات میں جواب دیا کیونکہ وہاں سیکڑوں تھیں۔ الیکٹرک سٹی ڈاکٹر کا پسندیدہ موضوع تھا اور وہ ضرورت پڑنے پر کتابیں مجھ ہی سے نکلوایا کرتا تھا۔ خان دلاور نے شوبرٹ کی کتاب البرق کے پہلے ایڈیشن کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر کے یہاں وہ کتاب تھی اس نے اسے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں تھی کہ اس کا اشتیاق پورا نہ ہو سکتا! میں اسے اپنے ساتھ ڈاکٹر کے یہاں لے گیا تھا اور اسے وہ کتاب دکھائی تھی۔ خود مجھے اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.... کچھ ہی دنوں بعد خان دلاور مجھ پر اعتماد کرنے لگا۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا! کسی نہ کسی پر تو اسے اعتماد کرنا ہی پڑتا! کیونکہ بہتیرے کام وہ تنہا نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ان میں رازداری شرط تھی! ایک تو اس بندر کی نگہداشت ہی تھی جو اس نے کلی طور پر میرے سپرد کر دی تھی! میرے علاوہ اور کسی کو اس بندر کے متعلق نہیں معلوم تھا۔ اسے حیرت انگیز طور پر تربیت دی گئی تھی۔ وہ آدمیوں کی طرح فائرنگ کر سکتا تھا، پیغام رسانی کر سکتا تھا اس کے ذریعہ مسز چنگیزی کو عشقیہ خطوط بھجوایا کرتا تھا! لیکن شائد مسز چنگیزی کو آج بھی معلوم نہ ہو کہ خطوط لکھنے والا کون ہے وہ ان خطوط پر اپنا نام نہیں ڈالتا تھا! اس کا کہنا تھا کہ اس طرح وہ ایک پُراسرار آدمی کی حیثیت سے اس کے دل میں گھر کر لے گا! اور پھر جب ضرورت پڑے گی تو اس پر ظاہر بھی کر دے گا! چونکہ وہ اس کے متعلق بہت زیادہ سوچ چکی ہوگی اس لئے اسے قبول کر لینے میں اسے ہچکچاہٹ بھی نہ محسوس ہوگی۔ اس صورت میں بے تحاشہ اس پر گرے گی۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ عورت اسی قسم کی جانور ہے۔ مگر میں سوچتا تھا کہ وہ موقعہ کونسا ہوگا جب وہ اسے قبول کرنے کے لئے غور کرے گی! ظاہر ہے کہ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں! یا تو چنگیزی مر جاتا یا وہ اس سے طلاق لے لیتی۔ چند ہی دنوں بعد چنگیزی کو اس پیغام رساں بندر کا علم ہو گیا اور مسز چنگیزی نے وہ سارے خطوط بھی اس کے حوالے کر دیئے! اب وہ اس بندر کو ختم کر دینے کے درپے ہو گیا! دن بھر رائفل اور دوربین لئے چھت پر ٹہلتا رہتا.... ! ایک دن خان دلاور کہنے لگا شائد چنگیزی کو مجھ پر شک ہے! کیونکہ اس نے بندر اور خطوط کا تذکرہ میرے علاوہ اور کسی سے نہیں کیا! خیر اگر اسے شبہ ہی ہو گیا ہے تو اس کے لئے اسے بھگتنا ہی پڑے گا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس نے دیہی کوٹھی کے سالانہ جشن کے دعوت نامے تقسیم کرائے۔ مسٹر اور مسز چنگیزی بھی مدعو تھے۔ دراصل اس نے انہیں اسی لئے مدعو کیا تھا

کہ چنگیزی کو ٹھکانے لگادے۔ لہٰذا وہی ہوا۔ چنگیزی پُر اسرار طور پر ہلاک ہو گیا.... سوپر فیاض کو تو وہ اس سلسلے میں طفلِ مکتب سے زیادہ نہیں سمجھتا تھا۔ البتہ عمران صاحب کی وجہ سے اسے تشویش تھی وہ انہیں خطرناک سمجھتا تھا۔ لیکن جب یہ شہر سے واپس آئے تو اس نے ان کے گلے میں کیمرہ لٹکتے دیکھ کر خوب قہقہے لگائے اور مجھ سے کہا دیکھو وہ زیرو زیرو سکس کا ٹرانسمیٹر لایا ہے۔ میں نے کہا تو پھر الو بنایا جائے.... اس نے پوچھا کیسے! میں نے کہا کہ ٹرانسمیٹر استعمال ہی کے لئے لایا گیا ہے وہ اسے یقیناً استعمال کرے گا! کیوں نہ ہم اسی فری کوئینسی کے کسی ٹرانسمیٹر کے ذریعے اسے پریشان کریں! پھر رات کو جب آپ عقبی پارک میں گئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کسی سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کریں گے! میں نے بھی اسی فری کوئنسی کا ایک ٹرانسمیٹر سنبھال لیا اور دو مختلف آوازوں میں بولنے لگا۔ میں دراصل آپ کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتا تھا یعنی کہ یہ قتل کسی ایسے آدمی کے ایماء پر ہوا ہے جو اس کوٹھی سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا کوئی نہ کوئی مددگار کوٹھی میں موجود ہے پھر کسی عورت کی آواز سن کر میں خاموش ہو گیا اور آپ نے اس عورت کو خاموش رہنے کی ہدایت دی تھی....! کچھ بھی ہو مجھے بے حد پریشانی ہوئی۔ چنگیزی بے گناہ مارا گیا۔ خود وہ بھی مطمئن نہیں تھا اب اسے فکر تھی کہ کہیں بیگم چنگیزی آپ لوگوں کو بندر کی کہانی نہ سنانے بیٹھ جائیں۔ وہ انہیں اس سے روکنا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے مورفیا کا انجکشن دے کر دوبارہ بیہوش کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بندر ہی کے متعلق بتانے کے لئے کپتان صاحب کو بلوایا ہو! دوسرے دن کوٹھی خالی ہو گئی۔ سب شہر چلے آئے۔ اسی دن رات کو اس نے مجھے ساتھ لیا اور چل پڑا۔ پھر تھوڑی دیر بعد گاڑی سیفی کی کوٹھی کے عقبی پارک کے قریب والی سڑک پر روکی اور خود اتر گیا مجھ سے کہہ گیا کہ میں ابھی آتا ہوں جیسے ہی میں واپس آؤں.... گاڑی بہت تیزی سے نکال لے جانا.... میں وہیل پر بیٹھ گیا اور وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا تھوڑی ہی دیر بعد واپس آ گیا اور پھولی ہوئی سانسوں سے بولا کہ جلدی چلو.... دیہی کوٹھی! سنسان راستوں سے چلو! کوٹھی پہنچ کر میں نے اس کے ہاتھوں اور کپڑوں پر خون کے دھبے دیکھے! تب اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر سیفی کو قتل کر آیا ہے محض عمران صاحب کے خوف سے! میں نے وضاحت چاہی اس نے بتایا کہ ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کو بھی شوبرٹ کی کتاب کا علم ہو کیونکہ وہ بھی سائنس کے ڈاکٹر ہیں۔ دراصل عمران صاحب کا خوف اس پر مسلط ہو گیا تھا! لیکن کبھی کبھی وہ کہتا تھا۔ ارے وہ بھی اپنا یار ہی ہے منا لیں گے اگر ضرورت پڑی! میں نے پوچھا آخر شوبرٹ کی کتاب کیوں؟ تب اس نے بتایا کہ اس کتاب کے

ایک نسخہ کے ذریعہ اس نے چنگیزی کو ختم کیا تھا.... میں نے کہا تو بیچارے سیفی کو کیوں مار ڈالا شائد اسے یاد بھی نہ رہا ہو کہ آپ نے کبھی وہ کتاب اس کے یہاں جا کر دیکھی تھی.... پھر وہ کھلا کہ اسی صبح وہ ایک خوبصورت یوریشین لڑکی ساتھ سیفی کے یہاں گیا تھا کہ یا تو وہ کتاب ہی وہاں سے اڑا لائے یا کم از کم وہ صفحات نکال لائے جن پر وہ نسخہ تحریر تھا، کتاب تو نہیں لا سکا تھا لیکن صفحات ضرور پھاڑ لایا تھا۔ پھر اسے اختلاج نے گھیرا اور وہ سوچنے لگا کہ ممکن ہے آج ہی عمران صاحب وہاں جائیں۔ وہ کتاب نکلوائیں اور جب اس میں وہ اوراق نہ ملیں تو سیفی سے ان کے متعلق پوچھ کچھ کریں اور سیفی انہیں بتا دے کہ آج کسی نے وہ کتاب نکلوائی تھی۔ لہٰذا سیفی ہی کو کیوں نہ قتل کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ چنگیزی کے قتل نے اس کی عقل ہی سلب کر لی تھی.... ورنہ اتنا کون کرتا ہے جتنا اس نے عمران صاحب کے متعلق سوچ ڈالا تھا۔“

عمران صرف مسکراتا رہا کچھ بولا نہیں۔ فیاض نے اس سے پوچھا۔ ”کیا مسز چنگیزی کو اب تک علم نہیں ہو سکا کہ بندر کا مالک کون تھا؟“

”جی نہیں.... ابھی تک اور پھر اس نے مجھے بھی زہر دے دیا.... ورنہ پہلے تو اس نے مجھے کروڑ پتی بنا دینے کا وعدہ کیا تھا! کہا تھا کہ میں تو صرف اس عورت کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنگیزی کی دولت سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے میں تمہیں اس کی املاک کا اور کاروبار کا مختار عام بنا دوں گا۔ زندگی بھر عیش کرنا۔“

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کوتوالی فون کر کے پولیس کار طلب کی اور ضیغم کو کوتوالی بھجوا دیا۔ عمران نے فیاض کو روک لیا تھا۔

”ہاں تو سوپر فیاض! دلاور نے نہیں بلکہ میں نے زہر دیا تھا! چونکو نہیں پیارے! اگر یہ نہ کرتا تو فرشتے بھی اتنا شاندار گواہ نہ پا سکتے۔ میں نے چاروں طرف جال پھیلانے کی کوشش کی تھی! مجھے معلوم تھا کہ ضیغم روزانہ شام کو وکٹوریہ ہوٹل میں بیٹھتا ہے۔ میں نے انتظام کیا کہ میری ایک خاص الخاص ایجاد کافی میں ملا دی جائے۔ خاصیت اس ایجاد کی یہ ہے پسر! کہ اگر کوئی صرف ایک ماشہ سفوف اپنے معدے میں اتار لے جائے تو پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اس کے دماغ کا کباڑا ہو سکتا ہے یعنی بالکل آؤٹ! جب وہ بے ہوش ہو گیا تو میں نے اسے وکٹوریہ ہوٹل سے اٹھوا لیا! پھر ایک ایسا ڈاکٹر پیدا کرنا پڑا جو اسے ہوش آنے پر یقین دلا سکتا تھا کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ اسے یقین دلایا گیا اور میں نے اسے بتایا کہ وہ وکٹوریہ والے فٹ پاتھ پر بیہوش پڑا تھا۔ میں اسے اپنے یہاں اٹھا لایا.... بس پھر وہ اس بُری طرح سب کچھ اگلنے لگا تھا سوپر فیاض! کہ مزہ ہی آ گیا! اسے یقین تھا کہ

جو شخص اپنا ایک جرم چھپانے کے لئے سیفی کو قتل کرسکتا ہے تو وہ اسے بھی زہر دے سکتا ہے کیونکہ وہ تو اس کے بہتیرے رازوں سے واقف تھا۔ اچھا اب تم جاؤ اور مسز چنگیزی کو بتادو کہ چنگیزی کا قاتل گرفتار کرلیا گیا ہے لیکن اسے بندر اور خطوط کے متعلق ابھی کچھ نہ بتانا۔

جاؤ.... کیونکہ اب یہاں بھی ٹریجڈی ہونے والی ہے۔ میں اپنے سر مونگ کی دال کی ہانڈی توڑنے جارہا ہوں.... روزانہ مونگ کی دال پکا کر رکھ دیتا ہے یہ سلیمان کا بچہ۔"

﴿تمام شد﴾